هو العلی الاعلی

خورشیدِ محشر

یعنی

مداحِ آلِ محمد مرزا کاظم حسین محشر لکھنوی کی غزلوں کا دیوان

باہتمام

احقر الزمن سید نور الحسن مالکِ مطبع

جولائی سنہ ۱۹۱۹ء کو

نور المطابع لکھنؤ میں چھپا

قیمت ۱۲ علاوہ محصول ڈاک

حمد آن سلطان عالم را کہ عالم پرورست
اُسنرا و در راہ ایمان انس و جان را رہبرست

تمہید

فطرت پسند حضرات اچھی طرح آگاہ ہین کہ انسان اپنے جذبات
کے اظہار کے لیے مناسب الفاظ کا محتاج ہی۔ گو نثر کی آزادی۔
روانی۔ مناسبت۔ ایک نثار کے ما فی الضمیر کا اظہار اُسکی خواہش کے موافق
سکتی ہی۔ مگر فلسفیانہ نظر جب ڈالیگا تو ایک طویل عبارت کے قائم کیے ہوے
جذبات کو شعر کے دو مصرعے اس خوبی سے ادا کر دینگے کہ جواب نہین۔ مگر
ہم مین سے بہت کم لوگ اس سے واقف ہین کہ ان دو مصرعون کا مربوط
رنے والا اپنی کن کن قوتون سے کام لیتا ہی۔ خیالی قوت کو کس حد تک
ہونچاتا ہی۔ دنیا اور دنیا والون کے معاملات کس نظر سے دیکھتا ہی کہ جب
نکا اظہار کرتا ہی تو کچھ ایسے اصولون سے کہ اُس مین خطا کی گنجائش ہی
ظر نہین آتی۔ مگر کیا یہ عطیۂ فطرت ہر شخص کو ملتا ہی؟ کبھی نہین! اُسی طبیعت
ین ودیعت ہوتا ہی جسکو قسام ازل نے اسی کام کے لیے بنایا ہو اور جسکی
ندگی کا میدان تجربے کے سدا بہار پھولون سے مالامال ہو۔ ظہیر کہتا ہی ؎

زشعلہ میل بلندی بیال عشق بود   کہ شمع از پر پروانہ میکند پروانہ

مانے کا جہل سے تاریک ہو جانا قابل قیاس۔ احساسات انسانی مین قیامت خیز
غیر کا نمودار ہونا سہل۔ مشرقی دنیا مین صدیون کے قائم کردہ تمدنی اصول کا
رک آسان۔ مگر فطرتی قانون کا بدلنا محال۔ ہر زمانے مین ایسے چند نفوس کا

ملنا جنکو قدرت نے کسی خاص کام کے لیے بھیجا ہو ایسا ہی یقینی ہی جیسا کہ خود رو پھولون کا جنگل کے ایک گوشے مین کھلنا اور دامن فضا کو اپنی روح افزا مہک سے عطر بیز کرنا۔

دنیا سے شاعری ہین اگرچہ اس دور کی ناگوار ہوائین اپنا اثر دکھا رہی ہین اور ہستی شعر بھی دوسرے فنون کے ساتھ طاق نسیان کی نذر ہو رہی ہی مگر جسکو فطرت نے شاعر پیدا کیا ہی۔ چاہے دنیا اُسے فراموش کردے مگر وہ اپنا فرض منصبی زندگی کے آخری لمحے تک نہین بھول سکتا۔ مین اپنی تمہید کو ختم کرتے ہوے جناب مرزا کاظم حسین صاحب محشر کا ممنون ہون کہ اُنھون نے مجھ کو اپنے مختصر اور مختلف حالات زندگی بدین غرض مرتب کرنے کے لیے عنایت کیے کہ وہ اس دیوان کے ساتھ شامل کیے جائین۔ ساتھ ہی ساتھ اُسکے یہ اصرار بھی ہی کہ میرے قلم کی روش آزادانہ رہے اور کوئی تعریف بیجا نہ ہونے پائے۔

نام وسن ولادت

مرزا کاظم حسین صاحب محشر۔ خلف نواب مرزا حسن مرحوم۔ خاص لکھنؤ موطن و مولد۔ سولھوین اکتوبر سنہ ۱۸۶۶ء روز سہ شنبہ ولادت ہوئی۔

ابتداے عمر اور تعلیم

چونکہ مرزا صاحب کو فطرت ایک کار خاص کے لیے منتخب کر چکی تھی لہذا لازم تھا کہ ذوق حصول علم قوت تمیز کے ساتھ ساتھ نشو و نما پائے۔ سات سال کے ہونگے کہ بسم اللہ ہوئی یہانتک کہ سنہ ۱۸۸۵ء مین مڈل کلاس کی سند حاصل کی جو اُس زمانے مین بہت وقیع سمجھی جاتی تھی اور اکثر طالبعلمون کی تحصیل علم کا گویا آخری مطمح نظر تھا جیساکہ

آجکل انٹرنس) مگر چونکہ شوق کافی تھا اسی سند پر اکتفا نہ کی اور انٹرنس کے نصاب کی تیاری مین مصروف ہو گئے - اسکول مین انگریزی اور اُسکے بعد عربی اور فارسی کی تحصیل مین مصروف رہا کرتے تھے - مولوی نظیر حسین صاحب شاگرد رشید جناب مولانا عبد الحق خیر آبادی سے شرح جامی ختم کی -

زمانۂ شعر گوئی

مین پہلے لکھ چکا ہون کہ مرزا صاحب کی طبیعت مین جذبات شاعری پہلے ہی سے ودیعت تھے - لہذا بچپنے مین اچھے شعرون کا سننا اور پھر اسقدر لطف لینا کہ یاد بھی رہجائے - اس امر کی بین دلیل تھی کہ مستقبل مین بھی طبیعت اپنے زادۂ افکار سے شاعری دنیا کی آبادی مین بیش قدر اضافہ کریگی - ایک دو نہین بلکہ سیکڑون اُردو اور فارسی کے اشعار نوک زبان تھے اور جب احباب کی کسی بے تکلف صحبت مین شریک ہوتے وہ اشعار پڑھتے تھے اور کہتے تھے "شاعر نے یہ کیا خوب کہا ہے" -

سچے دوست کا مل جانا گویا ایک ہادی برحق کا فراہم ہونا ہے - بہت سی نظیرین ایسی مل سکتی ہین جو اس امر کا ثبوت ہونگی کہ کتنے وہ لوگ جو دنیا مین ہمیشہ کے لیے اپنے کمال کی یادگارین چھوڑ گئے ہین اپنے سچے دوستون کے مشورے سے مستفید ہوے ہین - ورنہ کسی کو یہ بھی نہ معلوم ہوتا کہ وہ کس گوشۂ عالم مین پیدا ہوے تھے - جہان اور فطرتی قوتون کے اظہار کے اسباب ہین اُن مین سے ایک اور بہتر کسی سچے یا فہیم دوست کا مشورۂ صائب ہے - آفتاب مین قدرتی روشنی موجود ہے مگر ہوا جب تک فضائی گرد وغبار اوپر سے نہین ہٹاتی اُسوقت تک اُسکی کرنین اچھی طرح سطح زمین پر نہین پھیل سکتین -

اپنے ایک دلی دوست سید زوار حسین صاحب مرحوم کے اصرار سے مرزا صاحب نے شعر کہنا شروع کیا۔ سب سے پہلی غزل دسوین فروری ۱۸۸۵ء کو مرقومۂ ذیل طرح مین کہی (افسوس کہ یہ غزل مرزا صاحب کے دیوان اول مین تھی جو ضائع ہو گیا ورنہ پہلی فکر کا اندازہ اور زیادہ ہو سکتا) مصرعۂ طرح۔ ساری دنیا تیرے جلوے کی تماشائی ہوئی۔ نواب مرزا صاحب۔ ملک مرحوم کے یہان مشاعرہ تھا شریک صحبت سخن ہوے اور غزل پڑھی یہ شعر اصحاب مشاعرہ نے بہت پسند کیا اور واقعی پہلی غزل مین ایسے شعر کا نکل آنا ثابت کرتا ہی کہ ذوق سخن فطرتی تھا۔

وہ عیادت کے لیے آئے ہین اور مجھ کو ہی ڈر
پھر نہ جائے دیکھ کر انکو قضا آئی ہوئی

واقعات زندگی

شاعری کی ابتدا تو ہو گئی۔ مگر زیادہ انہماک نہین ہو پایا۔ کیونکہ ابھی انٹرنس مین تعلیم پانے کا زمانہ تھا۔ اس زمانہ مین جو معدودے چند غزلین کہین وہ جناب سید بندہ کاظم صاحب جاوید لکھنوی کو دکھائین ۱۸۸۵ء کے انٹرنس کے امتحان مین کیننگ کالج لکھنؤ سے شریک ہونے کے بعد ہی مرض ضعف معدہ مین دو سال تک علیل رہے۔ ظاہر ہی کہ ایسی حالت مین انسان اپنی دماغی قوتون سے کیونکر کام لے سکتا ہی۔ شعر گوئی اور تحصیل علم صحت تک ملتوی کرنی پڑی تا اینکہ جناب حکیم شیخ علی محمد صاحب مرحوم کے علاج نے مسیحائی کا کام کیا اور چند دن مین رو بصحت ہو گئے۔ شعر گوئی کا پھر شوق ہوا اور ایسا کہ اسکول جانا ترک ہو گیا مگر یہ خیال بھی ضرور پیدا ہوا کہ اگر استعداد علمی نہین تو کچھ نہین۔ اپنے یکجہت دوست سید کاظم حسین صاحب منتظر نبیرۂ انشاءاللہ خان مرحوم سے جنکا شمار لکھنؤ کے فارغ التحصیل افراد مین تھا فارسی کی درسی کتابین

ختم کین۔ اسکے بعد فخر الاساتذہ مشہور ہند جناب خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز مرحوم (صاحب مثنوی ید بیضا) سے دو برس تک فارسی پڑھی۔ اس عرصے مین خواجہ صاحب موصوف مرض سخت مین مبتلا ہو گئے اور دوسرے طلبا کی طرح مرزا صاحب کی تحصیل بھی ناتمام رہگئی۔ اس زمانہ سے جو کچھ کہا وہ جناب سید علی محمد صاحب عارف طاب ثراہ نبیرۂ جناب میر نفیس صاحب مرحوم کو دکھایا۔ عارف مرحوم کی اصلاح اور فیوض سخن نے مرزا صاحب کو چند ہی سال کے عرصے مین صاحب تلامذہ کر دیا اور انھین سے فن عروض کی کتابین بھی پڑھین۔ نکتہ رس اور دقیقہ شناس استاد کی تعلیم و تربیت نے عروض کے مشکل سے مشکل مسائل کو یون حل کر دیا کہ صفحۂ دل پر نقش ہو گئے۔

یہ امر مسلم ہی کہ استاد اپنے بہترین شاگرد سے اور شاگرد استاد سے اسقدر مانوس ہو جاتا ہی کہ پدر و فرزند کی محبت کے مزے آنے لگتے ہین۔ وجہ یہ ہی کہ طرفین کو بقاے نام کا عالمگیر خیال محبت کے آخری مرکز تک کھینچ لاتا ہی۔ عارف مغفور اپنے تمام شاگردون سے زیادہ مرزا صاحب کو عزیز رکھتے تھے اور اپنے دور حیات تک مرزا صاحب کی تعریف کرتے رہے۔ مرزا صاحب نے بھی اپنے حسن عمل سے ان تعلقات کو روز بروز مضبوط کرنے کی کوشش کی حتی کہ بعد وفات جناب عارف مغفور انکے خلف و جانشین جناب سید ظفر حسن صاحب فائق سے یہی سلسلۂ انس مربوط رکھا۔ چنانچہ عارف مغفور کے سوم کی مجلس مین مرزا صاحب ایک تاریخ وفات نظم کر کے لے گئے اور جناب فائق کو سر مجلس مخاطب کر کے کہا "کہ آپ اس تاریخ پر پہلے اصلاح دیدیجیے تو مین پڑھون" یہ سن کے جناب فائق

آبدیدہ ہوے اور کہا کہ آپ میرے بڑے ہین یہین آپ کے کلام پر کیا اصلاح دون"۔ مرزا صاحب نے جواب مین کہا کہ "مین آپ کی ذاتی قابلیت و علمی استعداد کی بدولت آپ کو ہرگز ہرگز استاد مرحوم سے کم نہین سمجھتا اور ہمیشہ میرا یہی خیال رہیگا

مرزا صاحب کے فارسی کلام کا بھی ایک کافی ذخیرہ موجود ہے جس مین سے اکثر وقتاً فوقتاً مختلف پرچون مین ملک مین پیش ہو گیا اور اکثر باقی ہے۔ اس مین بیشتر اکابر ملک وملت کی وفات پر قطعات تاریخ ہین جو پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ شعر کے ہین۔

اسی طرح اخلاقی اور قومی نظمون کا مجموعہ بھی اکثر شائع ہو چکا اور اکثر نہین۔ روش زمانہ داعی ہوئی کہ قوم کی موجودہ ضرورتون مین بھی شاعری سے کام لیا جائے لہذا شیعہ کانفرنس مین جسکے انعقاد کو دس برس سے زیادہ کا عرصہ ہوتا ہے ایسی قومی نظمین پڑھین جو اکثر مقاصد کانفرنس کے حصول مین معین ثابت ہوئین چنانچہ عظیم آباد عرف پٹنہ مین جب کانفرنس کا اجلاس ہوا تو پیسہ فنڈ کی تائید مین مرزا صاحب نے وہین ایک مخمس کہا جسکا پانچوان مصرعہ یہ تھا۔ "ایک پیسہ دو خدا کی راہ پر" مین خود کانفرنس مین موجود تھا اور اس نظم برمحل کے دلاویز اثر کو حیرت کی نگاہون سے دیکھ رہا تھا۔ چارون طرف سے چندے کے ساتھ داد مل رہی تھی۔

امروہہ اور بنارس کے اجلاسون مین بھی مختصر نظمین بہت مقبول و مشہور ہوئین

گو فارسی کلام پر زیادہ تر خواجہ عزیز الدین صاحب عزیز مرحوم کی اصلاح ہے۔ لیکن حضرت عارف مرحوم اور مجتہد العصر جناب مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ اور شمس العلما مولانا سید ناصر حسین صاحب قبلہ سے اصلاح لیکر ادبی فیوض حاصل کیے

حوادث کا نشانہ اگر شاعر نہ بنے تو تعجب ہی چنانچہ انوری کا یہ شعر دلیل ہی

ہر بلائے کز آسمان آید — خانۂ انوری کجا ماند

سنہ ۱۹۱۴ء مین مرزا صاحب مراد آباد کی ایک قصیدہ خوانی کی صحبت مین مدعو ہوے۔ قاعدہ ہی کہ جب کوئی مشہور شاعر کہین پہونچتا ہی تو لوگ اصرار شعر خوانی ضرور کرتے ہین چنانچہ مرزا صاحب نے بھی پیش بینی کی اور اپنا مجموعۂ دیوان غیر مطبوعہ ساتھ لے لیا۔ شب کی واپسی مین اتفاق سے ریل پر نیند آ گئی یعنی

قرص خورشید در سیاہی شد — یونس اندر دہان ماہی شد

کسی نے دیوان مع ایک دستی بکس کے اُٹھا لیا۔ اس واقعے سے مرزا صاحب بہت متاثر ہوے۔ اور بجا متاثر ہوے۔ زندگی بھر کی محنت و جانفشانی کا سرمایہ اور یون ضائع ہو جائے۔ اکثر اخبارون مین انعامی اشتہارات دیے مگر دیوان گو یا خواب زلیخا کا یوسف گم گشتہ تھا یا دل عاشق تھا کہ جا کر پھر کہان ہاتھ آتا ہی نہ ملنا تھا نہ ملا۔ صبر کیا اور پھر کمر ہمت باندھی۔ الحمد للہ کہ ویسا ہی دیوان پھر تیار ہو گیا۔

دیوان کی گم گشتگی کی خبر اُنکے قدیم دوست منشی سعید احمد صاحب ناطق لکھنوی نے بھی سنی اور یہ قطعۂ تاریخ نظم کیا جو دلچسپی سے خالی نہین :-

قطعہ

غائب ہوا دیوان تحشر اب ملیگا حشر مین — مقبولیت کی غیب سے گویا شہادت آ گئی

وصف دہن وصف کمر کے تھے مضامین اکثر — پنہان نظر سے ہو گئے ایسی نزاکت آ گئی

دیوان گم گشتہ ہی جسکے پاس وہ بھی بے نشان — یارب زلیخا مین بھی یوسف کی شباہت آ گئی

عیسی نے یہ اٹھوا لیا یا خضر نے منگوا لیا　　کیا جانے اس دیوان پہ کسکی طبیعت آ گئی
تاریخ کا جویا تھا ناطق غیب سے آئی صدا　　گم ہو گیا دیوان محشر کیا قیامت آ گئی

۱۳۱۹ھ میں مرزا صاحب کو شوق زیارت عتبات عالیات ہوا۔ تنہائی سفر میں شاعری ایسی رفیق باطن نے بہت دل بہلایا اور کافی ہمدردی کی۔
شاعر کی طبیعت قدرت کے دلکش مناظر چاہتی ہے۔ سبزہ زاروں کی خنکی ہمت کے ولولے بڑھاتی ہے۔ گلزاروں کی مہک خیالی پیکر میں روح تازہ پھونکتی ہے۔ مگر وہاں سوا سمندر اور پہاڑیوں کے اور کیا تھا جو دلچسپی کا باعث ہو سکتا۔ مگر اے آشہر کیا تو نہیں جانتا کہ وہاں اس روحانی فیوض کے باطنی نقشے موجود تھے جو دنیوی آرائش کو دل سے ہٹا کر اپنے نظارے کے لیے وقف کر لیتے ہیں۔ اور یقین دلا دیتے ہیں کہ اے روح! تو ہمارے ذریعے سے ابدی آرامگاہوں کی سیر کر سکتی ہے۔
مجھے یقین کامل ہے کہ اس سفر میں مرزا صاحب نے فکر شعر کو وقف مدح ائمہ معصومین علیہم السلام کر دیا ہو گا جو واقعی ایک شاعر زائر کے لیے اس دلچسپی کا باعث ہو سکتا ہے جسکی نظیر نہیں۔
بزرگان دین کی ثنا گوئی کا شوق تو ابتدائی شاعری کے کچھ سال بعد ہی پیدا ہو چکا تھا مگر میرے نزدیک سفر زیارت کربلائے معلی گویا اسکی ایک مضبوط تاریخ ہے۔ اچھے اچھے قصائد کہے۔ اور بڑے بڑے سخن سنجوں کے مجمعوں میں پڑھ کر داد لی (جنکا ایک بسیط مجموعہ موجود ہے) بیشتر انجمن امامیہ کے عظیم الشان جلسوں میں قصائد پڑھتے رہے۔
اول اول مبتدیوں کے درجے میں جگہ ملتی رہی۔ مداومت مشق اور فیض مدح آل طہا

نے ممبر قصیدہ خوانی کی آخری سیڑھی پر پہونچایا اور اب شمس العلما مجتہد العصر مولانا السید ناصر حسین صاحب قبلہ کی صحبت قصیدہ خوانی کے ذاکر آخر ہین۔

عطائے خطاب

ماہ رجب ۱۳۲۹ھ کی تیرہ تاریخ کو شریعت کدہ جناب ممدوح صوت الصدر پر بتقریب ولادت امیر المومنین علی علیہ السلام مین مرزا صاحب نے ایک نہایت مضبوط قصیدہ پڑھا۔ بانی قصیدہ خوانی نے داد جوہر شناسی سخن دی اور مرزا صاحب کو "مداح آل محمد" کا مایۂ ناز خطاب عطا فرمایا۔ اس قصیدے کا نام "ماہ کامل" ہے اور "آفتاب محشر" کا جزو اعلیٰ ہے اس قصیدے کا مطلع اور آخری چند اشعار ذیل مین درج کرتا ہون۔ پورے قصیدے کے لیے ناظرین "آفتاب محشر" ملاحظہ کرین۔

مطلع

دن کٹ گیا ظاہر ہوئی شام شب ارمان | نکلا مری قسمت کو جگاتا مہ تابان

آخری اشعار جن مین حسن طلب خطاب ہے :-

پیمانہ مرے شوق کا دیکھے ہوے ساقی | اور سوچے ہوے دل مین کسی وقت کا پیمان
محشر بھی صلہ خدمت دیرینہ کا پائے | ملجائے خطاب آج وہ جو ہو مرے شایان
یہ کہکے بصد ناز پھر اس بزم سے جائے | یون لیتے ہین انعام مدیح شہ مردان
احباب گلے سے ملین بڑھ بڑھ کے خوشی مین | لے تجھ کو مبارک ہو یہ کہتے ہون سخندان

اس خطاب پر سچا فخر کرتے ہوے خود مرزا صاحب ایک جگہ تحریر کرتے ہین "یہ شرف میری شاعرانہ زندگی مین قابل تحریر ضرور ہے۔ اسکے بعد مین کچھ بھی نہین"

واقعی اس خطاب پر جتنا فخر کیا جائے تھوڑا ہی کیونکہ وجہ خطاب۔ شان

خطاب اور معطی خطاب سہ گانہ افتخار ہین۔ دنیاے قصیدہ گوئی مین جو کام جناب شمس العلما کی منعقدہ صحبت قصائد نے کیا اُسکے اظہار سے زبان قلم قاصر ہی۔ اس صحبت کی محکم بنا ان متبرک ہاتھون نے اُسوقت سے کی ہی جب سے انجمن امامیہ لکھنؤ کی صحبت قصائد مین ضعف پیدا ہوا جسکو تقریبًا پچیس برس کا عرصہ ہوتا ہی اُسوقت سے ابتک متواتر ایک ہی شان سے یہ صحبتین ہوتی رہتی ہین بلکہ روز بروز ترقی کی صورت نمایان ہی۔ لکھنؤ کے اچھے اچھے قصیدہ گو وقتًا فوقتًا اپنے قصائد اس صحبت مین پڑھتے ہین اور علاوہ داد سخن کے ذخیرۂ برکات بھی حاصل کرتے ہین۔

کس زبان سے اظہار کیا جائے کہ قبلہ وکعبہ کی ذات نکتہ شناس نے شعرا مین کیونکر جوش مدح ائمہؑ اطہار پیدا کر دیا۔ اس نورانی صحبت مین زیادہ تر اصحاب استعداد کا صاف اور مستحسن مجمع ہوتا ہی۔ اکثر نقادان فن اور خوش مذاق افراد نظر آتے ہین جنکی ایک تعریف اشہر کی راے مین ہزار تعریفون کے برابر ہوتی ہی۔ یہی وہ صحبت قصائد ہی جسنے ہندوستان کے شیعی حلقون مین یہانتک اپنا قابل تقلید اثر پھیلا دیا ہی کہ اب بفضلہ قصیدہ خوانی کی تامی نامی صحبتین ہندوستان مین ہوتی ہین۔ مختصر یہ کہ اس صنف سخن کی بقا کی باعث یہی صحبت ہی۔ خداوند قدیر اس سرچشمۂ فیوض کو تادیر قائم رکھے۔

مرزا صاحب نے اور ایک موقع پر استحقاق خطاب قائم کر دیا تھا یعنی سنہ ۱۸۹۹ء مین قیصرۂ ہند ملکۂ معظمہ کی وفات حسرت آیات پر رؤساے لکھنؤ کی طرف سے تعزیتی جلسہ ہوا۔ جناب مرزا بہادر مرزا محمد عباس علی خان صاحب مرحوم بانی

و مہتمم تھے۔ یہ جلسہ وکٹوریہ پارک مین ہندو۔ مسلمان۔ پارسی اور انگریزون کے تیس ہزار آدمی کے مجمع سے ہوا۔ راس اسکاٹ صاحب بہادر جو ڈپٹی کمشنر صدر جلسہ تھے۔ نامی شعراے لکھنؤ نے قطعات تاریخ نظم کیے تھے مگر جناب مرزا بہادر نے جناب محشر کو سب کے آخر مین پڑھوایا۔ انکے قطعات تاریخ اسقدر مقبول ہوے کہ صدر جلسہ نے نہایت شوق سے مانگے اور (برٹش میوزیم) لندن کو روانہ کیے۔ (پوری نظم مصنف کے پاس موجود نہین صرف یہ مصرع تاریخی معلوم ہو سکا ؎ "چراغ مملکت ہند ہاے ہو گیا گُل")

یہ پہلا موقع تھا کہ لکھنؤ مین تقریبًا تیس ہزار آدمیون کے مجمع مین مرزا صاحب کو نظم پڑھنے کے لیے بلایا گیا تھا۔ (۱۹۰۱ء) ان قطعات کو اتنا حسن قبول حاصل ہوا کہ بعض حضرات ہردوئی نے جناب مرزا بہادر سے سفارش چاہی کہ جناب محشر یہی قطعات ہردوئی کے تعزیتی جلسے مین جاکر پڑھین۔ چنانچہ مرزا صاحب ہردوئی گئے اور قطعات پڑھے جو دوبارہ خلعت قبول سے ممتاز ہوے (یہ گویا اس شعبۂ نظم کے کمال کی سند تھی)

دوسرے ایک موقع پر ایک ایسے شخص نے ایسے الفاظ مین مرزا صاحب کی تعریف کی ہی کہ میرے نزدیک اُسکے بعد مرزا صاحب کو خواہش داد سخن سے مستغنی ہوجانا چاہیے۔ یعنی ۲۳ مارچ ۱۹۱۹ء کو شمس العلما جناب مولانا السید ناصر حسین صاحب قبلہ کے یہان نوروز کے متعلق صحبت قصیدہ خوانی تھی۔ مرزا صاحب نے بھی ایک قصیدہ پڑھا جو سامعین سے بلند آوازون مین داد لیتا ہوا ختم ہوا۔ اُس قصیدے کے مطلع کا مطلعِ اولی یہ ہے۔

آب نیسان کی ہے صورت گریۂ چشم ترآپ ۔۔۔ تم مرے گھر ائے یا برج شرف مین آفتاب

فاضل جلیل القدر جناب آقا السید احمد صاحب استرآبادی مہمان جناب شمس العلما بھی شریک محفل نوروز تھے انکو یہ قصیدہ اسقدر پسند آیا کہ فرط جوش مین فرمایا "چرا بملک الشعرا مخاطب نکردہ شوی"

فیض مداحی سے نیا یہ شہرت اسقدر بلند کر دیا کہ دور دور سے لوگون نے مرزا صاحب کو قصیدہ خوانی کے لیے مدعو کیا۔ چنانچہ ۱۳۱۸ھ مین جناب سید غلام حیدر صاحب رئیس منجھن پور ضلع الہ آباد نے بزم نوروزی مین قصیدہ خوانی کے لیے طلب کیا۔ مرزا صاحب کا کلام وہان کے اصحاب نظر تحسین سے پہلے ہی دیکھ چکے تھے صورت سے یقین نہ آیا کہ یہ وہی ہین۔ امتحاناً برجستہ اشعار کہلوائے گئے اصلاحین لی گئین۔ مگر ان سب سے مرزا صاحب اسطرح عہدہ برآ ہوئے گویا معمولی بات تھی۔ اب وہان کے لوگون کو اتنا حسن اعتقاد ہے کہ ہر سال مرزا صاحب کو بہت ہی کوشش سے مدعو کرتے ہین۔

ذیل کے دو واقعے بھی قابل تحریر ہین۔ اول یہ کہ خدنگ نظر کے مشاعرے مین جناب محشر کے روبرو کنول آیا اور جب غزل پڑھتے پڑھتے اس شعر پر پہونچے۔

فلک بھی کانپ اٹھا یون رہروون نے ہمکو ٹھکرایا
خطا یہ تھی کہ بیٹھے تھے زمین کوے جانان پر

جناب رشید مرحوم بھی شریک مشاعرہ تھے بہت داد دی اور فرمایا کہ "یہ شعر زندگی بھر کے لیے آپ کا مایۂ ناز ہے"

اسی طرح ایک سال اجودھیا کی مشہور مجلس مین جناب نفیس مغفور مرثیہ پڑھنے

گئے تھے۔ بعد ختم مجلس صحبت نفیس مین مرزا صاحب بھی موجود تھے۔ جناب نفیس نے مرزا صاحب کو مخاطب کر کے کہا کہ "کچھ سنائیے" انھین نے جواب دیا کہ "میرے پاس سوا قصیدہ کے اور کچھ نہین" فرمایا "وہی سنائیے" مرزا صاحب نے قصیدہ پڑھنا شروع کیا اور جناب نفیس مرحوم تعریف کرتے رہے جب یہ مدح کا شعر پڑھا:۔

دکھا کر معجزہ شق القمر کا کر دیا روشن   کہ ہم ہین یون جدا و متحد خالق کو کبھر سے

ایک معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہی کہ نفیس مغفور نے بہت تعریف کی اور بکرات و مرات پڑھوانے کے بعد جناب عارف مرحوم سے مخاطب ہو کے فرمایا کہ "مین اگر اس ساٹھ برس کی مشق کے بعد ایسا شعر مدح مین کہتا تو ناز کرتا"

وجہ معاش مرزا صاحب پندرہ برس کے سن سے رؤسا کی ملازمت کرتے رہے۔ اول اول جناب حکیم محمد رضا خان صاحب بہادر متولی نجف کے مصاحب خاص رہے۔ پھر جناب مرزا بہادر محمد عباس علی خان صاحب کی ملازمت کی۔ سنہ ۱۹۰۱ء سے عالیجناب شیخ علی عباس صاحب وکیل درجۂ اول و رئیس لکھنؤ کے داروغہ و معتمد خاص ہین۔

باوجودیکہ ابتداے شباب سے رؤسا کی ملازمت مین بسر ہوئی مگر یہ آن بان بھی لائق نظر ہی کہ کبھی کسی کی مدح مین ایک مصرع تک نہین کہا۔ بلکہ تمام قوت ثنا گستری کو مدح ائمۂ اطہار مین صرف کیا۔

اصناف سخن غزلون کا دیوان۔ قصائد مدح معصومین علیہم السلام کا مجموعہ مکمل۔ تاریخی قطعات فارسی و اردو تعداد کثیرہ مین۔

چھوٹی چھوٹی مثنویان - رباعیات - سلام - قومی و اخلاقی نظمین مخمسات و مسدسات جنکا مجموعہ اس دیوان کے بعد طبع ہو گا۔

انجمن معیار کے مشاعرون کے سلسلے مین (خود جسکے ارکان اعلی مین سے تھے) مرزا صاحب کے یہان بڑے بڑے معرکے کے مشاعرے ہوے جنکی روئدادین طویل مضامین مین خود لکھین - علاوہ اسکے اکثر نثرین بھی مختلف موقعون پر لکھی ہین

اسمائے تلامذہ سید محمد سلطان صاحب مشعل نہایت خوشگو اور خوش فکر (۲) سید ضیاء الاسلام صاحب بی اے عیان مدرس گورنمنٹ ہائی اسکول گورکھپور (۳) سید صدر الاسلام صاحب صدر سب انسپکٹر شاہجہانپور (۴) مرزا محمد ذکی صاحب ساغر وکیل ریاست رامپور (۵) سید علی محمد صاحب عالی مدرس مدرسہ منجھن پور ضلع الہ آباد (۶) محمد عبد الرزاق صاحب شیدا ساکن انبالہ (۷) خواجہ انعام الدین صاحب انعام (۸) سید لطیف حسین صاحب مراد ساکن انبالہ (۹) سید شوکت علی صاحب فراق ساکن ہلور - لکھنو اور بیرونجات کے اکثر روسا کا کلام بنایا اور بناتے ہین جنکے نام مین مصلحتاً نظر انداز کرتا ہون - جناب مرزا بہادر مرزا محمد عباس علی خان صاحب جگر مرحوم نے بطیب خاطر اپنا مجموعہ غزلیات مرزا صاحب کو عنایت فرمایا اور خواہش اصلاح کی - مگر یہ بھی فرمایا کہ صحت اغلاط اور ترقی لفظ کے علاوہ اپنی طرف سے کچھ نہ بڑھایا جائے - چنانچہ مرزا صاحب نے ایسا ہی کیا - بعض اصلاحین بہت پسند فرمائین - اسکے بعد جب مرزا محمد ہادی صاحب عزیز ملازم ہوے تو اُنسے اصلاح لی۔

تصنیفات مجموعۂ قصائد بنام حسن القصائد (مطبوعہ) مجموعۂ ثانی بنام آفتاب محشر (مطبوعہ) متفرق قصائد۔ مثلاً ذو الفقار شاہد غیب۔ جلوۂ طور۔ ایک قصیدۂ نعتیہ گل وبلبل کے مناظرے مین۔ دوسرا مناظرۂ صبح وشام مین۔ قومی نظم شاہد تمنا جس مین تعلیم کے مسئلے کو بہت خوبی سے نظم کیا ہے۔ نظم شور محشر۔ جو ملک مین بہت مشہور ومقبول ہوئی۔ تذکرہ احباب (زیر تصنیف) جس مین اُن شعرا کے حالات ورنگ کلام وطرز غزلخوانی کا ذکر ہی جنکو مرزا صاحب نے اپنی زندگی مین دیکھا یا ہم مشاعرہ رہے۔ حیات حضرت نفیس مرحوم مکمل (غیر مطبوعہ) یہ مسودہ گذشتہ طوفان بارش مین تلف ہو گیا تھا مگر پھر مرزا صاحب نے کوشش بلیغ کر کے جمع کیا ہی۔ امید ہی کہ جلد طبع ہو گا مثنوی حیات انسانی جو زیر تصنیف ہی بلکہ قریب ختم ہی۔

جناب محشر اور راقم الحروف مرزا صاحب شگفتہ مزاج اور او ضاع قدیمانہ کے پابند ہین طبیعت مین نفاست بہت ہی جو علاوہ لکھنؤ کے باشندہ ہونے کے نفاست خیال پر دال ہی۔

مرزا صاحب کے اخلاق کا دائرہ بہت وسیع ہی جسکی وجہ سے بیشتر افراد سے دوستانہ مراسم ہو گئے ہین۔ علماے وقت کی صحبت سے مستفید ہوتے رہتے ہین۔ احکامات شرعیہ کے اسقدر پابند ہین کہ دوسرون کے لیے قابل مثال۔ اُنکے چند ہمعصرون کی نسبت اکثر کا یہ خیال ہی کہ خود داری بیجا کرتے ہین مگر انکے بارے مین یہ ریمارک آجتک سننے مین نہین آیا۔ ہان اگر زمانہ شعرا کے موافق ہوتا تو ایک حد تک ضرور ناز کرتے اور بجا ناز کرتے۔

ادب اُردو کی خدمت مدت مدید سے کررہے ہین جسکے صلے مین خلعت حسن قبول حاصل ہوچکا ہی۔

گو مرزا صاحب کے کلام مین مضامین آفرینی کا عنصر قوی ہی لیکن اکثر ایسا پراثر شعر بھی نکل آتا ہی کہ جواب نہین۔ خصوصًا کچھ عرصہ سے تو غزل اسقدر صاف و زبان پر اثر ہونے لگی ہی کہ سبحان اللہ۔

جہان مرزا محمد ہادی صاحب عزیز کا یہ قول دلپسند کہ "مین اپنے لیے شعر کہتا ہون" اُسی طرح مرزا صاحب کا یہ بیان کہ "اگر اُردو مین شعر کہا جائے تو اپنی زبان مین کیون نہ کہا جائے" کم وقیع نہین۔

بعض مرزا صاحب کے قصائد اور اُنکی تشبیہات معرکہ آرا ہین حاصل یہ کہ جس صنف سخن مین قلم اُٹھاتے ہین اپنی پوری قوت صرف کرتے ہین۔

میرے ہاتھ مین قلم ہی اور جی بھی چاہتا ہی کہ عبارت کو طول دون۔ مگر ڈرتا ہون کہ میری راے موافق کو مرزا صاحب مروت پر محمول کرکے ناپسند نہ کردین۔

احقر

آغا اشہر لکھنوی

فارسی مدرس گورنمنٹ ہائی اسکول سیتاپور

جز محبت ہر چہ بردم سود در محشر نداشت
دین و دانش عرض کردم کس بچیزی بر نداشت

خلاق سخن کا ہزار ہزار شکر کہ خورشید محشر چھپ کر اسوقت نکتہ چین اور غیر نکتہ چین نگاہون کے سامنے موجود ہی۔ اقرار کرتا ہون اور بدل اقرار کرتا ہون کہ اول سے آخر تک کاتب یا مصلح سنگ کی ذرا بھی فروگذاشت نہین جس شعر مین جو کوئی غلطی ہو وہ سراسر میری کم علمی اور عدم آگاہی فن کی دلیل ہی۔ موزونی طبع کی مدد سے جذبات حسن و عشق اچھی طرح یا بری طرح تھوڑی روشنائی خراب کرنیکو کاغذ پر لکھ دیے پسند و ناپسند کا ناظرین کو اختیار ہی۔ جو شعر پسند آئین اُن کا ممنون۔ اور جو ناپسند ہون کچھ شکایت نہین۔ محشر ہون معصوم نہین نہ ہو سکتا ہون جو اہل سخن منازل کمالات صوری و معنوی طی کر کے درجہ عصمت پر فائز ہو چکے ہین خدا اُنکو صفحہ دنیا پر تادیر باقی رکھے کہ وہ مجھ ایسے غلط کار برائے نام شعرا کی لغزشون پر تنقیدی نگاہ ڈال کے طریق فن کو خس و خاشاک سے پاک و صاف کر دیتے ہین۔ صرف یہی نہین ہوتا بلکہ اپنی رفعت عصمت کے مدارج اور بلند کرتے ہین۔ جبکہ مین اپنے نامکمل دیوان یعنی منظومات نامقبول کو چھاپے خانے کے حوالے کرنے لگا تو نظر ثانی کے وقت کوئی شعر خود اپنی نگاہ مین اچھا نہ معلوم ہوا۔ اسلیے تکلیف انتخاب غیر ضروری سمجھا۔ بجنسہ اُٹھا کر منشی سید نور الحسن صاحب مالک مطبع نور المطابع کو دیدیا۔ کچھ اچھا ہوتا تو برے سے منتخب

ادب اُردو کی خدمت مدت مدید سے کر رہے ہین جسکے صلے مین خلعت حسن قبول حاصل ہوچکا ہی۔

گو مرزا صاحب کے کلام مین مضامین آفرینی کا عنصر قوی ہی لیکن اکثر ایسا پُراثر شعر بھی نکل آتا ہی کہ جواب نہین۔ خصوصاً کچھ عرصہ سے تو غزل اسقدر صاف اور پر اثر ہونے لگی ہی کہ سبحان اللہ۔

جہان مرزا محمد ہادی صاحب عزیز کا یہ قول دلپسند کہ "مین اپنے لیے شعر کہتا ہون" اُسی طرح مرزا صاحب کا یہ بیان کہ "اگر اُردو مین شعر کہا جائے تو اپنی زبان مین کیون نہ کہا جائے" کم وقیع نہین۔

بعض مرزا صاحب کے قصائد اور اُنکی تشبیبات معرکہ آرا ہین حاصل یہ کہ جس صنف سخن مین قلم اُٹھاتے ہین اپنی پوری قوت صرف کرتے ہین۔

میرے ہاتھ مین قلم ہی اور جی بھی چاہتا ہی کہ عبارت کو طول دون۔ مگر ڈرتا ہون کہ میری راے موافق کو مرزا صاحب مروت پر محمول کر کے ناپسند نہ کر دین۔

احقر

آغا اشہر لکھنوی

فارسی مدرس گورنمنٹ ہائی اسکول سیتاپور

جز محبت ہرچہ بردم سود در محشر نداشت
دین و دانش عرض کردم کس بچیزی بر نداشت

خلاق سخن کا ہزار ہزار شکر کہ خورشید محشر چھپ کر اسوقت نکتہ چین او رغیر نکتہ چین نگاہون کے سامنے موجود ہی۔ اقرار کرتا ہون اور بدل اقرار کرتا ہون کہ اول سے آخر تک کاتب یا مصلح سنگ کی ذرا بھی فروگذاشت نہین۔ جس شعر مین جو کوئی غلطی ہو وہ سراسر میری کم علمی اور عدم آگاہی فن کی دلیل ہی۔ موزونی طبع کی مدد سے جذبات حسن و عشق اچھی طرح یا بری طرح تھوڑی روشنائی خراب کرنیکو کاغذ پر لکھ دیے پسند و ناپسند کا ناظرین کو اختیار رہی۔ جو شعر پسند آئین اُن کا ممنون۔ اور جو ناپسند ہون کچھ شکایت نہین۔ محشر ہون معصوم نہین نہ ہو سکتا ہون جو اہل سخن منازل کمالات صوری و معنوی طی کر کے درجہ عصمت پر فائز ہو چکے ہین خدا اُنکو صفحہ دنیا پر تا دیر باقی رکھے کہ وہ مجھ ایسے غلط کار برائے نام شعرا کی لغزشون پر تنقیدی نگاہ ڈال کے طریق فن کو خس و خاشاک سے پاک و صاف کر دیتے ہین۔ صرف یہی نہین ہوتا بلکہ اپنی رفعت عصمت کے مدارج اور بلند کرتے ہین۔ جبکہ مین اپنے ناممکل دیوان یعنی منظومات نا مقبول کو چھاپے خانے کے حوالے کرنے لگا تو نظر ثانی کے وقت کوئی شعر خود اپنی نگاہ مین اچھا نہ معلوم ہوا۔ اسلیے تکلیف انتخاب غیر ضروری سمجھا۔ بجنسہ اُٹھا کر منشی سید نور الحسن صاحب مالک مطبع نور المطابع کو دیدیا۔ کچھ اچھا ہوتا تو بُرے سے منتخب

کر لیتا جبکہ کل برا تھا تو اُسے کیا چھانٹتا۔ میری اس تحریر میں نہ مبالغہ ہے نہ انکسار۔ حقیقت حال کا اظہار کوئی گناہ نہیں۔ اگر ارباب نظر اس میں بھی کوئی معنی پیدا کریں تو میری خوش قسمتی اور کیا کہوں فقط۔

محشر عفی عنہ

حفظ دولت دو پریشان کہ دن سیم و زرست
مد احسان رشتۂ شیرازۂ این دفترست

۱۳۳۷ھ ہجری ماہ شوال کی تیسری تاریخ چہارشنبہ ٹھیک گیارہ بجے دن کو میں اپنے فقیرخانہ میں بیٹھا ہوا مختلف خیالات کی کشاکش میں مبتلا تھا کہ دفعۃً ایک پہچانی ہوئی آواز نے اپنی طرف مخاطب کر لیا بے اختیار منہ سے نکل گیا کہ "حاضر ہوا" دوستانہ جذبات کی قوت سے اُٹھا اور باہر گیا۔ مجھ کو دیکھتے ہی دونوں دوست عید ملنے پر آمادہ ہو گئے۔ آخر ان احباب باصفا کے نام کیا ہیں ؎

زبان پہ بار خدایا یہ کسکا نام آیا　　کہ میرے نطق نے بوسے مری زبان کے لیے

ایک جناب نواب سید عسکری مرزا خان عرف نواب بن صاحب بلیغ دوسرے مولوی فاضل جناب ماسٹر سید ابوالحسن صاحب مہجور ہیڈ مولوی گورنمنٹ ہائی اسکول بہرائچ۔ ان حضرات سے ملتے ہی کشاکش خیالات کی کلفت خوشی سے مبدل ہو گئی۔ بیٹھتے ہی جناب مہجور صاحب نے وہ مسرت خیز خبر سنائی کہ بیساختہ دل پھڑک اٹھا۔ مثل مشہور ہے ع

"بھلی لگ جائیگی جو دل سے ہو گی"

فرماتے ہیں کہ "محشر! تم نے کئی روز ہوئے جب مجھ سے ذکر کیا تھا میرا دیوان

چھپ رہا ہی مجھے بہت خوشی ہوئی تھی مین نے جوش مسرت مین اسکا تذکرہ
جناب برادر معظم سید احمد حسین صاحب ہیڈ مولوی جوبلی ہائی اسکول سے کیا۔
موصوف الصدر نے بنا بر اُس اخلاص کے جو اُنکو تھارے ساتھ ہی قطعۂ تاریخ
نظم کرکے عنایت کیا ہی" مین نے قطعۂ مذکور مہجور صاحب سے لیا اور مکرر
پڑھا۔ مصنف قطعۂ تاریخ کی استعداد علمی پر ارباب فضل و کمال جلی قلم سے صاد
کر چکے ہین۔ فارسی مین قوت نظم و زبان دانی کا سکہ بھی اکثر فصیح و بلیغ قصائد کے
ذریعہ سے دنیائے نظم مین رائج الوقت ہو چکا ہی۔ خاکسار محشر تہ دل سے ممنون
ہوا۔ صرف ممنون ہی نہین ہوا بلکہ اس قطعہ سے خورشید محشر کی تجلی کالشمس فی
رابعۃ النہار ہوگئی۔ دیوان ناکمل مین کوئی تاریخ تھی بھی نہین۔ اپنی کم قسمتی اور
عدیم الفرصتی کے باعث شعراے لکھنؤ و بیرونجات سے طلب کرنے کا اتفاق ہی
نہین ہوا۔ متقدمین و متاخرین شعرا کی پیروی کا ایک جزو اعلی رہا جاتا تھا اسکو
بھی اس قطعۂ تاریخ نے مکمل کر دیا۔ اگر قطعۂ تاریخ پر تنقیدی نظر ڈالی جائے
تو زبان قلم آزادانہ یہ کہنے پر مجبور ہوگی کہ اشعار کی فارسیت حلاوت صوری و معنوی
مین قند پارسی سے بہت زیادہ ہی۔ ہجری و عیسوی دونون تاریخین نہایت صاف
بھی اتنی کہ بادی النظر مین تاریخین نہین معلوم ہوتین مگر ہیچمدان محشر کے مرتبے کو جوش
مودت مین اعتدال سے زائد بڑھا دیا ہو ہرگز ہرگز اس قابل نہین ہو سکتا بہر طور

هرچه از دوست میرسد نیکوست

کی بنا پر احقر کے لیے سند شاعری اور ناظرین با انصاف کے واسطے کمال
مورخ کا جوہردار آئینہ سمجھنا چاہیے۔

قطعۂ تاریخ

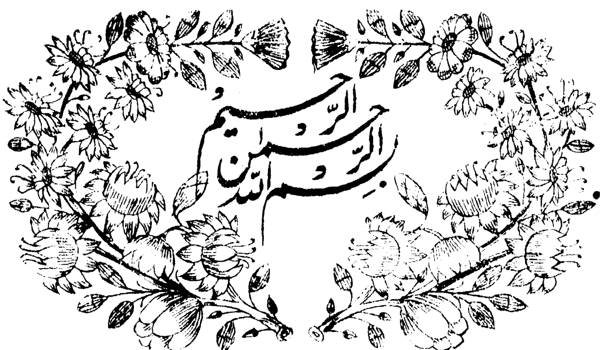
المنۃ للہ درین آوان وایام نکو
دیوان اشعارست این یا معجزات شاعری
ہر شعر شہ بیت است و او سلطان اقلیم سخن
اعلیٰ مضامین زادۂ طبع بلندش روشن است
خورشید محشر ہست این مجموعہ را نام بلند
در فکر سال طبع آن برداشتم چون خامہ را
تاریخ سال عیسوی پیدا شد از طرز نوی

یک کارنامہ طبع شد بہر گروہ شاعران
از میرزا کاظم حسین محشر شیوا زبان
شد سکۂ نامش روان بر نقد شعر اندر جہان
ہر بیت آن بیت الغزل ہر شعر آن شعری مکان
کز نور آن حسادرا شد دیدگان خفاش سان
اشعار اردو مستند ہاتف بگفتہ تا کہان
اشعار اردو مستند بے مثل آمد بر زبان

حضرت بلیغ مدظلہ العالی کا عطیہ

اسی صحبت مین جناب بلیغ نے مجھ سے پوچھا کہ "تم نے اپنے دیوان کا کیا نام رکھا ہی؟" مین نے عرض کیا "خورشید محشر" فرمایا کہ "لفظ خورشید کی کتابت بغیر واو بھی جائز ہی لہذا اس صورت مین "نور خرشید محشر" بھی تاریخ ہو سکتی ہے چونکہ تم نے دیوان کی ترتیب وغیرہ ۱۹۱۸ء سے شروع کر دی تھی لہذا ابتداے کار کی تاریخ یہ رکھو اور انتہاے کار کی تاریخ وہ جو جناب سید احمد حسین صاحب کی فکر اعلیٰ کا نتیجہ ہی - مجھ کو دونون سخنورون کے کمال طبع پر حکیم انوری کا یہ شعر یاد آیا

اے از رخت فگندہ سپر ماہ و آفتاب
طعنہ زدہ جمال تو بر ماہ و آفتاب



ردیف الف

نثار عاشقی ہو کر جوارِ حسن تک پہونچا
مین تیرا نام لے لیکر دیارِ حسن تک پہونچا

حقیقت مختصر یہ ہے کلیم اللہ کے غش کی
دماغ انسان کا تہ و قارِ حسن تک پہونچا

وہ قوت عشق نے پیرہن دی یعقوب کے کو
گیا جو کوئی نالہ یادگارِ حسن تک پہونچا

ترے مجذوب کی دیوانگی ہو عینِ ہشیاری
چلا جب منھ اُٹھا کر جلوہ زارِ حسن تک پہونچا

قیامت کردی برپا شعلۂ برقِ تجلی نے
جلا کر طورِ سینا جان نثارِ حسن تک پہونچا

گلِ امید سے دامانِ دل مملو نظر آیا
تصور جب مرا اُس نو بہارِ حسن تک پہونچا

وفورِ شوق مین ایک ایک قدم میرا قیامت تھا
خدا معلوم کیونکر جلوہ زارِ حسن تک پہونچا

کراماتِ محبت اس سے بھی بڑھکر ہین اے محشر
کہ انسان قصد کرتے ہی عمارِ حسن تک پہونچا

دردِ تنہائی سے کسکا دم اُکھڑ کے رہ گیا
رات کو دنیا مین سناٹا سا پڑ کے رہ گیا

حشر مین اُنکی نگاہِ عفو کا اُف رے اثر
شرم سے اپنی جگہ جو تھا وہ گڑ کے رہ گیا

روح کی بیتابیون نے ہجر مین مارا ہمین
زخمِ دل کا ایک اک ٹانکا ادھڑ کے رہ گیا

مختصر روداد اتنی ہے حیاتِ عشق کی
کھیل قسمت کا ہمارا ہین بگڑ کے رہ گیا

اس ادا سے آپنے بیمار کا پوچھا مزاج
بات کرنے کی خوشی مین دم اکھڑکے رہ گیا

چاشنی درد محشر اس سے پوچھا چاہیے
ناوکِ بیداد جسکے دلمین گڑکے رہ گیا

چھیڑ نے حسن وعشق کی دل کو عجب مزا دیا
ہنسنے اُسے ہنسا دیا اس نے ہمین رلا دیا

جور فلک سے اتنے ہم ایسے شکستہ دل ہوئے
پا گئے جب مہربان قصۂ غم سنا دیا

زور نظر سے خود بخود بند نقاب کھل گئے
حوصلۂ چشم شوق کا ہمنے انہین دکھا دیا

حسن کے رمز باطنی کس مین یہ دم کہ پوچھ لے
شعلۂ برق ناز نے طور کو کیون جلا دیا

تیرے شہید ناز کا رہ نہ سکا مزار بھی
نقش قدم کی شکل سے رہرون نے مٹا دیا

اہل نظر کے جذب سے جبکہ قیامت آچکی
پردۂ حریم ناز کا یار نے خود اٹھا دیا

ابتدا کے آہ کی اگر منھ پہ اڑین ہوائیان
طاقت دل تھی جب کبھی درد نے بھی مزا دیا

نقش جہان کی ہست و بود نقش بر آب کیون نہو
اپنی خوشی بنا دیا اپنی خوشی مٹا دیا

پرسش جور ناروا ہو کے رہیگی ایک آن
مانو نہ مانو جانِ جان ہمنے تمھین جتا دیا

آپکی ہو گئی خوشی خون ہوا ہمارا دل
یہ بھی ہے دل لگی کوئی بات کی اور رولا دیا

حسن کے معجزات کا لاؤن گا دل سے اعتقاد
سوئے ہوئے نصیب کو تمنے اگر جگا دیا

لے لیا نام ہجر کا جاؤ خدا بھلا کرے
بیٹھے بٹھائے خون کے آنسوؤن سے رلا دیا

لی ہین بہت جاہیان بادہ فروش کی حضور
محشر ادھر بھی اک نظر حسن طلب نے کیا دیا

تیرا دیوانہ اسیکا رہ گیا
جسکے گھر مین جو کچھ آیا کہہ گیا

مختصر اتنی ہو دل کی سرگذشت
خون ہوکر آنسوؤں میں بہ گیا

دید کے قابل ہے اسکا رنگ رخ
وقتِ غم جو آہ بھر کے رہ گیا

سُننے والون کی توجہ دیکھکر
رو مین کیا معلوم کیا کچھ کہ گیا

اُسکا دل اُسکے جگر کو دیکھیے
جو غمِ فرقت کی ایذا سہہ گیا

کیا فروغ جلوۂ دلدار ہے
عالم آئینہ سا بنکر رہ گیا

تھا عجب عالم در و دیوار پر
صبحِ محشر گھر سے جب وہ مہ گیا

سکون ہوتا تھا فرقت مین جو تیرا نام آتا تھا
نہ ہنسنا کام آتا تھا نہ رونا کام آتا تھا

ہمین اس چھیڑ نے چارہ گرونکی در بھی مارا
کہ تشخیصِ مرض کے وقت تیرا نام آتا تھا

نہین محروم وصلت کوئی دنیا مین بجز میرے
صراحی کو لئے ہمراہ اپنے جام آتا تھا

ٹپاٹپ اشک یون گرتے تھے تارے جسطرح ٹوٹین
کسی بیمارِ غم کو جب خیالِ شام آتا تھا

شبِ فرقت کی باتین دل ہی مین کہنا مناسب ہے
نہ پوچھو کون سے پہلو ہمین آرام آتا تھا

دل عشاق کی قدر انکو کیا جو دل نہ رکھتے ہون
وہ ناکارہ سہی پھر بھی بہت کچھ کام آتا تھا

کسی ہمدرد سے رمز وفا کہتے تو کیا کہتے
زبان پر بیشتر سب کے تمھارا نام آتا تھا

جفائے دوست کی ایذا پہ خاموشی ہی بہتر تھی
مری فریاد سے میرا ہی سر الزام آتا تھا

تمنا اس شوق کی چھا جائے جس سے مردنی منہ پر
لہو جب سوکھ جاتا تھا تو مجھ تک جام آتا تھا

در و دیوار پہ تاثیر کی بن جاتی تھین شکلین
فغان کرتا جدھر سے عشق کا ناکام آتا تھا

کھڑے ہین دم بخود یہ پوچھنے کو حشر مین محشر
وہ گھڑیاں کتنی ہین جب عشق مین آرام آتا تھا

کیونکر نہ چشم و دل مین نہان ہو نور تیرا
عرش بریں ہی تیرا اور کوہ طور تیرا

واعظ سے کیون ڈرے وہ دکیا اسکو خوف ناصح
ہوتا ہو بیخودی مین جسسے قصور تیرا

وجہ بقائے عالم آنکھون سے تیرا چھپنا
اک حشر کا سمان ہے گویا ظہور تیرا

ذوقِ وفائے دلبر صدقے ہزار جان سے
تا حشر دم بھریگا ہر اک صبور تیرا

اے حسن کیون لکھایا تونے خطِ غلامی
یوسف نے کیا لیا تھا آخر قصور تیرا

شہرگ سے لیکے دل تک بستی بسائی تونے
شہرہ ہی ملک جان مین نزدیک و دور تیرا

قدرت کا ہر کرشمہ عرفان کا آئینہ ہے
محشر بتا رہا ہی تجھکو شعور تیرا

نظر بھر کے سوئے بیمار غم دیکھا نہین جاتا
الٰہی ایک اک ہچکی مین دم دیکھا نہین جاتا

خدا دشمن سے دشمن کو نہ دکھلائے شب فرقت
تجھی سے اپنا چہرہ صبح دم دیکھا نہین جاتا

محبت مین کچھ ایسے آنکھ پر چھاتے ہین پردے
کہ وقت جذب دل دیر و حرم دیکھا نہین جاتا

نگاہین انکی کیا پہونچینگی مرکز پر حقیقت کے
کہ جنسے جلوہ بیت الصنم دیکھا نہین جاتا

یہ کہکر وہ اٹھے بالین سے قربان اس بہانے کے
کسی بیکس کو ہمسے مرتے دم دیکھا نہین جاتا

تعجب خیز عالم مین یہ دو عبرت کی تصویرین
ہمارا ضبط اور تیرا ستم دیکھا نہین جاتا

فقط اک قبر ہی آگے خدا کا نام اے محشر
کسی سے حال ارباب عدم دیکھا نہین جاتا

اُن سے چھٹے ہم غضب ہو گیا
آنکھون مین دن صورت شب ہو گیا

موت سے دشمن کو جو بھولا نہین
ہجر مین جینے کا سبب ہو گیا

آنپہ مرے ہم ہوا عالم عدم
کو دنیا آخر یہ غضب ہو گیا

گریۂ غم قدر تیری کیا کروں
اُنکی مسرت کا سبب ہو گیا

حشر میں یوں آئے شہید وفا
دیکھنے والوں کو عجب ہو گیا

سمجھا وہ مغرور کہ ایسے ہیں ہم
دیکھکر آئینہ غضب ہو گیا

ملگئی محشر میں مرنے کی داد
اُنکا یہ کہنا کہ غضب ہو گیا

دیکھکر جلوہ ترا ہوش میں آیا نہ گیا
دل کو یوں تھام کے بیٹھا کہ پھر اُٹھا نہ گیا

پوچھنے والوں سے پوچھا نہ گیا حالِ فراق
دیکھنے والوں سے نقشہ مرا دیکھا نہ گیا

کیا مبارک وہ گھڑی تھی کہ دل آیا تھا جب
دل سے پھر ہوش میں اپنے کبھی آیا نہ گیا

تیرا دعوی تھا کہ روتے کو ہنسا دیتے ہو
ہمسے روتے ہوئے کو آکے ہنسایا نہ گیا

جاؤ بس رو چکے بیمار کو اب کیا ہوگا
تم وہی ہو کہ کبھی دیکھنے آیا نہ گیا

ضعف بیمار محبت کا ہو کس منھ سے بیان
حد یہ ہے لیکے ترا نام پکارا نہ گیا

تجھکو اے جستجوئے دوست دعا کیا دوں
عمر بھر چین سے دم بھر کبھی بیٹھا نہ گیا

لو مبارک ہو کہ دنیا ہی سے اُٹھا محشر
یہ تو کہنے کو نہ ہوگا کہ اُٹھایا نہ گیا

بڑھنا علاج سے مرض جانگداز کا
اک تازہ زخم ہے دل چارہ ساز کا

اپنی نظر کی آپکو کچھ بھی خبر نہیں
بس اک ہمیں کو حکم ہے اخفائے راز کا

ڈرتا ہوں میں کہیں یہ اُبھر کے گر نہ جائے
متوالا دل ہے جنبش زلف دراز کا

اے شمع بزم عیش میں یہ ہے شگون بد
لے بیٹھی قصہ شام سے سوز و گداز کا

جھپکی نہ آنکھ گھاؤ محبت کا دیکھکر
اللہ رے حوصلے چارہ ساز کا

خاموش بیٹھنا کبھی رو دینا خود بخود
عنوان ہی فسانۂ وحشت طراز کا

مانا پئے ستم ہی سہی لیلو دل مگر
پھر یہ پوچھینگے کہ وقت ہی اب کسکی ناز کا

آخر مریض ہجر کا وہ وقت آ گیا
اب کام ہی نہین ہی کسی چارہ ساز کا

محشر وہ دوست پایا ہو ہی مرکز جمال
کیا کہنا آپکی نگہ امتیاز کا

زینت مین ہر اک اپنی ادا دیکھتے رہنا
آنکھون سے مری شانِ خدا دیکھتے رہنا

اے دیدۂ پرنم تمھین قاتل کی قسم ہے
خنجر کی روانی کو ذرا دیکھتے رہنا

دل دیدیا بے عذر مگر عرض ہی اتنی
فرصت ہو تو انداز وفا دیکھتے رہنا

تاکید دل و شوق یہ مجھسے ہی شب وصل
شکوہ نہ بڑھے حد سے سوا دیکھتے رہنا

احباب سے ہی نزع مین اتنی مری خواہش
وہ آتے ہین پہلے کہ قضا دیکھتے رہنا

محفل مین جو دیکھا مجھے دربانون سی بولے
ہمنے نہ کہا تھا کہ ذرا دیکھتے رہنا

بگڑے وہ شب وصل تو یون شوق پکارا
دشوار ہی دلبر کی ادا دیکھتے رہنا

دل لیکے تم اُس بزم مین جاتے تو ہو محشر
لیکن طرفِ زلفِ رسا دیکھتے رہنا

گلے پر جب کسیکے خنجر بیداد رکھیے گا
اگر ہو آپسے ممکن ہمین بھی یاد رکھیے گا

کیا ہی کوئی وعدہ لیکن اتنا تو بتا دیجیے
زبان سی یاد رکھیے گا کہ دل سی یاد رکھیے گا

وصالِ دلربا کا واہمہ وجہ جنون ٹھہرا
کہان تک حضرتِ دل خانمان برباد رکھیے گا

کہین یہ اٹھ بھی سکتی ہین کہین یہ جا بھی سکتی ہین
اسیرانِ محبت کو حضور آزاد رکھیے گا

فراقِ دوست مین خاموشی اچھی حضرت محشر
جہانتک آپسے ہو عزتِ فریاد رکھیے گا

دیارِ عشق مین کوئی بمشکل کام آئے گا
مری جان کام آئے گی مرا دل کام آئے گا

تلاشِ دوست مین دیوانگی ہی عین دانائی
یہی سودا مرے منزل بمنزل کام آئے گا

ستم کی محویت یون ان ہو کہ دم نا بھول ہی جائے
لہو میرا سرِ دامانِ قاتل کام آئے گا

قریب صبح اسرارِ فنا ہو جائینگے ظاہر
گدازِ باطنی اے شمع محفل کام آئے گا

تعجب کیا یونہین آسان ہون فرقت کی ایذائین
مین دل کے کام آؤنگا مرے دل کام آئے گا

غلط سمجھے وفائے عشق ناصح خیر اے **محشر**
مگر اک روز یہ دعوائے باطل کام آئے گا

ترا اے چرخ دور انقلاب فزا نہین رکتا
کسی کا کام عشق دوست کا نالا نہین رکتا

نہ ٹھہراؤ ہمین اے رہروانِ کوچۂ جانان
کسیکا اک ہماری ذات سے رستا نہین رکتا

یہ کن نظرون سے تم نے چاہنے والے کو دیکھا تھا
کوئی محفل ہو یا خلوت کہین رونا نہین رکتا

مرے فصاد کو نشتر زنی کی مشق کامل تھی
مگر اب روکے سے خونِ رگ سودا نہین رکتا

رلایا ہمکو جسنے دے وہی تسکین بھی آکر
وگرنہ زندگی بھر اشکِ غم افزا نہین رکتا

مقابل عشق کی قدرت کے کیا ہو قوت انسان
خدائی بھر کے روکے تیرا دیوانا نہین رکتا

نہین رکتا چلا جب کوئی وحشی کوئے جانان مین
گذر جائے وہ کچھ بھی روکنے والا نہین رکتا

جواب حشر ہے وسعت تجلی گاہ جانان کی
خدائی جمع ہو جانے پہ بھی رستا نہین رکتا

یہ کہنا چارہ گر کا شرح ہے زخم محبت کی
بہت تدبیر کی لیکن لہو دل کا نہین رکتا

جہان بیٹھا نیا افسانہ حسن و عشق کا چھیڑا
ہزارون مین تمھارا چاہنے والا نہین رکتا

یہ کہتا ہے کوئی دربان سے وقتِ زینتِ محفل
ارے تجھسے ذرا سی جان پروانا نہین رکتا

شبِ فرقت مین طولِ غم کی آخر انتہا **محشر**
سحر ہونیکو آئی اور ترا نالا نہین رکتا

نہ جاؤں دوست کی محفل میں ہرگز دل نہ مانیگا
قیامت بھی اگر برپا ہو یہ بسمل نہ مانیگا

تیغ خنجر کا رکھنے ہی میں سب کام بنتے تھے
سمجھتا تھا کہ میری ایک بھی قاتل نہ مانیگا

بھلا ہو عشق کا اک حسن ہی حسین کہ خود رائی
کوئی اچھی بھی سمجھانیکو بیٹھے دل نہ مانیگا

جنون عشق میں خاطر شکن ہی پند ناصح کی
اگر مین مان بھی جاؤن تو میرا دل نہ مانیگا

نقاب رخ الٹ دینے کی فرمایش سے کیا حاصل
وہ مانیگا مگر ہرگز سر محفل نہ مانیگا

مرا دل مرحلے مین عشق کے کار آزمودہ ہی
اگر وقت آپڑے مشکل سی بھی مشکل نہ مانیگا

فراق دوست مین ای درد تنہائی یہ بتلا دے
پکارینگے تڑپ کر ہم کسے جب دل نہ مانیگا

تیرے دیوانے کے تیور دم رفتار آفت ہین
فرشتے کی بھی گویا تا حد منزل نہ مانیگا

دلیل کامیابی اسکے شوق مرگ کو کہیئے
جو وقت ذبح رعب خنجر قاتل نہ مانیگا

کہا ہے تمنے دم بھر بیٹھ جانے کو مگر محشر
کروگے کیا اگر وہ رونق محفل نہ مانیگا

کھا کے دل کی چوٹ جان زار کھوتا ہی رہا
کام آنکھوں نے دیا جبتک مین روتا ہی رہا

تیرے فریادی کی عالم مین خبر ہی کسنے لی
شام سے تا صبح جو سویا وہ سوتا ہی رہا

اسکا انجام اور تھا میرا نتیجہ اور کچھ
گو کہ اک عالم ہنسا لیکن مین روتا ہی رہا

شکوہ گردون زبان تک آئے کس امید پر
میری راہ شوق مین کانٹے یہ بوتا ہی رہا

ہو گیا آخر گھڑی ساعت کوئی بیمار عشق
چارہ سازون مین مرض تشخیص ہوتا ہی رہا

ہجر مین ہمدردی احباب کا دیکھا یہ رنگ
آئے بیٹھے اٹھ گئے مین تھا کہ روتا ہی رہا

خوش ہین وہ محشر داغ دل کا اب کیا پوچھنا
جو لکھا تھا میری قسمت مین وہ ہوتا ہی رہا

جبتک ہمارے پاس دلِ بیقرار تھا — وجہ بقائے زندگیٔ مستعار تھا
یہ مختصر بیان غمِ ہجر یار تھا — دل کو قرار تھا نہ ہمین کو قرار تھا
شامِ فراق کیا مین کہون ہیئت نجوم — مجموعۂ غبارۂ دلِ بیقرار تھا
تیرا ہی نام نزع مین وردِ زبان رہا — پھر بھی نگاہِ ناز مین بے اعتبار تھا
قدرت پہ اُسکی صدقے زمانے کی راحتین — مرنے پہ جسکو ہجر کی شب اختیار تھا
خلوت کا لطف اُسکے کلیجے سے پوچھیئے — جسکو نفس کا سلسلہ بھی ناگوار تھا
پوچھو نہ قدر گریۂ احباب بعد مرگ — جو اشک تھا ہمارا چراغِ مزار تھا



اختیار بشری ہو جو فنا ہو جانا — سہل ہی فرض محبت کا ادا ہو جانا
قدرتِ عشق کا اک اسمہ ہی شوقِ وصال — جسکو دیکھا شبِ غم اور سوا ہو جانا
اہل باطن کے لئے عشرتِ روحانی ہی — وعدے کا وقتِ معین پہ ادا ہو جانا
مٹ سکین چرخ سے آیاتِ محبت توبہ — با اثر آہونکا مشکل ہی ہوا ہو جانا
شامِ وعدہ یہ ہی تاویلِ خیالات کی شکل — کبھی ہنسنا کبھی جینے سے خفا ہو جانا
اہل الفت مین یہی رمز ہی سرمایۂ روح — نالونکا دردبھرے دل کی دعا ہو جانا
حسن اور عشق کے اسرار نہان پر صدقے — زندہ رہنا مرا اور اُن سے جدا ہو جانا
شوخیٔ شوق ہی خلوت مین ادب کی حد پہ — پھر بھی ڈرتا ہون کہین تم نہ خفا ہو جانا
طور پر شوق نے پہونچا دیا موسی کو بخیر — اب یہ قسمت ہی خلافِ ادب ہوا ہو جانا
نزع مین آیا پسینہ ہوئی مشکل آسان — وقت پر دیکھا ہی پانی کا ہوا ہو جانا
واہ رے عشق پرستی کی کرامت محشر — بندے کا مظہرِ اسرارِ خدا ہو جانا

دوست پہ حال اپنا عیان کر دیا — دل مین جو تھا صاف بیان کر دیا

مر گیا دل دفن مین کیا اہتمام — تھوڑی سی مٹی مین نہان کر دیا

دیکھ سکے کون جمالِ حبیب — جسنے کہ روشن یہ جہان کر دیا

جستجوئے دوست مین ہم مر گئے — شوق نے بے نام و نشان کر دیا

مرکے بھی اس درد کی پائی نہ حد — جسنے مجھے محو فغان کر دیا

اپنے اُس ارمان پہ مین خود نثار — جسنے تمھین آفتِ جان کر دیا

اسپہ خفا مجھسے خدائی ہوئی — رازِ محبت کو عیان کر دیا

دلپہ ہے **محشر** یہ کرم عشق کا
واقفِ اسرار یہ نہان کر دیا

تشنہ کام مدعا تیر ستمگر رہ گیا — دل مین جتنا خون تھا سب دب دبنکر رہ گیا

اُسکے سوزِ دل کی تمکو بھی خبر ہی یا نہین — کچھ دھوان سا جسکے غمخانیسے اُٹھکر رہ گیا

کیا بنا سکتا ہی اُس مدفن کا زورِ انقلاب — کھا کے تیرے پائے نازک کی جو ٹھوکر رہ گیا

ہجر کے غم مین پکارین کیا کسی ہمدرد کو — اسکا رونا اب تو ہمکو زندگی بھر رہ گیا

باوفا ای طور کی بھی کسقدر تھی دیر پا — آج تک جسکا اثر ہر ایک دلبر رہ گیا

دید کے قابل شبِ فرقت کی تھین بیتابیان — غمکدے مین تم نتھے کیا دل تڑپ کر رہ گیا

زور طوفانِ جنون اب کسکے روکے رک سکی — ڈوب کر خونِ رگِ سودا مین نشتر رہ گیا

کس اثر نے تیرے فریادی کو ٹھنڈا کر دیا — شب کو یہ کیا تھا کہ اک ہنگامہ اُٹھکر رہ گیا

اس ادا سے حالِ دل کہکے ہوئے خاموش ہم — سننے والے سمجھے اک دفتر کا دفتر رہ گیا

جان دیکے خوب دنیا سے وفا آباد کی — شکر ہی ہر اک زبان پر نامِ **محشر** رہ گیا

دل مرا دل تھا مگر درد کی تصویر بھی تھا
سیکڑون زخمون پہ ذوقِ خلشِ تیر بھی تھا

وقتِ غم تمنے بہت دیکھا ہی روتے مجھکو
سچ بتانا کہ کبھی شکوۂ تقدیر بھی تھا

دیدہ و دل کئے موسیٰ کے معطل کس نے
جلوے کے ساتھ اثرِ لذتِ تقریر بھی تھا

تیور اُسکے قیامت مین عیاذاً باللہ
جو لئے فردِ عمل اور تری تصویر بھی تھا

سنتے سنتے ترے ماتھے پہ شکن کیون آئی
کیا مرے حال مین کچھ شکوۂ تقدیر بھی تھا

کیون نہ دی برہمیٔ زلف پہ دونون کو سزا
دل بھی مجرم تھا ترا نالۂ شبگیر بھی تھا

کیا عجب یون شعرا کو کبھی محشر یاد آئے
پیروِ عارف و تقلید کنِ میر بھی تھا

اے محشر ہی کبھی کھکے پکارا ہوتا
مارنا تھا تو اسی تیر سے مارا ہوتا

قابلِ رحم ہون اے جلوہ گہِ شوخیِ دوست
حسرت اسکی ہی کہ جی بھر کے نظارا ہوتا

عشق اور حسن کی دنیا پہ حکومت کرتے
کبھی دم بھر کے لیے تو جو ہمارا ہوتا

اُف رے درد اور دلِ مردہ کا اللہ ری ضبط
دشمن و دوست کسیکو تو پکارا ہوتا

خیر گذری نہ کیا حشر کے دن شکوۂ حسن
ورنہ جو تھا وہ طرفدار تمھارا ہوتا

اِک ستم یہ بھی ہی حدبندیِ اندازِ ستم
جو ترے ہاتھ سے ہوتا وہ گوارا ہوتا

کوئی جاتا نہ خوشی سے طرفِ ملکِ عدم
اُنکے ملنے کا جو محشر نہ سہارا ہوتا

دیکھتے ہین سب کے سب کارِ نمایان تیر کا
کوئی پرسان ہی نہین زخمِ دلِ نخچیر کا

الحذر صحرائے دلکی آندھیون پر آندھیان
اِک قیامت ہی سنک جانا ہوائے تیر کا

دل سے پیکان کھینچنے والے یہ ہمت تا کجا
اب غنیمت جان جو دم ہی ترے نخچیر کا

دوست نا وعدہ وفائی جب سے کی شام وصال
تذکرہ ہی دوست دشمن مین مری تقدیر کا

کون یہ خمیازہ کش ہی خوابگاہ ناز مین
ہان مرے دل وہ اک نالہ اسی تاثیر کا

وحشیان عشق کی حالت کو سمجھے کیا کوئی
اک طلسم قدرتی ہی واقعہ تقدیر کا

سنتے سنتے حال غم انکی بھر آتے ہین اشک
اے زبان رنگ اب لنا چاہیئے تقریر کا

ہجر مین کس دل سے ہو ضبط غم بے اختیار
روکنا اشکو نکا بھی لاہے جوئے شیر کا

وحشیان عشق کو ٹھالیتی ہون جب پر زمین
محشر انکو بار کیا معلوم ہو زنجیر کا

آہ سوزان سے نہ پوچھے کوئی کیا کیا جلگیا
ایک دل کے جلنے سے عالم ہی سارا جلگیا

پہلے تھے بدنام آہ گرم سے اب کیا ہوا
محفل جانان مین جسنے ہمکو دیکھا جلگیا

کسقدر بھڑکی ہوائے بال پروانہ سے آگ
خانۂ فانوس کا سرمایہ جو تھا جلگیا

جائیے ہم پونچھ لینگے اپنے خود ہی اشک گرم
آپ سے یہ کیون سنین دامن ہمارا جلگیا

تا کجا تعلیم ضبط آخر نگاہ تند سے
جلگیا بس بس ہی دل ہنگامہ آرا جلگیا

ہم بھی آتے ہین سر طور ای جمال حسن دوست
دیکھنا ہی کس طرح نخل تمنا جلگیا

آہ محشر دل جلانے والون سے پوچھین ذرا
کچھ تمھین خوف خدا ہی گھر خدا کا جلگیا

نازک دلی سے کچھ صفت گل نہ ہوسکا
کیا ذکر غم خوشی کا تحمل نہ ہوسکا

خواب عدم سے حشر مین اٹھنا پڑا ہمین
چاہا مگر جواب تغافل نہ ہوسکا

دیکھا ہی سرد و گرم زمانہ کو مدتون
لیکن چراغ داغ وفا گل نہ ہوسکا

کیا کام تجھسے نکلے گا ای دست باغبان
شانہ طراز گیسوئے سنبل نہ ہوسکا

دعوائے جنونِ عشق کا کس دل پہ دلکو تھا — طے جادۂ درازی کاکل نہ ہو سکا
پہونچے رموزِ عشق تک اسکا خیال کیا — جس سے کہ دو گھڑی بھی تو کل نہ ہو سکا

تفسیر توبہ محشر اُسے کیا پڑھائیں ہم
جو مست لذت قدح مل نہ ہو سکا

وہ تیر کھینچتے تھے مرا چہرہ زرد تھا — ایک ایک قطرہ دلکا لہو نذرِ درد تھا
ہنستا یہاں تھیں اور نہ رخ اپنا زرد تھا — جسوقت تک تحمل ایذائے درد تھا
چین جبین سے کھینچیں حد مین منے ضبط کی — تصویر حال بنگیا جب دل مین درد تھا
سرمایہ روح کا ہر جبین پر عرق نہیں — مارا ہوا ہون ضبط کا بدنام درد تھا
سوزِ جمال حسن سے انسان تو درکنار — دیکھا تو سنگ طور کا انجام گرد تھا
وہ آتشِ جمال نہ گرمیٔ جذب حسن — یوسف کے بعد مصر کا بازار سرد تھا
کس منھ سے کہیں مدت بیماری فراق — ایک آہ جانگداز مین دل تھا نہ درد تھا
اللہ ری بیکسی کسی بیمارِ عشق کی — ہمدرد کیا ہی غیر کو بھی جسکا درد تھا
لے لے کے نام تیرا مین بیٹھا ہنسا کیا — تیور پہ میل آئے نہ جب دلمین درد تھا

محشر وہ سوز نالہ نہ ہنگامۂ فغان
مرنے سے میرے عشق کا بازار سرد تھا

ہجر مین گریۂ غم وجہ تسلی نہ ہوا — آپ جسکی نہوے اسکا کوئی بھی نہوا
یاد رکھنا اسے اک سلسلہ بندانِ الم — عالم آشوب نہ کی آہ تو کچھ بھی نہوا
دیکھنا عشق مین عاقبت اندیشیٔ دل — یعنی جس بات کو ہمنے کہا راضی نہوا
منزلِ عشق کی سرحد کا پتا کیا پاتا — دل مجنون جرس ناقۂ لیلیٰ نہوا

بت پرستی ہو کہ ہو کعبہ پرستی کا جنون — رونا اس بات کا ہی ہمسی کو کچھ بھی نہوا

دیکھنے والونکو دکھلاتا مین جلوۂ بات ال
محشر اس لکھنؤ مین طور تجلی نہوا

نہ پوچھو باری باری ہمدمو احوال غم میرا — کہ تمسے بات کرنے مین رکا جاتا ہی دم میرا

یہ طاقت پاؤنمین آئی کہ مجنون تا عدم پہونچا — دیا تھا ساتھ راہِ عشق مین دو اک قدم میرا

لگا آہستہ ہاتھ ای چارہ گر حالت ہی نازک ہی — بدلوانے مین کروٹ کے اکھڑ جائے نہ دم میرا

مری ہستی ہی وابستہ ملالِ روز فرقت سے — کہانتک ساتھ دیگا ای چراغ صبحدم میرا

یقین زندگی کسکو شب فرقت کی ایذا مین — ذرا پھر پوچھ لینا حال آکر صبحدم میرا

———

مرضِ عشق مین منت کش درمان ہونا — اپنے ہاتھون سے ہے خود موت کا خواہان ہونا

دہشت اسکی ہی کہان جاکے رہیگی دنیا — نالہ ممکن ہی کہ ہو حاصلِ امکان ہونا

دل مین ای تیر نظر تجھکو مبارک ہو قیام — ہو نہ کرنا کہ حریفِ غم پنہان ہونا

سننے کی تاب کسی کہنے کی حالت کس مین — اک فسانہ ہی مرے گھر کا بیابان ہونا

دل مین اتنی تو جگہ چھوڑ دے ای شدتِ درد — مری قسمت مین ہو جتنا غم پنہان ہونا

اک بہانہ سا ہوا چند نفس جینے کو — پاس میرے نہ کسی کا شب ہجران ہونا

وادیٔ عشق کی پیچیدگیان کیا کہیے — یہین دیکھا گیا آزاد کو زندان ہونا

پھر کسی شے پہ نظر اسکی نہ جمنے پائی — جسنے دیکھا مری حالت کا پریشان ہونا

ڈوب جائے مرا دل آنکھون سے تارے چھپ جائین — تو نہ لے تمام اے شبِ ہجران ہونا

اسقدر عمر خدا دے تمسے دیوانے کو — دیکھے آنکھون سے کشادِ درِ زندان ہونا

عالمِ شوق کا ہر ذرہ ہر اک صفحۂ غم
اُف شبِ ہجر طبیعت کا پریشان ہونا

مثلِ دل ٹوٹتے ہیں گر کے زمین پر آنسو
باطنی چوٹ کا اللہ رے نمایان ہونا

داغِ عشق کا حسن مکافات یہی ہے محتشم
ماہِ کنعان کے لئے قیدیِ زندان ہونا

فدا ہو جاؤں کوئی بات ہو جی سے گذر جانا
اگر تیرے ستم کے کام آئے میرا مرجانا

نہ پوچھو مشقِ ضبطِ درد دل میں [illegible]
وہ ایک اک سانس میں ایک اک رگ چڑھ اتر جانا

بتا دے آشنا دیا تھا [illegible]
ہمارے زخمِ دل کا کسطرح ممکن ہے بھر جانا

کہا ہے عشق نے اُٹھا کر فال جب [illegible] نکلا
[illegible] دل کا مضطرب ہو کر ٹھہر جانا

تیری ابرو [illegible] لوٹ [illegible]
رگِ دل لوٹنے کی سنتی ہے آواز [illegible]

مبارک تیرا آنا [illegible]
کہ یہ کسنو [illegible] ایک جہان ویران کر جانا

کھنچے آتے ہیں طائر آشیانہ [illegible]
خدا یا شتِ اُلفت سے [illegible] گا گھر جانا

نہ رکھنا یاد دل لیکر تیرا حسن [illegible]
کرو آموزِ اُلفت جسکو کہتے ہین مکر جانا

نہ دیکھی فال ہو موسیٰ [illegible] لن ترانی ہین
کہ تا حدِ سوالِ شوق ممکن ہے نظر جانا

[illegible] عشق میں یہ راز آخر کھل گیا محتشم
حیات جاودانی ہے غمِ فرقت مین مرجانا

سمجھے تھے غمِ فرقت دلبر نہ اُٹھے گا
یہ سہل ہے نازِ دل مضطر نہ اُٹھے گا

آنسو غمِ فرقت مین مسلسل نہ بہین گے
جبتک کہ دھوان دل سے برابر نہ اُٹھے گا

آنسو کی طرح دوست کی نظرون سے گرا ہے
اب میرے اُٹھائے دلِ مضطر نہ اُٹھے گا

بیدار شبِ ہجر کے تیور سے ہے ظاہر
جھپکی اگر آنکھ اسکی تو سو کر نہ اُٹھے گا

خون اپنے ہی ہاتھون سے کیا شوق ستم کا
پہلے سے یہ کہون کہہ یا خنجر نہ اٹھے گا

احسان اجل کیا مجھے راحت سے سلایا
آغوش لحد سے مرا اب سر نہ اٹھے گا

ہر سانس ہوائے عدم آباد ہے گویا
بیمار وفا ابکی سے گر کر نہ اٹھے گا

غصے مین یہ ایک اک سے کوئی پوچھ رہا ہے
کیا میری قسم بزم سے محشر نہ اٹھے گا

جسم سے جان ہو فرقت مین جدا یا نہ جدا
مجھسے ہو جائے الٰہی دل دیوانہ جدا

لیگیا دل کوئی بیدرد تو یہ ہمنے کہا
غم ہی کیا اسکا اگر ہو گئی ہنگامہ جدا

سب ستمگار تماشے کو چلے آتے ہین
دل سے ہونیکو جو ہے ناوک جانانہ جدا

رونے دیتے نہین جی کھول کے ہمسائے مجھے
دل مین آتا ہے بناؤن کوئی غمخانہ جدا

کردیا دلکی اطاعت نے مجھے دیوانہ
روز دکھلائے کہان تک کوئی ویرانہ جدا

بزم عشرت کا سمان صبح یہ دیکھا محشر
شمع کی خاک الگ ہے پر پروانہ جدا

دیکھا جو مجھکو بزم مین کیسا خفا ہوا
بیٹھا تھا پہلے ہی سے وہ ظالم بھرا ہوا

ایک اک گھڑی فراق کی سوہان روح تھی
پھر رات آئی موت کا پھر سامنا ہوا

پوچھو سبب نہ گریۂ بے اختیار کا
مجبور تھے کہ دل تھا ہمارا بھرا ہوا

کس کس سے حال طور کہین حضرت کلیم
جو کوئی ہے وہ پوچھ رہا ہے یہ کیا ہوا

روتے تھے پہلے شوق سے فرقت مین اشک خون
رونا اب آسکا ہے کہ لہو دل کا کیا ہوا

کہتی ہو اک جہان کے نالون کو بے اثر
دیکھا ہے تمنے کوئی کبھی دل دکھا ہوا

یوسف کو حسن مصر مین لایا تو کھل گیا
مٹتا نہین نصیب مین جو ہو لکھا ہوا

زندہ ہین ہم نگاہ مین ہر چارہ ساز کی
جسوقت تک کہ درد جگر ہی رکا ہوا

ضبط فغان سے دہر مین سناٹا چھا گیا
کی آہ جب تو شورِ قیامت بپا ہوا

محشر بدل تو پہلے مقدر کے لکھے کو
پھر زیب دیگا تمکو کفن بھی لکھا ہوا

وجود اب ہو گیا مثلِ چراغِ صبحدم میرا
ہوا کے آنیسے غم خانے مین گھٹتا ہی دم میرا

جو اُٹھے چارہ گر بالین سے تو منہ پھیر کر اُٹھے
نگاہِ یاس سے ڈر ہی نکلجائے نہ دم میرا

دکھا دیجیے وہ صورت زندگی ہی مین تو اچھا
کرینگے کسطرح دفنا کے مجھکو آپ غم میرا

الٰہی خیر ہو راہِ وفا مین مضطرب دل کی
کہ بیٹھے بیٹھے کیون گھبرا رہا ہی آج دم میرا

خلافِ اخلاق کر ہو گا یہ طول بحث آپسمین
نہ کعبہ شیخ کا محشر نہ ہی بیت الصنم میرا

شراب عیش مین مدہوش یا محو الم رہنا
مگر اے دل وفا کی راہ مین ثابت قدم رہنا

یہ آواز مجازی سلسلہ بند حقیقت ہے
ہمارا حلقہ جنبان در بیت الصنم رہنا

حقیقت کیا کھلے گی تجھپہ آرام و مسرت کی
اگر ہی بارِ خاطر مبتلائے درد و غم رہنا

یہ ہیبت ناک منظر وجہ طولِ زندگانی ہے
نگہ کے سامنے ہر وقت تصویر عدم رہنا

بتا دون اتحاد باطنی کا فلسفہ کیا ہے
دلی جذبات کا شادی و ماتم مین بہم رہنا

کوئی پوچھے کہ آخر آئے کیون یہ بزم دنیا مین
بہت دشوار ہی اعزاز شیخ محترم رہنا

تلاشِ مدعا مین صبر بھی ہمراہ لازم ہے
کبھی دو گام چلنا اور کبھی دم بھر کو تھم رہنا

بڑھیگی معرفت اضداد کے منظر سے او غافل
اگر جویائے حق ہی ساکن دیر و حرم رہنا

ہوئی جسوقت فکر رزق شب کو نیند آنے مین
مقدر بول اٹھا بیدار غافل صبحدم رہنا

تواضع کی ادا دلکش ہی دیکھی گو کسی مین ہو — اسی سی حسن ہی محبوب کی زلفون مین خم رہنا

جہان صبر مین ہو شوق جسکو کامیابی کا — وہ پہلی اہل دل سی سیکھ جائے محو غم رہنا

یہ منظر بھی جہان مین قابل عبرت ہی اے گردون — مرا خاموش رہنا تیرا مصروف ستم رہنا

ہم ایسی زندگی کو زندگی کیونکر کہین محشر
سحر سے شام تک منت کش اہل کرم رہنا

شکایت سنکے اپنی ظلم کی تم مسکرا دینا — پھر اسکے بعد جو کچھ دل مین آ جائے سزا دینا

یہ تاثیر بیان لائے کہان سے اہل دل یا رب — جہان جا بیٹھنا محفل کی محفل کو رلا دینا

قیامت ہین یہ انداز سخن مین شوخیان ظالم — کہ جس سے بات کرنا اسکو دیوانہ بنا دینا

میان بزم ساقی کون سنتا ہی فقیرون کی — بس اپنا کام یہ ہی رونا آنا اور دعا دینا

مذاق اہل دل خلوت مین اک رمز حقیقی ہی — کبھی کچھ اشک بھر لانا کبھی کچھ مسکرا دینا

جفائے دوست پر ضبط فغان ننگ محبت ہی — خداوندا دہان زخم دل بھی بے صدا دینا

تمنائے وصال ایک اک نفس ہمسے یہ کہتی ہے — جہان تک جلد ہو سرمایہ ہستی مٹا دینا

کلیجہ خون ہو جائے کچھ ایسی چھیڑ کرتے ہین — انھین مد نظر ہوتا ہی جب مجھکو رلا دینا

وصال دوست کا رمز حقیقی کھل گیا آخر — وہ آنا نزع مین ہچکی وہ میرا مسکرا دینا

الٰہی خیر ہو پھر لیچلا شوق اسکی محفل مین — کہ حسن وضع ہی جسکا ہم ایسون کو اٹھا دینا

عطا کی ہی یہ قدرت حسن نے اہل محبت کو — ذرا سی بات کا پر درد افسانہ بنا دینا

ہوا جو کچھ کہ فرقت مین اب اسکا چھیڑنا کیسا — نہ سن سکتا ہی کوئی اور نہ ممکن ہی سنا دینا

نہ جانے خط مین رہ جاتا ہی کیا اے فرط ناکامی — کہ پہرون بیٹھکر لکھنا گھڑی بھر مین مٹا دینا

وہ خود ہی ہنستے ہین اس درد ناکامی پہ محشر — جنھین کچھ بھی نہ تھا دشوار روتے کو ہنسا دینا

بیان واقعۂ کوہ طور کیا کرتا — نہ سنتے آپ تو مین ای حضور کیا کرتا

سر نیاز جھکا بندگی کو ہاتھ اٹھا — اب وہ ہمیں تمھارا غرور کیا کرتا

بغیر جرم کے ٹھہرا قصوروار اگر — تمھین بتاؤ کہ پھر مین قصور کیا کرتا

سنا ہی آپ وہ ہوا عاشقون کو اس نہین — مین جاتا بھی تو سر کوہ طور کیا کرتا

غم و نشاط کے اسرار سی ہوا واقف — خیال دوست کو مین اس سے دور کیا کرتا

نہ آرزو کوئی دل مین نہ سینے مین دل ہی — خطا کسیکی کسیکا قصور کیا کرتا

شب فراق مین جلد آگئی اجل ورنہ — خدا کو علم دل ناصبور کیا کرتا

وصال دوست ہوا جان گر گئی تو گئی — جو کام غم نے کیا وہ سرور کیا کرتا

چھپے ہو آنکھ سے ہی حشر انتظار بپا — خدا ہی جانے تمھارا ظہور کیا کرتا

ستم کے شوق مین جو ہو حواس سے خود بھی — وہ کچھ خیال دل ناصبور کیا کرتا

سلامتی سے مرا خود ہی نام ہی محشر
مین زیست مین غم روز نشور کیا کرتا

مین آپ سوز عشق مین اپنا حسود تھا — ہر ایک نالہ وجہ فنائے وجود تھا

غافل حقیقت نفس عاشقان نہ پوچھ — گرمی عشق سے دل سوزان کا دود تھا

ایذائے نزع اسکے کلیجے سے پوچھیے — بیمار دار جسکا تجھ ایسا حسود تھا

تیور ہی چشم یار کے عالم سے تھے جدا — جسدن نظر کے تیر کا دلمین ورود تھا

اللہ ری حسن و عشق کی خلقت یہ شور شین — جانے وہی جو حاضر بزم شہود تھا

محشر نشان قبر جو باقی رہا تو کیا
اہل فنا کا شوق خلاف نمود تھا

نیمکش پیکان سے بیچین اسقدر دل ہوگیا
زندگی کا ذکر کیا مرنا بھی مشکل ہوگیا

ایسی بیتابی سے آئے حشر مین گریان ترے
ایک عالم دیکھکر اشکون کو بسمل ہوگیا

ظلم ناحق کا ہمیشہ سے نتیجہ ہے خراب
خود نشانہ جذب دل کا تیر قاتل ہوگیا

جانفزا ہی وحشیانِ عشق کی زندہ دلی
چار دن مین دشتِ غربت رشکِ محفل ہوگیا

ضعفِ ناکامی کلیم اللہ سے پوچھا چاہیئے
طور سے محشر اترنا سخت مشکل ہوگیا

شوق خواہان ستمہائے فراوان نکلا
دل نے صد شکر کہا جبکہ نہ پیکان نکلا

خلوتِ شوق مین جذباتِ دلی کے صدقے
جو تصور کیا مین نے وہی سامان نکلا

پوچھ لین چلکے ذرا طور سے آتے ہین کلیم
کون سا رہ گیا اور کون سا ارمان نکلا

چشم بدبین سے خدا اسکو بچالے اے شمع
جس کلیجے سے ترا نالہ سوزان نکلا

وحشت آباد محبت کی نہ پوچھو وسعت
ایک اک گام پہ ایک ایک بیابان نکلا

کھینچے بیٹھا ہی دل سی کوئی پیکان ستم
اور کب نکلیگا جب آج نہ ارمان نکلا

ہٹ گئے حشر مین یہ کہکے مرے پاس سی سب
تو قیامت ہوئی ذکر غم ہجران نکلا

حسن ظن دیکھئے سمجھے تھے جسے دل محشر
سربسر آئینۂ حالِ پریشان نکلا

یہ کہتا بزم مین کوئی بت مشکل پسند آیا
وہی ٹھہرے یہان جسکا کہ ہمکو دل پسند آیا

میانِ حشر ہنسکر ٹال دینا شکوہ غم کو
یہ انداز ستم بھی ہمکو اے قاتل پسند آیا

نہ سمجھا کوئی بھی قدر سرشکِ نامرادی کو
مگر وہ مضطرب جسکو کہ زخم دل پسند آیا

دمِ تقسیم ازل مین اف رے وہ ہنگامہ آرائی
اسیکو تم پسند آئے کسیکو دل پسند آیا

کہانکا طور یان پیش نظر جلوہ ہی جلوہ ہے
کلیم اللہ کو طول جادۂ منزل پسند آیا

قیامت خیز ہی آب وہوائے خانہ بربادی
خدا معلوم کیون تمکو دیار دل پسند آیا

نہ ہیں محتسب محشر نہ دھر کا شیخ واعظ کا
ہمین دنیا مین دور ساغر محفل پسند آیا

اک عالم مراد مرے دل مین رہ گیا
بیٹھا جہان تصور مشکل مین رہ گیا

افسانہ سننے والو سدھارو سحر ہوئی
اب پھر کہونگا جو کہ مرے دل مین رہ گیا

رو رو کے اسکی پاس یہ آنسو بہائیے
جو منفعل امیدواری ساحل مین رہ گیا

جی بھر کے اسکی داد ملے گی بروز حشر
وہ مدعا کہ جو دل سائل مین رہ گیا

اس بیمروتی سے اٹھائے گئے ہین ہم
منہ دیکھکر ہر اک ترا محفل مین رہ گیا

شوق اتنی جلد طور پہ لایا کلیم کو
چھٹ کر نصیب پہلی ہی منزل مین رہ گیا

محشر کٹی نہ قید جنون عمر کٹ گئی
بعد فنا بھی پاؤن سلاسل مین رہ گیا

ناامیدی ہین شب وعدہ سحر ہوجانا
یونہین لکھا ہی مری عمر بسر ہوجانا

عالم عشق مین لازم ہی کوئی کام کرو
دل بسمل پہ فدا دیدۂ تر ہوجانا

غم ہوا در عشق کا غم وہ بھی بحد تکمیل
ورنہ ممکن نہین سو ٹکڑے جگر ہوجانا

آنکھین اسکی ہین دل اسکا ہے حیات اسکی ہی
جسنے دیکھا ہی شب غم کا سحر ہوجانا

حشر کیا شئے ہی قیامت کا کرشمہ کیسا
میرے مدفن پہ کبھی تیرا گذر ہوجانا

مجمع حشر مین کیون جاؤ نقاب الٹے ہوے
خوبصورت کو ہی آسان نظر ہوجانا

منزل عشق مین اسدے ضعف ای محشر
بیٹھنا تھک کے جہان پھر وہین گھر ہوجانا

شبِ فرقت مین لیکر خون تازہ چشمِ گریان کا
مرقع کھینچے بیٹھا ہون دل کی زخمِ نہان کا

خدا محفوظ رکھے شورِ سودائی الفت سے
قیامت تک رہیگا تذکرہ یوسف کے دامان کا

گری وہ برق جس سے طورِ سینا جل اُٹھا
جواب اچھا ملا موسیٰ کو سوزِ شوقِ پنہان کا

خوشا اعجازِ سحر بات محبت نام باقی ہے
کلیم اللہ سی کوہِ طور کا یوسف سی زندان کا

گرا ہون سنگِ ناکامی کی ٹھوکر کھا کے رستے مین
پتا قاصد کو بتلانے چلا تھا کوی جانان کا

فنا کے مقتدا اپنی جگہ پر کر گئے جیتے مین
کہان تک طول کھینچے گا زمانہ روزِ ہجران کا

قدم رکھتے نہین وحشت مین طاقت گھٹتی جاتی ہے
پیے اپنا ہو دل کا خون ہر کانٹا بیابان کا

[illegible] ناحق [illegible] لذتِ ایذا
یہ دل مین ہے کہ پھر منہ کھول دیجے زخمِ پنہان کا

بنا ہے عشق مین دلکو بقا مشکل ہے اے محشر
بجز انجام ہو کیونکر چراغِ زیرِ دامان کا

دکھاتا ہے یہی صورت ترا مغرور ہو جانا
حضورِ آئینہ زینت سے بھی مغرور ہو جانا

تہِ خنجر گلا رکھنا کسیکو کب گوارا ہے
مگر تیری خوشی کے واسطے مجبور ہو جانا

رہین تیور ترے من کے دل مین لیکن ہچکیان لینا
جفا کرنا وفا کے نام سے مشہور ہو جانا

رموزِ عشق ظاہر کر رہی ہے فرطِ خاموشی
مرے مسلک سے کوسون دور ہے منصور ہو جانا

کہان نظارۂ برقِ تجلی اور کہان موسیٰ
فقط تقدیر مین تھا سیرِ کوہِ طور ہو جانا

محبت بھی حقیقت مین کوئی کار نمایان ہے
ادھر لٹنا نگاہون کا ادھر مشہور ہو جانا

پسِ عرضِ تمنا چپکے بیٹھے ہین وہ اے محشر
اب آگے خوبیِ تقدیر ہے منظور ہو جانا

نیند آنا شبِ فرقت ہے مشکل ٹھہرا
راستہ موت کا دیکھا جو کبھی دل ٹھہرا

چین ممکن ہی نہین ہجر مین محنت کی [illegible] — [illegible] کھول کے پھر لین تو ذرا دل ٹھہرا
ضبط غم سے اُسے نفرت ہی یہان عین خوشی — [illegible] دل [illegible] ہمت کے مقابل ٹھہرا
تیری جادو نظری کے مین نثار او ظالم — [illegible] کیا دل ٹھہرا

فکر دنیا کا بُرا ہو کہ [illegible] محشر
یا [illegible]

ٹوٹ کر سینے مین جب پیکان دلبر رہ گیا — [illegible] سراپا درد ہو کر رہ گیا
پھول بیٹھا ہون سنانے پھر [illegible] — [illegible] پہ نام دلبر رہ گیا
داور محشر سے حال عشق کو [illegible] — [illegible] دفتر کا دفتر رہ گیا
طور پر موسیٰ کو اتنی جلد لائے [illegible] — [illegible] کے پیچھے [illegible] رہ گیا

ہجر مین ہوا [illegible]
محشر کے ہنگامہ [illegible] رہ گیا

کسی سے عشق تو اے دل نہ کرنا — خود اپنا خون او بسمل نہ کرنا
طریق عشق مین کتنی ہی ہمت — خیال دوری منزل نہ کرنا
سنبھل اے شوق بزم یار ہے یہ — ہمین رسوا سر محفل نہ کرنا
رگ جان تک اتر آیا ہے خنجر — خیال نازکی قاتل نہ کرنا
حنا بندی مبارک تمکو لیکن — کھلین جب ہاتھ خون دل نہ کرنا

دل صبر آزما رکھتے ہو محشر
نہ کرنا شکوۂ قاتل نہ کرنا

جبکہ دل زلف حسینا مین گرفتار نہ تھا — بہت اچھے تھے ہمین کوئی بھی آزار نہ تھا

شوق دیدار یہ کہتی ہین یہی جلوہ حسن
اِک نظر جسنے تجھے دیکھا وہ ہشیار نہ تھا

غش کے پردے مین کیا طور پہ نظارہ دوست
کوئی موسی کیطرح بیخود و ہشیار نہ تھا

آسمان اور زمین کیون ہوئے دشمن میرے
مین بجز دوست کسیکا بھی گنہگار نہ تھا

پیشتر عشق کی خلقت کے جہامین محشر
کوئی مجرم نہ تھا اور کوئی دل آزار نہ تھا

آمد قاصد سے شادی مرگ کا عالم ہوا
وائے قسمت وصل کا مژدہ پیام غم ہوا

ہجر نے اظہار غم مین حشر برپا کر دیا
ایک نالے سے زمانہ درہم و برہم ہوا

یون خوشی لازم ہی الفت مین جفائے دوست کی
آگئی رونق مرے منھ پر وہ جب برہم ہوا

انتظار دوست مین تھی حالت امید و بیم
درد دل مین گو ہوا شب بھر مگر کم کم ہوا

دونون ہمانب دا حسن و عشق کی مل جائیگی
انکا مونس آئینہ اور دل مرا ہمدم ہوا

چشم و دل دونون تھے یان محو طلسم بیخودی
یہ نہین معلوم کیا انجام شام غم ہوا

چارہ سازی نے مٹادی لذت ایذائے درد
اور اک نشتر پئے زخم جگر مرہم ہوا

زندگی نازکدلی سے کس مصیبت مین کٹی
دوست کا کیا تذکرہ دشمن کا ہمکو غم ہوا

شکوہ تقدیر بھی شاید پیام وصل تھا
جسکو سنتے ہی مزاج اُس شوخ کا برہم ہوا

ہم بھی ای محشر فدائی ہین اُسی محبوب کے
جو تعالی اللہ فروغ عالم و آدم ہوا

دل عشق مین جبتک کہ گرفتار نہوگا
نشہ سے خودی کے کبھی ہشیار نہوگا

مرتا مرض عشق مین اور تیری خوشی سے
دشوار اگر ہو بھی تو دشوار نہوگا

اے یوسف دل خوبی قسمت بھی ہی اک شے
بے اسکے ترا کوئی خریدار نہوگا

ممکن نہ ہوا ضبط تو کہنا پڑا آخر
اے یاد وطن پھر مجھے احباب ملینگے

انصاف یہ ہی تمسا دل آزار نہوگا
جینا مرا گردون کو اگر بار نہوگا

جاتا ہون سوے کرب و بلا ہند سے محشر
کیا اب بھی نصیبا مرا بیدار نہوگا

دل کے مرجانے سے لطف غم پنہان نرہا
کھینچتا ہی کوئی ناوک مدد اے جذبۂ دل
جلوۂ حسن رہا یا کہ رہا اسکا خیال
کسکو یہ تاب کہ لیجائے متاع غم عشق
کیا بُری شے ہی حقیقت مین تعلق دلکا
جستجوے نگہ شوق سے اللہ بچائے
تم جو دیکھ آؤ تو جھوٹی یہ خبر ہوجائے
کیون خفا ہو جو ہوا مطلب دل شامل حال

زندگی کا تھا مزا جس سے وہ سامان نرہا
یہ نہ کہنے کو ہو دم بھر ترا مہمان نرہا
دل وہ گھر ہی کسی صورت سے جو ویران نرہا
اس خزانے کا کبھی کوئی نگہبان نرہا
جب سدا سن لی تری ہوش مریجان نرہا
سات پردون مین بھی چھپنے سے وہ پنہان نرہا
سنتے ہین ہم کہ کوئی قابل درمان نرہا
شکوۂ غم مین خیال اسکا مریجان نرہا

عادت سیر جہان ایسی تھی محشر مجھکو
کنج مدفن بھی مری آنکھون مین ویران نرہا

لو مبارک درد دل کام اپنا آخر کر گیا
سر سے پا تک زخمون سے تل بھر جگہ باقی نہین
حسن آداب محبت کا اثر اتنا تو ہو
دید کے قابل ہی اپنے دلکا رنگ آرزو
مین جو چپ چپ ہون تو ہنسکر پوچھتے ہین ماجرا

جسکا جینا بار خاطر تھا تمھین وہ مر گیا
اتنے اے ظالم جفاؤن سے ترا جی بھر گیا
اُسطرف تیوری پہ بل آیا یہان جی ڈر گیا
جو لگا یا تیر ظالم نے لہو مین بھر گیا
دل لگی اور ونگی ہے میرا دل مضطر گیا

مدعا یہ تھا کہ مٹ جائین ہوا سے نقش پا
دامن افشان کوئی میری گھر سے اپنے گھر گیا

اب خوشی وصل و رنج ہجر یکسان ہی ہمین
چین سے گذری کی محشر زندگی دل مرگیا

مرنا تو غم ہجر مین مشکل نہین ہوتا
غم اسکا ہی کچھ مرکے بھی حاصل نہین ہوتا

تڑپانے کی قاتل نے نکالی ہے نئی چال
خود کہتا ہے بسمل سے کہ بسمل نہین ہوتا

کیا درد بھرے ہین مری نالے شب فرقت
نیند آنا تو کیسا کوئی غافل نہین ہوتا

یہ پائون ہین پر آبلہ اور دشت محبت
جبتک گذر اپنا سر منزل نہین ہوتا

ہم نذر جفا کرتے ہین سب دل کی مرادین
وہ ترک اگر رحم پہ مائل نہین ہوتا

طول شب فرقت مین ہون گو لاکھ تصور
دمساز مگر کوئی بجز دل نہین ہوتا

کیا حال کہون اپنی پریشان نظری کا
جب بزم مین وہ رونق محفل نہین ہوتا

محشر دل روشن سے ہے ضد تیرہ درون کو
زنگار کا آئینہ مقابل نہین ہوتا

نشے مین عشق کے دل دیوانہ چھٹ گیا
چشم و چراغ خلوت جانانہ چھٹ گیا

دیکھون مین کس امید پہ شرح کتاب وصل
کاتب سے جبکہ میرا ہی افسانہ چھٹ گیا

عبرت فزا ہے بزم تمنا کی بھی سحر
ہم تمسے اور شمع سے پروانہ چھٹ گیا

خاطر شکن نہو کبھی ساقی ادائے مست
کیا فائدہ جو ہاتھ سے پیمانہ چھٹ گیا

اے رہروان کوی وفا جائون اب کدھر
دربان کے ظلم سے در جانانہ چھٹ گیا

اے محتسب خدا کے لیئے اپنی راہ لے
گویا ترے جھگڑے سے میخانہ چھٹ گیا

دیوانگی کی وضع مین سیر چمن بھی ہے
محشر گناہ کیا ہے جو ویرانہ چھٹ گیا

اگر عتاب دمِ مستیٔ شباب آیا
مزاج پوچھینگے اُنکو جو پھر حجاب آیا

نہ آیا کچھ مرے دل کو میانِ مکتبِ عشق
ستم یہ ہی اگر آیا تو اضطراب آیا

ہوئی ہی آمد قاصد محلِ تنہائی
ہر ایک پوچھنے آتا ہی کیا جواب آیا

شبِ فراق مین ہم اور غشی کا عالم تھا
نہ جاگتے ہی رہے صبح تک نہ خواب آیا

رموزِ عشق سمجھ لینے کی تمیز آئی
ہزار آفتین لیکر مرا شباب آیا

نگاہ دوست تھی برقِ جمال اے محشر
رموزِ حسن کھلے جب کبھی عتاب آیا

یہ کہتے کہتے وقتِ ذبح دم نکلا ہی بسمل کا
الٰہی رہتی دنیا تک بھلا ہو مرے قاتل کا

کئے جا زینت اور زلفونکی آرایش کو شیدائی
ٹھکانا ہو رہیگا ہمسے مشتاقونکے بھی دل کا

ادائے شوخیٔ گفتار کی آخر کوئی حد بھی
ذرا یہ بھی نظر رکھو کہ کیا عالم ہی محفل کا

بہت نازان نہ ہوا ے ظلم جانان اپنی شہرت پہ
جہانِ عشق مین ماتم رہیگا خستہ دل کا

غضب کی مشہدِ پروانہ پہ عبرت برستی ہی
اوڑا جاتا ہی دود شمع بنکر رنگ محفل کا

اسیرانِ وفا مر جائین فرطِ ننگِ ہمت سے
تصور بھی قریب آئے اگر آزادیٔ دل کا

چلا جاتا ہون راہِ شوق مین مانند آندھی کے
نہ جانے سلسلہ کب ختم ہو دوریٔ منزل کا

نگاہین چاہئین دل چاہئی اسیر تحمل بھی
بہت مشکل ہی محشر دیکھنا رنگ انکی محفل کا

بہت مشکل ہی سینے سے نکلنا تیر قاتل کا
خدا حافظ ہمارے چارہ گر کی حسرتِ دل کا

تڑپنے سے ہوا اک در خونِ بیگنہ قاتل
کہ دم کے ساتھ بعد ذبح تڑپا دل بھی بسمل کا

خوشی اُنکی نکالین تیر لیکن یاد ہی رکھین
رہیگا عمر بھر ہمکو مرض بیتابیٔ دل کا

ذرا ایل بھر ٹھہر جا پھر توصفا کی ہی فرصت ہی
غنیمت جان اذ ناوک فگن جو دم ہی بسمل کا

نہ تم مین رحم کی عادت نہ قسمت ہی موافق ہی
کرین اظہار کس امید پہ بیتابی دل کا

سلام آخری ای روح تجھکو بس خدا حافظ
ارادہ شوق مین ہمنے کیا ہی کوی قاتل کا

خدا جانے کہ فرط شوق مین کیا کچھ نہ کہہ گذرین
کوئی ہو پوچھنے والا جو میری حسرت دل کا

سمجھتے ہین ہمین کچھ خوب لطف زندگی محشر
محبت مین ملا ہی جبسے کوئی قدردان دل کا

گلشن جلوون مین ای دل بے اختیار کیا
لائی ہی میرے واسطے فصل بہار کیا

کیسا خلاف وضع گردون ہی نام وصل
وہ آئے بھی تو رات کا پھر اعتبار کیا

بند آنکھین ہو گئین پئے خواب عدم مری
کھینچے گی اور طول شب انتظار کیا

مانا کہ چارہ گر نے تجھے زندہ کر دیا
لیکن کیا علاج دل بیقرار کیا

فطرت کے کس اصول پہ دل اسکو ملگیا
جو یہ نہ جانتا ہو کہ ہی وصل یار کیا

محشر مزاج دوست سے ڈرنا ہی چاہیے
جب آگیا تو جائیگا دل کا غبار کیا

دم گریہ ضبط یہ بھی اگر اختیار ہوتا
سبب نشاط ہستی غم ہجر یار ہوتا

شب غم سکوت مین بھی تھی ہزار رمز ای دل
ترا اسمین کیا بگڑتا جو نہ بیقرار ہوتا

دم گفتگو نگاہین تھین زبان کی مخالف
ہمین ہوتا ابھی تو کیونکر ترا اعتبار ہوتا

وہ زمین تختۂ مشق ستم فلک ہی رہتی
ترے کشتۂ محبت کا جہان مزار ہوتا

غم ہجر کے تھے شکوے کوئی دل لگی نہین تھی
ہم اگر ذرا بھی کھلتے تمھین ناگوار ہوتا

مری ہر فغان مین مضمر ہی فنائے زندگانی
غم ہجر حد سے بڑھتا تو وصال یار ہوتا

مرے دل نی روز مرکے کیا بدگمان اُسکو
اب اگر یہ مر بھی جاتا تو نہ اعتبار رہوتا

سرِ طورِ جلوہ تابی ہوئی اپنی حد سے ورنہ
یہ جہان جسقدر تھا فقط اک شرار ہوتا

سرِ عرصۂ قیامت کرین کس سے بات محشر
کوئی دردمند ہوتا کوئی دل فگار ہوتا

دکھا کے جلوۂ رخسار بے حواس کیا
اداشناس کا کیا خوب تم نے پاس کیا

حسین ہو کے تلون حضور نے پایا
مری نظر کو خدا نے اداشناس کیا

امید و بیم مین کیا خند رہی شبِ وعدہ
کبھی بحال کیا اور کبھی اوداس کیا

فسردہ ہو کے گلون نے تو شمع نے بجھکر
کچھ اور بھی ترے مدفن مجھے اوداس کیا

تمام عمر نہ یاد آیا پھر فراق کا غم
خوشی نے وصل کی کچھ ایسا بد حواس کیا

رموزِ عشق کی سمجھے نہ دقتین محشر
کچھ اور ہو گئے گم جسقدر قیاس کیا

جسے نہ آتا ہو سیکھے وہ ہم سے مرجانا
یہ کوئی بات نہین جان سے گذر جانا

امید وصل سے تھی زندگی تو اب وہ کہان
بڑا ستم ہی جوانی مین دل کا مرجانا

خدا دکھائے یہ تیور تمھارے حشر کے دن
ستم جو ہمپہ کئے صاف انھین مکر جانا

ہم اسکو عیش حیاتِ ابد سمجھتے ہین
غمِ فراق مین پل بھر کو جی ٹھہر جانا

جفا کے وقت خدا جانے اسکی حالتِ دل
کہ جسکی خو ہو تمھارے کرم سے ڈر جانا

وہ اہلِ دل بھی بڑے خوش نصیب ہین محشر
فراق دوست مین آسان ہو جنکو مرجانا

آسمان تک ہو گیا شہرہ جب اچھا کر دیا
چارہ گر کو مرے درد دل نے عیسا کر دیا

نام دلبر سنتے ہی کیون رنگ رخ اُڑنے لگا
تو نے اے بیتابی دل مفت رسوا کر دیا

ہجر مین اس دلکی بیتابی کو اے ہمدم نہ پوچھ
ایک ہی نالے سے جسنے حشر برپا کر دیا

سامنے آئینہ رکھکر دیکھئے خود بھی حضور
وہ ادا جسنے ہمین محو تماشا کر دیا

وہ شرارہ عشق کا تھا یا کہ جلوہ حسن کا
جسنے تجھسے شوخ کو میری تمنا کر دیا

پیلٹے ہین اُس شوخ کے قدمون سے اعجاز مسیح
نزع مین آکر مریض غم کو زندا کر دیا

کفر اور اسلام کو اب دور ہی سے بندگی
عاشقی نے ہمکو **محشر** دل کا بندا کر دیا

انتظار اپنے دل کو ہے کس کا
آئینہ بنگیا ہے مجلس کا

میکدے مین ہر اک کو دیکھ لیا
نام لون اپنے منہ سے کس کس کا

سیر باغ جہان مین آنکھین مری
بنگئی ہین جواب نرگس کا

یار سے جسکو لطف کی اُمید
یارب ایسا نصیب ہے کس کا

درد دل مین ذرا اُٹھے دیکھون
کیا بناتا ہے مجھسے بے حس کا

دل گیا ہے تو موت بھی آئے
کون اب قدردان ہے مفلس کا

محشر اپنے عوض اس مین آوے
دوست وہ مست ناز ہے کس کا

رخصت اے صبر اس ستمگر کو عتاب آ ہی گیا
مژدہ باد اے نالہ وقت اضطراب آہی گیا

لیکے دلکو یون ہوی خواہان وہ جان زار کے
چارہ نا چار اپنی آنکھون کو حجاب آہی گیا

پند ناصح کارگر جب تھی کہ ہم آزاد تھے
ابتو اک بت پر دل خانہ خراب آہی گیا

مرگیا بیمار غم کروٹ جو بدلی ضعف سے
عالم ہستی مین آخر انقلاب آہی گیا

بحث نالۂ صور سے ہوگی قیامت ہی بپا
اہل دل سن لو مری دل کا جواب آہی گیا

جاتے جاتے رخ سی گیسو تک نظر ہوش اڑگئے
شام بھی ہونے نہ پائی تھی کہ خواب آہی گیا

کسقدر نظارۂ نازک مزاجی سہل ہے
جب ذرا سی چھیڑ کی انکو عتاب آہی گیا

چشم بد دور اس ادا پر دیکھنے والے نثار
ہنکے یون لیٹے ہین گویا انکو خواب آہی گیا

جاتے تھے توبہ کو محشر کرکے ترک انتظار
ناگہان وہ مست صہبائے شباب آہی گیا

نا امیدی مین شب وعدہ سحر ہوجانا
یون ہی لکھا ہی مری عمر بسر ہوجانا

اُف مرے دلکی لگی رک نہین سکتے آنسو
ابتو آسان ہوا باتون مین اثر ہوجانا

بسر و چشم قبول اے اجل آمد تیری
چاہیئے تھا ہمین پہلے سے خبر ہوجانا

حشر کیا شے ہی قیامت کا کرشمہ کیا ہے
میرے مدفن پہ کبھی تیرا گذر ہوجانا

پند ناصح پہ ہنسی آتی ہے توبہ توبہ
عشق کی ذات سے اور دلکا ضرر ہوجانا

عالم عشق مین لازم ہی کوئی کام کرو
دل بسمل پہ فدا دیدۂ تر ہوجانا



کبھی جو درد بھرے دل کی ناصحا سنتا
تری ضعیف صدا مین مرا خدا سنتا

صدائے خندۂ ساغر سے جسکو نیند آئے
وہ مست ناز کسی غمزدے کی کیا سنتا

حیات عشق اسی عشق مین تمام ہوئی
سناتے ہم وہ اگر قصۂ وفا سنتا

رموز عشق غضب ہی جو رہ گئے دلمین
کبھی ہماری بھی وہ بانی جفا سنتا

بیان غم پہ ہی کچھ رکی رکی سی ہنسی
مری کہانی کو آخر وہ اور کیا سنتا

بھلا ہوا غم فرقت مین چپ رہے محشر
نہ ابتدا کوئی سنتا نہ انتہا سنتا

روح کو رخصت کیا میں نے تو رخصت ہی دل نہ تھا
ورنہ اُٹھنا محفلِ ہستی سے کچھ مشکل نہ تھا

چار آنکھیں ہوتے ہی قابو میں گویا دل نہ تھا
کہہ گذرنا ورنہ حالِ ہجر کچھ مشکل نہ تھا

سننے والے میرا قصہ سنکے یوں دیتے ہیں داد
یا تو یہ زندہ نہ تھا یا پاس اسکے دل نہ تھا

ہو گئی ہے عام راہِ عشق بھی اس دور میں
منہ اُٹھا کر جو چلا نا واقفِ منزل نہ تھا

یہ رموزِ جذب ہیں مجنون سے پوچھا چاہیئے
باطنِ محمل کا شاہد پردۂ محمل نہ تھا

قتل گہ کی سیر سے قاتل چلا ہے یوں اُداس
جیسے مرضی کی موافق کوئی بھی بسمل نہ تھا

طور پر موسیٰ کو بلوایا پئے دیدارِ حسن
کون کہتا ہے کہ انسان جوہرِ قابل نہ تھا

بیٹھے جتنی دیر بالیں پر ہنسی آتی رہی
دل لگی تھی آپکے نزدیک دردِ دل نہ تھا

دردِ باطن سے دہانِ زخم جو کچھ کہہ اُٹھے
شکوۂ تقدیر تھا وہ شکوۂ قاتل نہ تھا

ایک ہی نالے کی قوت سے خدائی ہل گئی
اضطرابِ ہجر میں روح اثر تھا دل نہ تھا

زندگی بھر کی ریاضت تھا دلِ محشر ضرور
پھر بھی او ظالم نگاہِ ناز کے قابل نہ تھا

میانِ بزم جو میرا وہ رشکِ حور آیا
تو چشم آئینہ میں دیکھتے ہی نور آیا

جواب دو مجھے اے نقشِ پا دہن بنکر
کہ راہِ عشق میں گھر سے میں کتنی دور آیا

اکیلا چھوڑ کے قسمت نے راہ لی اپنی
کوئی جو شوق میں بالائے کوہِ طور آیا

شبِ وصال چڑھیں تیوریاں الٰہی خیر
پھر اُنکو یاد کبھی کا کوئی قصور آیا

جو پہونچے بزمِ حسیناں میں حضرتِ محشر
اُٹھانیوالے پکارے وہ ناصبور آیا

ہجر میں مرنے کا ارمان جو سرِ شام کیا
صبح تک میں نے بڑے چین سے آرام کیا

مرحلے عشق کے ای توبہ نہ پوچھے کوئی — جس سے جو کچھ بھی ہوا اُس نے بڑا کام کیا
گومگو عشق کا اسرار ہین مین کس کو کہون — دل نے بدنام کیا آنکھون نے بدنام کیا
جسکی فریاد سے نیند اُڑتی تھی وہ ختم ہوا — سوئے چین سے اب اُسنے بھی آرام کیا



وہ یاد کرتے ہین جینے کو اب سلام اپنا — تمام ہوتا ہی دو ہچکیون مین کام اپنا
امید تھی کہ کسی دل پہ اُبھرے نقشِ مراد — مٹا یا صفحۂ ہستی سے ہم نے نام اپنا
شہیدِ عشق اُٹھے دنیا سے لیکے یہ قدرت — کہ اپنی ساری خدائی ہے انتظام اپنا
ازل مین دفترِ فرقت کی جب ہوئی ترتیب — ہر ایک صفحے پہ لکھا ہوا تھا نام اپنا
طلسمِ عشق کی اللہ ری گرم بازاری — بنا لیا مہِ کنعان کو بھی غلام اپنا
زبان تک کوئی لفظ آکے ہٹی جاتی ہے — بتاؤن کیا ترے دربان کو مین نام اپنا
خوشا نصیب کوئی ملگیا لبِ لب کیا ہے — زمانہ اپنا سحر اپنی وقت شام اپنا
کسی کے دل سے شبِ وعدہ کی اُتر گئی یاد — دکھائے شوق نہ اب حسن انتظام اپنا
یہ رکھ رکھاؤ شبِ وعدہ کا ہشِ جان تھا — نہ دیکھے چشمِ فلک حسن اہتمام اپنا

کیا ہی تمنے بدل امتثال امرِ بلیغ
وہ سست ہی سہی محشر پڑھو کلام اپنا

یہ کس دل سے دراز خمِ دل اندوہگین دیکھا — کسی نے چارہ گر کو پھر کبھی ہنستے نہین دیکھا
دفورِ غم کا اندازہ کیا یون مین نے فرقت مین — پھری جسوقت ٹھنڈی سانس تو نہ نشین دیکھا
دکھا دی ہر نفس مین انتہا دردِ محبت کی — گرا جسدن تو پھر بیمار کو اُٹھتے نہین دیکھا
سمائے کیا نگارستانِ عالم اسکی نظرون مین — کہ جسنے آنکھ بھر کے تجھسا محبوبِ حسین دیکھا

جواب [illegible] خموشی کے سوا دیجے تو کیا دیجے
وہ کہتی ہین کہ جب دیکھا تجھے اندوہگین دیکھا

قسم کھانے کو اک پل کیلیے بھی دوست دشمن نے
ہمین ہنستے نہین دیکھا انھین روتے نہین دیکھا

نصیب اپنا دل لوہے سے موسیٰ تو بہتر ہے
کہ ہمنے جلوہ جانان رگ جان کے قرین دیکھا

دل اہل محبت کی حقیقت کوئی کیا جانے
اس آئینے مین ہمنے جلوہ حسن آفرین دیکھا

مزاج حسن پرور خود نمود زینت کا باعث تھا
جوانی جب سے آئی اُس نے آئینہ نہین دیکھا

تصور اُسکا شوق اُسکا ہی جذب باطنی اُسکا
مذاق عشق مین جس شخص کو خلوت نشین دیکھا

کبھی [illegible] محشر زندگی کیا زندگی گذری
کہ ہر [illegible] غم سے جان حزین دیکھا

جلوہ دکھانے آئے منہ پر نقاب کیسا
جو تاب ہی نہ لائے اُس سے حجاب کیسا

قصہ نہ کوئی کہنا فرقت کی شب مین ہمدم
یہ رات وہ ہے جسمین آرام و خواب کیسا

خود ہی تو مجھکو مارا خود ہی [illegible] کہہ رہے ہین
آیا یہ خواب تجھکو او محو خواب کیسا

نظارہ گہ مین ہم بھی آئے ہین دیکھنے کو
کرتی ہے حشر برپا چشم حجاب کیسا

ہتیا ہو نہ یہ میری کہتا ہی ہنس کے کوئی
او مبتلائے فرقت یہ اضطراب کیسا

تحریر شوق پڑھکر قاصد سے کہہ رہے ہین
لکھتا تھا جو رہ دیکھا اس کا جواب کیسا

کیا اہل دل ہمین ہین جو ہو ستم ہمین پر
اے آسمان بتا دے یہ انتخاب کیسا

آرام سے کسیدن بیٹھے کہین نہ دم بھر
کیا کہیے ان سے چھٹکر تھا اضطراب کیسا

پوچھے یہ کون اُنسے وعدے کی شب جگاکر
غافل ہوا کسی سے او محو خواب کیسا

فصل شباب گذری ہنستا ہی جام محشر
سوکھا لہو رگونکا ذکر شراب کیسا

نہ پوچھے کوئی سوے محفل جانانہ کیون آیا
مین پھر انسان کی صورت مین ہون پروانہ کیون آیا

عذاب جان کسی وحشی کو ہر ایک کا یہ کہنا
سلامت دشت سے پھر کر سوے کاشانہ کیون آیا

بتا اے عالم روحانیت اب کس طرف جاؤن
یہان بھی سب یہ کہتے ہین کوئی دیوانہ کیون آیا

اگر وصل ایک راز عشق ہے پھر پوچھتے کیون ہو
قریب شمع محفل مین کوئی پروانہ کیون آیا

غرور حسن کے اسرار باطن ہو گئے ظاہر
زبان پر آپکی آخر مرا افسانہ کیون آیا

ہمین ناخواندہ مہمان کہہ کر تم اُٹھوائے دیتے ہو
خبر لو یہ بلائے بزم مین پروانہ کیون آیا

سپرد فصل گل توبہ پرستی ہو گئی کیا **محشر**
زبان پر بے تکلف قصۂ میخانہ کیون آیا

ادا نے اُن کی دل لوٹا تو لوٹا
عدو کا ساتھ تھا چھوٹا تو چھوٹا

کھنچ آیا خیریت سے ناوک دوست
جگر کا آبلہ پھوٹا تو پھوٹا

دیار عشق تک آیا مین خوش ہون
وطن اپنا اگر چھوٹا تو چھوٹا

ادائے بے رخی جی بھر کے دیکھی
بلا سے دل اگر ٹوٹا تو ٹوٹا

اسی دن کے لیے رکھا تھا دلکو
نگاہ حسن نے لوٹا تو لوٹا

ترا تھا آسرا کیا رشتۂ عمر
خوشی سے عہد مین ٹوٹا تو ٹوٹا

ملی قسمت سے راہ کوے جانان
زمانہ بھر اگر چھوٹا تو چھوٹا

کہانتک انتظار دوست **محشر**
مثل یہ ٹھیک ہے چھوٹا تو چھوٹا

کہہ رہا تھا دل فرازِ دار پر منصور کا
ساتھ رکھنا ہمنفس کوئی سفر ہے دور کا

چشم الفت مین نگاہ قدر دانی دیکھکر
بے تکلف ہو گیا شعلہ جمال طور کا

مختصر یہ ہر نفس ہنون حسن و عشق ہون — پوچھنے والو نہ پوچھو حال مجھ مجبور کا

ہم تو بیچ سکے یون اچھا ہے وفا کی گتھی — کیا ہو کھل جائے اگر منھ دلکی بھی ناسور کا

بات اُس سے کر رہے ہین جو خود بھی ہی کہہ سکی — چھیڑنا اچھا نہین ناصح کسی مجبور کا

عشق کی شکر ... پیدا کر دیا حسن قبول — آجتک قصہ نہ بانو نبیر ہی کوہ طور کا

سول ... ہندہ ان عشق جانانہ زیکا شغل — چپکے آوازہ سنا ہے معیکم مشکور کا

کھینچ لائی ... ایک امید آرام کی — حشر کر دو ہم لے ... ہون ... دور کا

طول قصہ چاہین ... تفسیر ان حسن و عشق — ختم دو ... ہوا ... طور کا

مختصر آنا کس لئے عشق سواد زندگی

مٹتے مٹتے مٹ نہ جائے دل سے نقطہ نور کا



عمر کی صرف جستجوے حبیب — اللہ اللہ ری آرزوے حبیب

اس سے مطلب نہین ملے نہ ملے — ہم ہین اب اور آرزوے حبیب

ہوگا یارب وہ انقلاب کبھی — کہ بدل جائے جس سے خوے حبیب

مجھسے امید و یاس کا ہی یہ قول — لئے بیٹھا رہ آرزوے حبیب

اب کہان مین کہان حواس مرے — آتی ہے ہر نفس مین بوے حبیب

اور کچھ ہو گیا دماغ مرا — جب سے کھائی ہوائے کوے حبیب

انتظامات شوق کے صدقے — ہاتھ دلبر نظر ہے سوے حبیب

نکلا آنکھون سے یون لہو دل کا — بنگئی تصویر آرزوے حبیب

محشر اُٹھو چلو ذرا دیکھین
آرہی ہی کہان سے بوئے حبیب

دوست کی دل کو جستجو کیا خوب
امر مشکل کی آرزو کیا خوب

شکل گلشن ہے دامن قاتل
رنگ لایا مرا لہو کیا خوب

نگہ ناز اُڑا لے دل میرا
چور ہو زلف مشکبو کیا خوب

سب بے اثر ہونے کا ملا الزام
پائی نالون نے آبرو کیا خوب

پھرے ناکام حضرت موسی
طور پر کی ہے گفتگو کیا خوب

ہر ادا مین ستم کے پہلو ہین
واہ پائی ہی تمنے خو کیا خوب

کیون برابر لڑائی اُن سے زبان
تم سے محشر ہوئے ہو تو کیا خوب

ت

روح عاشق تجھ پہ قربان ای سراپائے کوی دوست
جان مین جان آگئی جسوقت آئی بوی دوست

زیر خنجر کیا ہی جلد آسان کی مشکل مری
رہتی دنیا تک رہی نام اے مری بازوی دوست

دیکھکر فرقت مین آئینہ یہ کس سے پوچھئے
کیا وہی ہم ہین کبھی تھی جو کہ ہم پہلوی دوست

دلکی دنیا چھین لی آخر فریب حسن نے
شام سے تا صبح جاگا وصل مین جادوی دوست

اہل دل مذہب بدل ڈالین نہ ای اعجاز حسن
تجھسے سب کچھ ہو سکا لیکن نہ بدلی خوی دوست

لکھ لیا دشمن کو بھی فہرست اہل شوق مین
اس سے کیا ہی ہو نہ ہو دیدار حسن روی دوست

مطمئن دل حلق پر خنجر حجاب اُٹھے ہوئے
دیکھتا ہون اور ہی عالم تہ زانوی دوست

زندگی کیا شئے ہی اک ہلکا سا پردہ ہجر کا
موت کیا ہی جذبۂ جانی کی قدرت سوی دوست

دشمنِ جان ہو گئے کس کے زمین و آسمان
آج اک ہنگامہ برپا تھا میانِ کوی دوست

ہم بھی بیٹھے ہین دماغ و دل کو آمادہ کیئے
جب سے یہ شہرت ہی کھلنے کو ہین گیسوی دوست



وہ پوچھتے ہین دل بیقرار کی حالت
مین کیا بتاؤن کسی سوگوار کی حالت

ہزار مرتبہ دیکھین کلیم برق جمال
نہ دیکھی ہوگی کسی بیقرار کی حالت

قفس مین آنکھ کھلی اور قفس مین دم نکلا
خیال و خواب ہے مجھکو بہار کی حالت

خدا کرے کوئی دیر آشنا نہ آئے کبھی
کبھی نہ کم ہو غمِ انتظار کی حالت

سکوت بھی ہی محبت مین شرح قصۂ غم
نہ پوچھے کوئی غمِ ہجر یار کی حالت

حواس اڑے ہوئے لیکن لحاظ حسن ادب
یہ دیکھی ہے ترے آئینہ دار کی حالت

ادائے ناز پہ مرکے نہ جانے کیا گذری
حضور دیکھ تو لین جان نثار کی حالت



اُٹھ سکا پھر نہ اُٹھانے سی بھی دیوانہ دوست
چھڑ گیا جبکہ کہین بیٹھ کے افسانۂ دوست

آج اُٹھے جاتے ہین دربان کی جفا سے لیکن
زندگی بھر کہین چھٹتا ہی درِ خانۂ دوست

بیخودِ عشق کو فرقت مین یہ بیتابی تھی
دشمنِ جان سی کہا بیٹھ کے افسانۂ دوست

ہجر مین حالتِ دل دیکھتی ہین جو آنکھین
دیکھی تھی اُنسے کبھی رونق کاشانۂ دوست

راہبر شوقِ دلی سر پہ اجل دل بیتاب
بے خبر یون مین چلا ہون طرف خانۂ دوست

بھیڑ میدانِ قیامت کی چھٹی جاتی ہے
سن لیا سب نے کہ آنے کو ہی دیوانۂ دوست

آج کیون حد سے سوا خوش ہو کہو تو محشر
کیا بلائے ہوے جاتے ہو سوی خانۂ دوست

ث

شکایتیں ہیں مری تمکو ناگوار عبث
ستا ستا کے کیا دل کو بیقرار عبث

قفس میں رہ کے رموزِ چمن خدا جانے
خزان کا دور عبث ہے کہ ہے بہار عبث

سنا ہے اور نہ سنیں گے وہ کوئی افسانہ
زبان ہوتی ہے آخر گناہگار عبث

امید وعدہ میں کیا گذری کچھ حضرتِ دل
کیا تھا آپنے ایسے کا اعتبار عبث

میں خود ہی موڑ چکا منھ حیات سے اپنی
پھری ہوئی نظر آتی ہے چشمِ یار عبث

زبان اپنی دل اپنا بیانِ حال اپنا
حضور آپکو ہوتا ہے ناگوار عبث

امیدِ وعدہ وفائی کسی سے اے توبہ
جلا رکھا مجھے اے لطفِ انتظار عبث

شکستہ دل کی فغان کون سننے والا ہے
فراقِ دوست میں محشر ہو اشکبار عبث

ج

کرکے وعدہ مرنیکا بیٹھے ہیں اپنی دل سے آج
کون اٹھا سکتا ہے ہمکو یار کی محفل سے آج

نام تیرا رہتی دنیا تک رہے اے چارہ گر
آنکھ کھولی ہے مریضِ غم نے کس مشکل سے آج

دوست نے وعدہ کیا مانا وہ جھوٹا ہی سہی
پوچھے اندازہ خوشی کا کوئی میرے دل سے آج

خیر تھی اسوقت تک تمنے نہ پوچھا تھا مزاج
گر پڑے چند آنسو آخر دیدۂ بسمل سے آج

آفتابِ حشر ہے دھبا لہو کا روزِ حشر
داد لینگے ہم بھی محشر دامنِ قاتل سے آج

ح

ہجر کی شب مین خیال و خواب ہین دیدارِ صبح
جاگنے والو کہان تم اور کہان آثارِ صبح

تیری آنکھین کھلتے ہی عالم منور ہو گیا
جاگنے سے تیرے جاگا طالعِ بیدارِ صبح

ہجر کے بیدار رہتنا چاہین سوئین بعدِ مرگ
یہ وہ شب ہی جسمین پیدا ہی نہین آثارِ صبح

دل ٹھہرتے ہی دعا یہ کی مریضِ عشق نے
یا الٰہی حشر تک قایم رہے گلزارِ صبح

جاگنے والون کو بزمِ عیش کے نیند آگئی
کون دیکھے مر رہے ہین کس طرح بیمارِ صبح

کبتک آنکھین بند رکھین آخر اے شورِ نشور
قبر مین گھبرا رہے ہین طالبِ دیدارِ صبح

بھر سوزِ زخمِ دل کا فور کی ہی جستجو
آؤ اے **محشر** چلین اب جانبِ بازارِ صبح

د

کلکِ مانی بنگئی گویا زبانِ اہلِ درد
ہی مرقعِ حال کا طرزِ بیانِ اہلِ درد

غمکدے مین کون ہی جسکو دکھائین سیمان
آسمان لیتا ہی کیونکر امتحانِ اہلِ درد

سننے والا کون ہی دنیا مین خیر آشنا سہی
کھل کھلا کر ہنس دو تم وقتِ فغانِ اہلِ درد

اب بھی بے تابانہ سمجھے کوئی تو اُسکا مذاق
ایک اک فریاد ہے گویا کہ جانِ اہلِ درد

نالے کرنا یا تڑپنا فرطِ ہمت کے خلاف
اور ہی کچھ ہی زمین و آسمانِ اہلِ درد

ساری دنیا اک طرف اور صبر اُن کا اک طرف
اللہ اللہ اپنے غمخانے مین شانِ اہلِ درد

دو ہی لفظون مین اُلٹے دیتے ہین عالم کا ورق
کون سن سکتا ہی **محشر** داستانِ اہلِ درد

 ر 

وہ اونکی پوری جوانی وہ انتہای بہار — چلے جب اُٹھ کے سنکنے لگی ہوائے بہار

جگر کے زخم ہرے ہو گئے فدائے بہار — جو اپنا کام تھا وہ کر گئی ہوائے بہار

قفس مین تاب فغان اب کہان سے لائین ہم — زبان تھک گئی تھی کہتے کہتے ہائے بہار

اسیر کر لیا بیہوش پا کے بلبل کو — کوئی گناہ تھا نظّارۂ ادائے بہار

کرشمہ سنجیٔ فطرت کو دیکھکر چپ ہون — نہ مدعیٔ خزان ہون نہ آشنائے بہار

ہزارون مر گئے مجنون کے ایسے دیوانے — مگر ملی نہ کسی کو بھی انتہائے بہار



کیون نہ دل ٹکڑے ہو عشاق کے ارمانون پر — بیکسی قہر کی چھائی ہوئی ہے جانون پر

ہو گئی پوری اسیرانِ کہن کی میعاد — کہ اوداسی نظر آنے لگی زندانون پر

مے فروشون کا نہ لے صبر خدا را زاہد — ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے دوکانون پر

عشق مین ہمکو سمجھتا ہے زمانہ نادان — اک زمانہ تھا کہ ہم ہنستے تھے نادانون پر

دیکھ لین چشمِ حقیقت سے اگر شمع کا حال — پھر حسینون کو ہنسی آئے نہ پروانون پر

موسم گل ہے ابھی دور مگر وحشیون نے — خط لگا رکھے ہین پہلے سے گریبانون پر

ضبط کیون کرتے ہو تم دیکھ کے صورت میری — قاعدہ ہے کہ ہنسی آتی ہے دیوانون پر

تیرے دیوانون کو اب امنِ دل ہے یہی غرض — مدتون صاف کیا ہاتھ گریبانون پر



صدقے ہزار جان سے رفتارِ یار پر — اک حشر ہو گیا مری خاکِ مزار پر

اے برق ناز اتنی عنایت ضرور ہے
گرنا اگر تو میرے دلِ بیقرار پر
افسوس ہوگا رنگ حنا اوڑ گیا اگر
رکھو نہ ہاتھ میرے دلِ بیقرار پر

محشر وہ روتے آئے تھے ہنستے ہوئے گئے
اور اوس پڑ گئی مری خاکِ مزار پر

نہ آیا کوئی آنسو آنکھ سے رخسارِ تاباں پر
چلو جانے دو بس تم رو چکے خاکِ شہیداں پر
تماشا دیکھتا ہی دوست ایذا و تحمل کا
ذرا تھم تھم کے چلا ہی خنجر قاتل رگِ جاں پر
اسی سے مجمع محشر میں مجھ وحشی کو دعوی ہی
ہنسی جس شوخ کو آئے مرے چاکِ گریباں پر
ملا اقدس سے مرہم بھی بلکا دل جو نازک تھا
رکھا اس شوخ نے دستِ حنائی زخمِ پنہاں پر
فلک بھی کانپ اٹھا یوں رہرو نے ہمکو ٹھکرایا
خطا یہ تھی کہ بیٹھے تھے زمینِ کوئے جاناں پر
دکھانے ہی کو آنکھیں سرخ کر لو نشہ مے سے
تمہیں رونا نہیں آتا اگر خاکِ شہیداں پر



جی بھر آیا اشک خون بالائے داماں دیکھکر
خوب روئے دل کی اجزائے پریشاں دیکھکر
جا رہا ہے کوئی ہنستا اور کوئی روتا ہوا
مطمئن مجھکو میاں کوئے جاناں دیکھکر
خوف یہ ہی روح نکلی بھی تو جائے گی کہاں
آگیا منھ کو کلیجہ تنگ زنداں دیکھکر
دوست ایک اک کرکے بالیں سے مری اٹھنے لگے
اور رہی کچھ نزع کے ہنگام ساماں دیکھکر
دلِ ہستی کو فطرت نے پریشان کر دیا
رونا آتا ہے مجھے گورِ غریباں دیکھکر
بخیہ گر کو گھاؤ میرے دل کا یاد آنے لگا
کانپ اٹھا صورتِ چاکِ گریباں دیکھکر
چپ کھڑے ہو گرتے ہو کیا رونا اگر آتا نہیں
کاش ہنس دو صورتِ بیمارِ ہجراں دیکھکر



ہنسی کیونکر نہ آئے اسکو بیابی بلبل پر
نظر رکھتا ہو جو ظالم فروغ رنگ محفل پر

جب ایذا بڑھ گئی صد سے کہان پھر تاب گویائی
بتا دیتی ہین جائے درد رکھکر ہاتھ ہم دل پر

اگر جاتے ہو موسیٰ طور پر یہ پوچھتے آنا
گذرتی ہی جواب صاف سے کیا قلب سائل پر

ہوا حرف غلط نقشہ طلسم رنج فرقت کا
تری تصویر جیسے ہمنے کھینچی صفحۂ دل پر

طریق عشق کی مشکل کو آسانی سمجھ غافل
ارادہ شرط ہی تقدیر پہونچا دیگی منزل پر

تہ خنجر امید زخم مین جبتک کہ دم نکلا
فدا ہوتی رہین نظرین ہماری چشم قاتل پر

خداوندا مری جرأت کی اتو پردہ پوشی کر
کہ بڑھکر ہاتھ ڈالا حشر مین دامان قاتل پر

بیابان وفا کے راہرو اب تھک کی کیا بیٹھین
نظر دوڑا چکے تھے پہلے ہی دوری منزل پر

نہ دم لیتا ہی کعبے مین نہ بتخانے مین مرتا ہے
خدا کی مار محشر اس طرح کے مضطرب دل پر

کیونکر جیون مین دوست کا آزار دیکھکر
مرتا ہون صورت دل بیمار دیکھکر

بے دیکھے نمیہ صدتے خدائی ہوئی یہ کیا
لیتا ہے جنس مول خریدار دیکھکر

ان تیورون پہ کیون نہون سو جان سے نثار
وہ مجھکو دیکھتے ہین جو تلوار دیکھکر

مارے ہنسی کے لوٹ گیا شعلۂ جمال
موسیٰ کا شوق وطاقت دیدار دیکھکر

ناکامیاب طور سے آتے نہ پھر کلیم
چلتے اگر زمانے کی رفتار دیکھکر

سب ڈر رہے ہین حشر مین اور ہنس رہا ہون مین
دل کو ترے کرم کا سزاوار دیکھکر

خوش ہوتے ہو جو قاتل عالم کہے کوئی
تم ہو وہی کہ ڈرتے تھے تلوار دیکھکر

کیا آخری یہ چند نفس بھی ہین ناگوار
کیون ہنس رہے ہو صورت بیمار دیکھکر

اب کیا رہا جہان مین جسپر نظر کرون
بند آنکھین کرلین جلوۂ دلدار دیکھکر

اب بھی کوئی اُٹھائے تو قسمت کا پھیر ہے — بیٹھا ہون بزم مین نگہ یار دیکھکر

کچھ ایسی بنگئی تھی غم ہجر دوست مین — رونے لگا مجھے مرا غمخوار دیکھکر

ہوتے ہی کامیاب وفا آگئی ہنسی — پیوست دل مین تیر کا سوفار دیکھکر

میخانے کا نظام ہی محشر عجب نظام
کھلتا ہی شیشہ جوشِ قدح خوار دیکھکر

چلے جب ہم رہِ الفت مین مشتاقِ جفا ہوکر — ملے ایک اک قدم پر آشنا نا آشنا ہوکر

نگاہِ لطف سے کیون اتنی اُمیدین بڑھا ہو — جئیے گا کس طرح کوئی سراپا مدعا ہوکر

یہ اقبالِ اداؤ ناز ہے حد کرامت تک — حکومت کی دیارِ دل مین تمنے بیوفا ہوکر

ذرا اسے کس مپرسی تو زلیخا سے خبر کر دے — کہ یوسف بک رہے ہین جنسِ بازارِ وفا ہوکر

جوابِ جادۂ مقصد تھا اُسکا ہر نفس گویا — مٹا دی اپنی ہستی دوست پر جسنے فدا ہوکر

محبت مین ستمکش زندگانی کچھ تو کام آئی — کیا خوش ہمنے اپنے دشمن جان کو فنا ہوکر

ترے وارفتہ کی دیوانگی تھی عین دانائی — بھلا بیٹھا زمانے کو محبت آشنا ہوکر

خدائی پھر گئی پھرتے نہ دیکھا چشم جانان کو — بڑی راحت اُٹھائی ہمنے پابند وفا ہوکر

نہان جو قطرۂ خون دل مین تھا مجموعۂ ہستی — شروعِ غم مین نکلا آنکھ سے موج فنا ہوکر

انھین ضد بات رہ جائے مری خواب جوانی کی — مجھے کوشش پلٹ آئے کوئی نالہ رسا ہوکر

بتاؤ تمکو اس حسن عمل سے کیا ملا محشر — بظاہر رند مشرب اور بباطن پارسا ہوکر



ابتدا ہی ہوگئی میرے لئے انجامِ عشق — تھا پیام موت مین سمجھا جسے پیغامِ عشق

تر زبان ہین سب کے سب تعریف حسنِ یار مین
کوئی بھی سنتا نہین حالِ دلِ ناکامِ عشق

لے لیا سرمایہ ہوش و خرد کو ہاتھون ہاتھ
کس تکلف سے دیا ساقی نے مجھکو جامِ عشق

نزع کی اُلجھن مین سر ہو زانوی دلدار پر
زندہ ہو جاؤن اگر ہو اسطرح انجامِ عشق

میری بیتابی پہ آنا کہہ کے وہ راہی ہوئے
اب اگر جینا تو پھر ہرگز نہ لینا نامِ عشق

ابرِ رحمت نے نکالے اپنے کیا کیا حوصلے
حشر مین جب آ گئے مستِ شرابِ جامِ عشق

سنتے سنتے قصۂ دردِ جگر کیون ہنس دیئے
کہتے کہتے دفعتہً چپ ہو گیا ناکامِ عشق

پہلی ہی منزل پہ موسیٰ کو ہوئین یہ لغزشین
صدقے اُن قدمون کے جو پہونچے قریبِ بامِ عشق

ہمنشین غم ہو چکا محشر خبر ہے یا نہین
لڑ چکین نظرون سے نظرین آ چکے پیغامِ عشق

(ک)

رستہ کسی کا دیکھا وعدہ کی شب یہان تک
آنکھون کی نذر کر دی ہمراہ شوقِ جان تک

اے شوق زخمِ کاری ہمت یہ چاہتی ہے
دل خود ہی اُڑ کے پہونچے اُس تیزِ امان تک

انجام پر نظر ہی جو کچھ ہو عینِ راحت
تڑپے گا شوق سے دل تڑپائے غم جہان تک

اظہارِ رنج و راحت اب ہو تو کس طرح ہو
منھ تک ہنسی کا کیا ذکر آتی نہین فغان تک

مانندِ شامِ تربت یہ شب بھی بے سحر ہے
فرقت کی رات آخر بیتابیان کہان تک

تلوار باندھنے کی دکھلاتے ہین ادائین
زندہ ہی کیون رہینگے ہم وقتِ امتحان تک

کہتے ہین پا شکستہ راہِ وفا مین گر کر
کوئی خدا کا بندہ پہونچا دے کاروان تک

اک سر ہزار سودے اک دل ہزار غم مین
قسمت کو پھوڑین کبتک لے آئین کہان تک

مرنا جو لازمی ہی مشکل ہو جلد آسان
محشر حیات آخر فرقت مین ہو کہان تک



کس کلیجے سے بیان ہو سکے ناچاری دل
رونا آتا ہی مجھے دیکھ کے بیماری دل

زلفِ دلدار کا بن بن کے بگڑنا سو بار
کیا ہی ہنگامہ تھا ہنگام گرفتاری دل

بات کرنے مین یہ ڈر ہی کہ نکل جائے نہ دم
ہمسے پوچھے نہ کوئی حالت بیماری دل

دیکھیے آئینے مین پہلے ذرا حسن اپنا
ہمسے پھر پوچھیے گا وجہ گرفتاری دل

خیریت سے شبِ فرقت کا گذرنا معلوم
یارب آسان ہو جلدی کہین دشواری دل

وہ دعائین ہین مری قبر پہ اب خاک بسر
کی گئین تھین جو پئے صحت بیماری دل

دیکھتے ہونگے مست سے میری جانب
جاؤ بس دیکھ لیا حسنِ طلبگاری دل

رنگ خون سے کسی پیکانِ ستم پر محشر
کھینچ گئی صاف سی تصویر وفاداری دل



ناکامیاب ہو جو گئے جستجو مین ہم
بیٹھے ہوے ہین موت کی اب آرزو مین ہم

بزمِ عدم مین جاتے ہین زینت کیے ہوے
انکی گلی سے نکلے نہا کر لہو مین ہم



کہتے ہین کوئے دوست مین قلب حزین سے ہم
کیا ہو جو مر کے بھی نہ اٹھین اس زمین سے ہم

پوچھیں یہ کسطرح دلِ اندوہگین سے ہم — آنسو گرین تو کیونکر اُٹھائین زمین سے ہم

مانے ہوئے تھین کو ہین باعث حیات کا — کیونکر نہ پوچھین رازِ فنا بھی تمھین سے ہم

فرقت کے غم مین اور یہ تازہ جنون بڑھا — سیلابِ اشک روکتے ہین آستین سے ہم

بھر پایا کہہ کے حالتِ بیتابیٔ فراق — تھرا اُٹھے حضور کی چینِ جبین سے ہم

یون شوق نے مطیع تمنا کیا ہمین — آنکھین نہ چار کرسکے دل آفرین سے ہم

قربان حفظ راز کی قدرت پہ جان و دل — جو بات تھی چھپا ہی گئے ہمنشین سے ہم



بے محل فریاد سے آخر گھٹی توقیر غم — خون رُلاتی ہی مجھے ناقدریٔ تاثیر غم

دلفریبی کی اداؤن سے وہان فرصت کہان — کسکو لکھون کون پڑھتا ہی مری تحریر غم

پوچھتے کیا ہو مرے ماتمکدے کی زینتین — ہر کہین آئینۂ حیرت کہین تصویر غم

بسملِ طرز تبسم کی یہ خاطر کی گئی — مسکرا کر چارہ گر نے دل سے کھینچا تیر غم

شاد اے محشر نہو دل مین بہت وصلت کی شب
کر رہا ہی آسمان فتنہ گر تدبیر غم



جلوہ ترا جسدن سے سمایا ہی نظر مین — جو ہی وہ مجھے دیکھتا ہے راہگذر مین

دل خون کیا غم سے تو پایا یہ نتیجہ — فریاد بھی ڈوبی ہوئی نکلی ہی اثر مین

کل شام سے تا صبح نہ آئی کوئی آواز — سناٹا پڑا ہے ترے بیمار کے گھر مین

کہتا ہی یہ بیمارِ وفا چارہ گرون سے — صحت وہی دے جسنے دیا درد جگر مین

جسنے کئے ہین جلوۂ وحدت کے نظارے
لائیگا نہ وہ کثرتِ دنیا کو نظر مین

اک ننگ ہی رکھنا کسی چوکھٹ پہ جبین کو
سودے نے ترے جسبے جگھ پائی ہی سر مین

رہ رہ کے مجھے قوتِ جذبات نے مارا
جب یاد کیا تجھکو اُٹھی ہوک جگر مین

موسیٰ چلے ہین طور پر تم کہدو یہ محشر
بدنام نہ ہونا کہین اربابِ نظر مین

حیات و موت کی وابستہ ہی تقدیر چٹکی مین
دلِ عشاق پر نظرین لگی ہین تیر چٹکی مین

مرے اجزائے دل کو سب سے روحانی تعلق ہی
وہ ترکش مین ہون اِی ناوک فگن یا تیر چٹکی مین

ہٹا لیجائیے ہاہا میرے زخمِ دل سے تو جانون
اگر رکھتے ہو تم کچھ قوتِ تسخیر چٹکی مین

کلیجہ پھٹ گیا اِی چارہ گر بس کھینچ کیا پیکان
مرے جذبات سے دونی ہی کیا تاثیر چٹکی مین

شہیدانِ محبت کا یہ ہمنے مرتبہ دیکھا
تبرک سمجھے خاکِ قبر کو رہگیر چٹکی مین

الٰہی حسن کے جذبات کا اعجاز راس آئے
لیے تو ہو دلِ بیتاب کی تصویر چٹکی مین

دوا اُتری گلے سے جی اُٹھا بیمارِ غم محشر
لبِ عیسیٰ کی ہی اِے چارہ گر تاثیر چٹکی مین

وہی یہ پھول ہین جنکو ابھی دیکھا تھا گلشن مین
اگر کچھ اور ہی شئے ہو گئی گلچین کے دامن مین

کہانتک روئیگا اور رونیوالے نام لے لیکر
جواب آئے کہانسی کون اب بیٹھا ہی مدفن مین

یہ دنیا نقشِ پائے کاروان بنکر نہ رہ جائے
اثر بھرنے کو ہم بھرتے تو ہین فریاد و شیون مین

مری ہستی کی دو باتون مین شرحِ مختصر یہ ہی
نگاہِ دوست مین زندہ ہون مردہ چشمِ دشمن مین

زمانے کے تغیر سے خدا معلوم اب کیا ہو
کہان نکلی ہی وہ آب و ہوا وادیٔ ایمن مین

جوانی آتے ہی دلسے مرے اللہ رے نفرت
وہی تم ہو آئینہ لیے پھرتی تھی بچپن مین

مخالف یا موافق دونون سنکی چونک اُٹھتے ہین
یہ کیسا درد ہے آواز ناقوس برہمن مین

کہان تک اشتیاقِ وصل خنجر کو دُعا قاتل
برنگ روح تنگ آیا لہو رگہائے گردن مین

محبت کا سسکا اور اس سی ٹرہ کی ہو نہین سکتا
وہ دل لیکر سمجھتے ہین کہ اب سب کچھ ہی دامن مین

سمجھکر حکم فطرت صبر ہی کرتے رہے محشر
وگرنہ سخت تکلیفین ہوئی ہین روح سی تن مین

اہلِ وفا کو ولولے آہ و فغان کے ہین
دنیائے عشق مین بڑے نام آسمان کے ہین

کیا دیکھتا ہی دلکو مرے اے حریفِ عشق
سب گھرے گھرے زخم کسی کی زبان کے ہین

اہلِ فنا کو روک نہ اے منزلِ حیات
دم لینگے یہ نہین یہ ارادے جہان کے ہین

فرقت مین بات کرنیکی مہلت کہان سے لائین
یہ راتین امتحان کی ہین دن امتحان کے ہین

فرقت کی شب سیرِ فلک کر رہا ہون مین
جو نالے یادگار دلِ ناتوان کے ہین

تھے سب کے سب کبھی رگِ جان سے سوا عزیز
برباد جتنے تنکے مرے آشیان کے ہین

محشر جگر سے وسعتِ دل تک ہین جتنے درد
یہ سب دیئے ہوئے کسی آرام جان کے ہین

حُسن و عشق آئینۂ دل مین بہم دیکھتے ہین
وہ ہمین دیکھتے ہین اور انھین ہم دیکھتے ہین

جادۂ تجربہ کاری ہین نگاہین اُن کی
روشِ دہر جو ایک ایک قدم دیکھتے ہین

پوچھئے فلسفۂ موت کا حاصل اُن سے
اپنی ہستی کو جو ہر سانس عدم دیکھتے ہین

ضبط گریہ جو کیا دل سے دھوئین اُٹھنے لگے
آب و آتش کو شب ہجر بہم دیکھتے ہین

اُنکی تکلیف عیادت مین ہین نہان یہ مزے
مجھکو کیا دیکھتے ہین اپنا ستم دیکھتے ہین

اُف ری محرومئ دیدار کہ بھر آئے ہین اشک
آنکھ سے محشر اگر حسن صنم دیکھتے ہین

شباب تک نہ رہین عہد شباب کی باتین — مین کیا کہون دل خانہ خراب کی باتین

اگر ہو مصلحت وقت تو بیان کرو — کلیم ہم بھی سنین کچھ حجاب کی باتین

فلک کے ظلم پہ مین ہنس رہا ہون فرقتمین — پڑی ہین کان مین کچھ انقلاب کی باتین

خیال وصل کا فرقت مین ہی عبث ای دل — کریگا یاد کہان تک وہ خواب کی باتین



دفور ضعف سے اتنی مری مجال نہین — کچھ اُن سے کہہ سکون تاب بیان حال نہین

ہزارون مرتبہ دن بھر مین کام رہ دنیسے — غم فراق کو پابندی خیال نہین

ذرا سنو تو سہی سن کے مسکرا دینا — بیان درد جگر ہے کوئی سوال نہین

حواس اُڑ گئے سُن سُن کے واقعات کلیم — حضور اتنو ہمین تاب عرض حال نہین

جنون عشق وہان لے گیا جہان ہمکو — غم فراق نہین عشرت وصال نہین

ہمارا دفتر الفت ہے قابل عبرت — کسی مقام پہ نام شب وصال نہین

میان حشر ہم ان تیورون سی آئے ہین — کہ جیسے ہمکو کسی سے کوئی ملال نہین

جفائے عشق کسی سے عدم مین کیا کہیئے — کہ ہم مذاق نہین کوئی ہم خیال نہین

ستم کے بعد تقاضائے ناز حسن یہ ہے
خوشی سے کہہ بھی دو محشر کوئی ملال نہین

آپکے پندار کا کوئی گلہ باقی نہین — جب ہمین کو تاب ضبط حوصلہ باقی نہین

اپنا دل اپنے ہی ہاتھون توڑ کر بیٹھا ہون مین — جیسے اب دنیا کا کوئی مشغلہ باقی نہین

زور سر اک جزو خون کا لیگیا عہد شباب — وہ جنون کا جوش اور وہ ولولہ باقی نہین

گریۂ غم پہ ہنسی آئی وفا کی داد دی — بندہ پرور اب ہمین کوئی گلہ باقی نہین

دل ہوا جسدن سی محشر سلسلہ جنبان عشق
زندگی کی راحتونکا سلسلہ باقی نہین

لکھ لیا اُسکو بھی قسمت نے گنہگارون مین
ضبط کا جسنے کیا ذکر دل افگارون مین

فکر سے وصلت و فرقت کی یہ بدلا ہے مزاج
اب شمار اپنا ہے اچھون مین نہ بیمارون مین

بار اُٹھائین مری خاطر شکن آہونکا ذرا
طاقت اتنی نہین غمخانے کی دیوارون مین

کچھ بھی رکھتے ہین اگر عقل و حواس اہل جہان
سمجھے مستان مے حسن کو ہشیارون مین

آئی میری شب فرقت کہ قیامت آئی
رستخیز آج بلا وجہ نہین تارون مین

اکرکے توبہ ہوئے سو باتون کے محشر پابند
کیا ہی آزاد تھے جبتک رہے میخوارون مین

شمع بزم عشق کی صورت سے مین افسردہ ہون
دیدۂ ظاہر مین زندہ در حقیقت مردہ ہون

رنج و راحت دونونکی لذت سے جی گھبرا گیا
تم خفا مجھسے ہوئے جینے سے مین آزردہ ہون

پوچھنے والون سے محشر کہدو کیون چھیڑین مجھے
کوئی بات اچھی نہین لگتی کہ دل افسردہ ہون

مصیبت دل وارفتہ ایک ہو تو کہون
مذاق کی نہین باتین ہین سن سکو تو کہون

لئے ہون دلمین جو مدت سے سن سکو تو کہون
کوئی سنے نہ سنے تم اگر سنو تو کہون

حواس آئین تو لے چارہ گر سنون تیری
کہان یہ دردھری قالب مین سانس ہو تو کہون

میان حشر یہ کہتے ہی کہتے دن گذرا
تمھارے ہاتھون جو گذری اگر کہو تو کہون

وہ انکا روکنا مجھکو اشارون سے دم حشر
وہ اُن سے میرا یہ کہنا اگر کہو تو کہون

نہ پوچھو چارہ گرو حال ہون سراپا درد
زبان سے کسی ایذا کا نام لو تو کہون

بیان حال مین کیونکر زبان کھلے سر بزم — خدا کے واسطے اُٹھکر الگ چلو تو کہون
کہانی دل کی سنی چپکے بیٹھکر تو کیا — کسی جگہ بُری اچھی مین بول اُٹھو تو کہون
نہ پوچھو شوق کی حالت جو چپکے بیٹھنا ہی — خلاف ہی سہی لیکن جواب دو تو کہون

وہ کہتے ہین شبِ وعدہ کہو تو کچھ محشر
مین کہہ رہا ہون کہ ارمان ایک ہو تو کہون

اس ادا سے وہ مجھے ساغرِ مے دیتے ہین — کسی محتاج کو جیسے کوئی شے دیتے ہین
دے کے ساغر مجھے کس لطف سے ساقی نے کہا — دیکھتے جاؤ ابھی ہم تمھین کے دیتے ہین
ذکرِ دل چھیڑ کے کچھ ایسی ادا سے مانگا — کچھ سوا اسکے نہ کہتے بنی ہے دیتے ہین
چلے آنا کبھی مدفن پہ جو فرصت پانا — یاد رکھنا کہ تمھین جان سی شے دیتے ہین

کوئی فریاد سنے یا نہ سنے اے محشر
حالتِ دل کی خبر صورتِ نے دیتے ہین

کسیکے ظلم نہان اہلِ غم جب یاد کرتے ہین — اُبھر آتی ہین چوٹین دلکی یون فریاد کرتے ہین
تمھارے دل جلے جسوقت تم کو یاد کرتے ہین — دھوین اُٹھتے ہین دل سے اسطرح فریاد کرتے ہین
نہ جانے کیا گذر جاتی ہی زندان مین اسیرون پر — کسیکو جب کسی کے سامنے آزاد کرتے ہین
غمِ فرقت مین جو حرکت ہی اپنی اضطراری ہے — کبھی چپ بیٹھکر ہنسنا کبھی فریاد کرتے ہین
مبارک با دہکو لذتِ ایذا اسے مرجانا — نکلتی ہی دعا دل سے جو وہ بیداد کرتے ہین
دیارِ عشق مین جب مٹنے والا کوئی مٹتا ہی — ہمارے جاننے والے ہمین بھی یاد کرتے ہین
جہانِ غم مین جو زندہ رہی بعد اسکے وہ جانے — ہمارے دم مین دم جبتک کہ ہی فریاد کرتے ہین
قفس کی تیلیون پر گن رہے ہین دن رہائی کے — حیات اپنی بسر یون قیدی صیاد کرتے ہین

کرامت دیکھیے اللہ ری شہرت زخم الفت کی
ابھی تک لوگ ذکر ہمت فرہاد کرتے ہین

مزار رفتگان آئینہ عبرت ہے اے محشر
نظر پڑتے ہی انکا حسن سیرت یاد کرتے ہین

مریض عشق اُٹھا دنیا سے ماتم دار بیٹھے ہین
تھکے ماندے کسی بیمار کے بیمار بیٹھے ہین

جمال حسن سے ظاہر ہوا لکھا مقدر کا
خدا کی شان یوسف اور سر بازار بیٹھے ہین

ادھر بھی اک نظر او موجد انداز بیرحمی
بڑی مدت ہوئی ہم جان سے بیزار بیٹھے ہین

کہین کیا جانفشانی زینت بزم تصور کی
نگاہ عام مین ہرچند ہم بیکار بیٹھے ہین

دلی جذبات کی شدت کہین جانے نہین دیتی
نکلکر بزم جانان سے سر بازار بیٹھے ہین

ستانے والو تم انکو ستا کر کچھ نہ پاؤ گے
جو کوئے دوست مین لذت کش آزار بیٹھے ہین

دعا کا وقت بھی بیمار غم کے ساتھ آخر ہے
سر بالین یہ کس امید مین غمخوار بیٹھے ہین

مزاج اہل الفت عالم نیرنگ ہے محشر
کبھی مسرور بیٹھے ہین کبھی بیزار بیٹھے ہین

درد فرقت مین کسی سے بات کے قابل کہان
چارہ سازو کچھ نہ پوچھو ہم کہان ہین دل کہان

اسکے انداز اور ہین اسکی روش کچھ اور ہے
شوخی دلبر کہان میرا دل بسمل کہان

یہ تصور بھی نیا اک زخم ہے وقت جفا
دل مرا تیری نگاہ ناز کے قابل کہان

خوب دیکھے مین نے اے رضوان تری آنکھون بہشت
لیکن آنکھین ڈھونڈھتی ہین جسکو وہ محفل کہان

تمنے آکر نزع مین مجھپر بڑا احسان کیا
ورنہ آسان ہونیوالی تھی مری مشکل کہان

آبلون سے پاؤن کے کہتی ہین محشر خار دشت
پھوٹ ہو جنہین انھین آسائش منزل کہان

نہ ہنسو اُنپہ جو فریاد کیا کرتے ہین
اسی پردے مین تمھین یاد کیا کرتے ہین

روز اسیرانِ محبت پہ ہی وان مشقِ ستم
روز دو چار کو آزاد کیا کرتے ہین

اس بنا پر ہے ہمارا بھی تقاضائے ستم
کروہ ہر ایک پہ بیداد کیا کرتے ہین

شغل بیکاری فرقت کو نہ پوچھو ہم سے
کسی امید پہ دل شاد کیا کرتے ہین

پوچھتے کیا ہو غمِ ہجر مین کیسا ہے مزاج
چپ ہین محشر کبھی فریاد کیا کرتے ہین

نہ تڑپین ہجر مین کچھ اختیار بھی تو نہین
سکون تڑپ کے ہو یہ اعتبار بھی تو نہین

کسی سے کیا کہین جو ہجر مین گذرتی ہے
مزا یہ ہی کہ کوئی غمگسار بھی تو نہین

اگر یقین نہین زاہد کو پارسائی کا
خطا معاف ہو مین بادہ خوار بھی تو نہین

مری ہنسی ہی شبِ وصل ناگوار فلک
بلا سے چپ رہون یہ اختیار بھی تو نہین

عبث ہی مجھسے شبِ انتظار نا اجل
کہ قبل صبح مین امیدوار بھی تو نہین

خوشی ہو جان گنوانے کی خاک اے محشر
گلی مین یار کی جائے مزار بھی تو نہین

شام وعدہ رنج کی سامان نظر آتے ہین کیون
دل بھر آتا ہی کیون آنسو بہے جاتے ہین کیون

دیکھین کیا عالم دکھاتا ہی ملالِ صبحِ وصل
ہوش بھی ہمراہ رنگ رخ اُڑے جاتے ہین کیون

الفتِ دنیا مین اب بھی ہی زمین گیری کا شوق
ورنہ کنج قبر مین سب پانْون پھیلاتے ہین کیون

کیا دل بیمار کا کرنا ہے ماتم وقت نزع
ملکے دونون ہاتھ سینے پر کھنچے آتے ہین کیون

راہ مین خود ہی کہین رہ جائینگے مثل غبار
قافلے والے ہمین چھوڑے چلے جاتے ہین کیون

ذکر شامِ وصل پر نیچی ہین نظرین کس لیے
جو خطا میری ہوا سیر آپ شرماتے ہین کیون

شامِ فرقت یہ بھی اے محشر پیامِ ظلم ہے
چرخ کا کہنا ابھی سے آپ گھبراتے ہین کیون

کیا بتائین ہم کسی محفل سے کیونکر آئے ہین
سو طرح کے زخم لیکر ایک دلبر آئے ہین

ہو رہی ہی بحث ہمسے اور کسی دربان سے
بزم سے ہر تماشا لوگ اُٹھکر آئے ہین

اپنی اپنی جا یہ سب کو شوق پابوسی کا ہی
ایڑیون تک گیسوی دلدار بڑھکر آئے ہین

شب تو پوچھا نکیرین اسکا کیون پوچھا حال
داغ کیسے قبر مین ہم لیکے دلبر آئے ہین

ہوش کی صورت اڑا جاتا ہی دل سرِ رات مین
کہیئے اے محشر کہان سے آپ اُٹھکر آئے ہین

ادب سے بیٹھین وہ جنکو خوشی ہین ہوش نہین
یہ بزمِ دوست ہی دوکانِ میفروش نہین

مریض دردِ جدائی کی خیر ہو یا رب
کہ آج صبح سے غمخانے مین خروش نہین

یہ کیا کہ شادی و غم مین ہی ایک ہی حالت
مین عندلیب کی صورت سیاہ پوش نہین

اثر کی بان ہو ہر چند ایک ہی ہو فغان
منال نے کے مجھے عادت خروش نہین

کیا تھا ہجر کی شب ایک نالہ جانکاہ
بس اتنی ہمکو خبر ہے پھر آگے ہوش نہین

حواس کھوتے ہین ذکر شراب سے محشر
جہان مین کوئی مجھسا بھی بادہ نوش نہین

وہ دلکو خوگرِ ایذا جو پائے جاتے ہین
بڑی خوشی سے برابر ستائے جاتے ہین

چھپائے لاکھ چھپیگا آمد جوانی یار
نگہ سے اور ہی انداز پائے جاتے ہین

آبھی اور بڑھے تیرگی شام فراق
چراغ دیکھون کہانتک جلائے جاتے ہین

سپرد جذبہ شوق دلی ہی بات کا پاس
کہ بزمِ دوست مین ہم بے بلائے جاتے ہین

۴۷۶

اب آگئے رازِ محبت ترا خدا حافظ
جو حق چھپانیکا ہے ہم چھپائے جاتے ہین

عجیب شے ہے جہان مین امیدواری بھی
کوئی خفا ہی رہے ہم منائے جاتے ہین

چلے ہین چھوڑ کے زخمی کو چاندنی مین حضور
نئی طرح کا یہ مرہم لگائے جاتے ہین۰



ڈر ہے تم سمجھو گے میرے دل نہین
ورنہ ضبطِ درد کچھ مشکل نہین

منحصر قسمت پہ ہے وصلِ حبیب
ہجر مین کوشش کے ہم قائل نہین

دو جواب اسکا زبانِ تیغ سے
لوگ کہتے ہین کہ تم قاتل نہین

کثرتِ غم سے ہوا آخر یہ حال
ایک پتلا درد کا ہے دل نہین

اتنا کہکر اُٹھ گیا وہ شمع رو
ہم نہین تو رونقِ محفل نہین

تم تو جو چاہو کہو غصے کے وقت
میرا منھ شکوے کے بھی قابل نہین

چھوڑ محشر آرزوے وصلِ دوست
سعئ بے حاصل سے کچھ حاصل نہین

آئینہ صفت بزم مین حیران بھی ہمین ہین
خندان بھی ترے سامنے گریان بھی ہمین ہین

کچھ خوف نہین تم کو اگر جھوٹی قسم کا
کیون منھ سے کہو صاحبِ ایمان بھی ہمین ہین

شاباش ہمین کہتے ہین خود دستِ جنون کو
خود بخیہ کنِ چاک گریبان بھی ہمین ہین

کیون قتلِ جہان پر نہ کمر باندھے وہ ظالم
دعوی ہو جسے عیسئ دوران بھی ہمین ہین

تیری نگہ لطف جھلاتے ہین ہمین کو
پھر جائے تو سو جان سے قربان بھی ہمین ہین

کیون تم کو دمِ حشر ندامت ہے جفا پہ
لو دیکھو ادھر سر بگریبان بھی ہمین ہین

عشاق سے یہ کہتی ہین اُس شوخ کی آنکھین
بیمار بھی ہر درد کے درمان بھی ہمین ہین

محشر نہین غیرون کو مزا سوزِ جگر کا
پروانہ بھی اور شمع فروزان بھی ہین ہین

دل بسمل مین فرط سوز غم سے جتنے چھالے ہین
وہی بیچارے مردہ حسرتون کے رونیوالے ہین

ملیگی داد اہل عرش سے اس جانفشانی کی
یہ دلکی روح ہی تم جنکو سمجھے ہو کہ نالے ہین

اٹھایا محفلِ جانان سے مجھکو اس تصور نے
یہان کوئی نہین ہمدرد جو ہین کہ سننے والے ہین

اجازت دو تو صدقہ کر دون دلکو دستِ نازک کے
بڑی مشکل مین تمنے سینے سے پیکان نکالے ہین

اذیت دو طرح کی ذبح مین ہرگز نہین زیبا
نہ یون سینہ دبا قاتل جگر کے زخم آلے ہین

مریضِ دردِ الفت نے بنایا سب کو مثل اپنے
اٹھے جاتے ہین دل تیمارداروں کے وہ نالے ہین

دہانِ زخم کیا کیا تر زبان ہین وصف قاتل مین
کچھ اس راحت سے میری سینے سے پیکان نکالے ہین

مرے رونے کو سوزِ غم مین دیکھو چشم عبرت سے
یہ آنسو انکی تصویرین ہین جتنے دلمین چھالے ہین

خوشا بیداریٔ قسمت کہ اس ظالم کو رحم آیا
ترے نالے بھی محشر کیا ہی دردانگیز نالے ہین

کیا اسی شکل سے الفت کا صلا دیتے ہین
اتنا ہنستے ہین کہ آخر وہ رلا دیتے ہین

تیرے ملنے کے تصور جو ہین دلمین شب ہجر
درد بن بن کے مری نیند اڑا دیتے ہین

ہجر مین نالون سے بہتر ہی کہ آہین کرین ہم
عیب ہی تیر جو چلنے مین صدا دیتے ہین

واہ ری چارہ گری کہدیا بچنے کا نہین
آپ بیمار کو کیا خوب دوا دیتے ہین

دردمندون کی کہانی نہ سنی خوب کیا
باتون باتون مین یہ مطلب کی سنا دیتے ہین

چپکے بیٹھے تو ہو محفل مین مگر یاد رہے
بات پہ ہم اگر آئین تو ہنسا دیتے ہین

چارہ سازو نہین یہ باتین ہین یہ نزع کے وقت
ایسی حالت ہو تو بیمار کو کیا دیتے ہین

شکوۂ یار نہ قسمت کا گلہ اے محشرؔ
حضرتِ دل کو شب ہجر دعا دیتے ہین

دل بستگی کو محفل جانان بھی کم نہین
ہم جان دے کے شایق سیر ارم نہین

کس ناز کی سے خانۂ دل مین وہ آئے ہین
ظاہر کسی جگھہ پہ نشانِ قدم نہین

ادنا سا یہ اثر ہے مرے انتشار کا
ذرے زمین پہ چرخ پہ تارے بہم نہین

بیکار مجھپہ کھینچ کے خنجر برس پڑے
کس نے کہا تھا تم کو مذاق ستم نہین

سب جان لین کہ یہ بھی بڑی رازدان ہین
بے مدعا خموشیٔ اہل عدم نہین

کچھ پاس ضبط کچھ تری رسوائیونکا ڈر
دلمین ہزار غم ہین مگر چشم نم نہین

ظاہر ہے اشتیاق مرا رادِ وصل مین
تصویر اضطراب ہے نقش قدم نہین

لازم ہی پائے شوق کو پاسِ ادب ضرور
محشرؔ یہ کوئے یار ہے دیر و حرم نہین

کیونکر نہ لطف مجھکو ملے ظلم یار مین
ہر درد کی جگھہ ہے دلِ بیقرار مین

اُف کرکے ہاتھ رکھ لیا دلپر لگی وہ چوٹ
ٹوٹا جو گر کے جام کوئی بزم یار مین

ایک آہ اگر کہو دن تو ہین اشک مدتون
سو کاروان نہان ہین ذرلے سے غبار مین

اظہار شوق پہ مجھے باتین سُناتے ہین
یان دل وہان زبان نہین اختیار مین

محشرؔ جب اپنی حد سے بڑھا عشق دلربا
ممکن نہین حواس رہین اختیار مین

سنتا ہی کون کس سے کہین بزم یار مین
بیٹھے ہی بیٹھے دل نہ رہا اختیار مین

کیا کیا تڑپ تڑپ کے پکارے ہین تم کو ہم
کیا کیا اُٹھا ہے درد دلِ بیقرار مین

آنکھین اجل کے بند کیے بھی نہونگی بند
جاگا ہون اسطرح سے شب انتظار مین

راس آئے اے خدا دل پہ شوق کی اُمنگ
جی چاہتا ہے بیٹھے رہین کوے یار مین

رگ رگ سے آکے لیگیا چنکر خیال دوست
جس جس جگہ تھا درد دلِ بیقرار مین

موسیٰ کے واقعے کی جب آتی ہی ہمکو یاد
اُٹھتی ہی اک چمک سی دل بیقرار مین

غش کھا کے اسکا طور پہ گرنا عجب نہین
ٹھوکر جسے کبھی نہ لگے کوے یار مین

محشر نگاہ سوئے فلک مصلحت سہی
پھر بھی نظر جھکی ہی رہی کوئے یار مین

بہت جلد آئی دلکو موت قیدِ زلفِ جانانمین
خدا جانے بسر کی کسطرح یوسف نے زندانمین

ذرا چھیڑ اے غمِ ہجران دکھادون عالم آشوبی
چھپاؤن نوح کے طوفان کو کتنک چشم گریانمین

خدارا دم بھر اے بیتابیٔ دل بیٹھنے دینا
لئے جاتا ہی فرطِ شوق مجھکو بزم جانانمین

نہین کچھ دور بزمِ یار اگر یہ مرحلہ طے ہو
نہین پہلی جگہ کرنا ہے چلکر قلب دربانمین

ہنسین گے زخم کہنہ ناوکِ قاتل کی آمد پہ
درِ دل خود ہی کھلجائیگا فوراً شوق پیکانمین

کہان لیجائین تجھکو اے دلِ وحشی کہ چین آئے
تری بیتابیان یکسان ہین صحرا و گلستانمین

اُمید وصل نے ہر حال مین ایسی رفاقت کی
کہ غم کو غم نہ سمجھا دل ہمارا شام ہجرانمین

کہو محشر غزل اک اور کاٹو وقت تنہائی
کسی صورت سے جی بہلے ملالِ شام ہجرانمین

بہت دن عمر ضایع کی علاج سوز پنہانمین
یہ سودا اور آفت کا تھا دردِ عشق جانانمین

جدائی ہر طرح پہ میری ہی قسمت کی ہی یارب
اثر کو چھوڑ دیتی ہے دعا بھی شام ہجرانمین

عزیز جان و دل کیونکر نہ ہو وہ دردِ عیسیٰ
جسے پالا ہو آغوشِ جراحت ہای پنہانمین

زمین تک آکے دلکی یادگارین خاکمین ملتین
بہت خوش ہون شب غم رہگئی آنسو گریبان مین

چھٹے جب قید سی اگر رہے دل مین زلیخا کے
بھر تقدیر کاٹی زندگی یوسف نے زندان مین

شب غم رو رہا ہون شوق سے مین خون کے آنسو
غرض یہ ہی بھرون رنگ وفا تصویر جانان مین

سیاہی جسکے دن کی شام مدفن سی زیادہ تھی
نہ جانے رات کیسی گذری اُس قیدی نے زندان مین

اُبل آنکھون مین سوز قلب سے حیرت ہے ای محشر
جگہ تھی اشک خونین کی جہان شبہا ہجران مین

شرارت تیری کیا آئے بیان مین
سنا مین لاکھ باتین اک زبان مین

قیامت ہو گیا اُن سے یہ کہنا
ترس بھی ہے دل نامہربان مین

توجہ سے اگر تم حال پوچھو
تو پھر دیکھو اثر میرے بیان مین

غم احباب و نیرنگ زمانہ
بڑے جھگڑے ہین عمر جاودان مین

نہین کچھ عشق مین درکار مجھکو
خداوندا اثر دینا زبان مین

نہ اپنی حد سے بڑھ اے شادی وصل
کھٹکتا ہون نگاہ آسمان مین

وہ دو تنکے سہی اپنے تھے لیکن
بڑی راحت تھی ہمکو آشیان مین

حقیقت کیا کہون اس دل کی محشر
کہ جو کام آگیا عشق بتان مین

ہر اک منزل پہ راہ عشق مین مسرور جاتا ہون
حجاب اُٹھتے چلے جاتے ہین جتنی دور جاتا ہون

شہیدان وفا کو حشر کے دن منھ دکھانا ہے
نہا کر خون مین زخمون سی ہو کر چور جاتا ہون

حقیقت رشک کی پھر پوچھ لینا ہنسنے والون کو
اگر محفل سے اُٹھواتے ہو سوئے طور جاتا ہون

حیات عشق کا پہلا یہ دن قسمت سے راس آئے
نہ پوچھو ٹوکنے والو کہان مسرور جاتا ہون

ذرا اے لذتِ گفتار میری بات رکھ لینا
مین کچھ کہنے کو سوئے دلبر مغرور جاتا ہون

چلے ہین مصر سے یوسف یہ کہکر جانب کنعان
کسیکی منتظر آنکھون کا بنکر نور جاتا ہون

بڑے دعوے ہین جنکو دوربینی نظر کے محشر
دکھانے آج انھین گھر سا اک ناسور جاتا ہون

عشق مین دشمن مثالِ آسمان کوئی نہین
اور اگر پوچھو تو وجہ امتحان کوئی نہین

چھان ڈالی ساری دنیای وفا تو یہ کھلا
اہل دل کا دوست زیرِ آسمان کوئی نہین

دیکھنے مین گو کہ اک دنیا ہی خلوتگاہِ دل
تم اگر آؤ تو پھر اے میری جان کوئی نہین

کوچۂ جانان کی آبادی کے صدقے جائیے
پوچھنے والا ہم ایسون کا جہان کوئی نہین

مثل دنیا حشر بھی ہی بزمگاہ اختلاف
اپنی اپنی کہتے ہین سب ہمزبان کوئی نہین

مصر کے بازار مین یوسف کی صورت دیکھی
ڈھونڈھتی پھرتی ہین نظرین مہربان کوئی نہین

چارہ گر نے نبض جب دیکھی تو فورًا کھل گیا
میری صورت کا مریض ناتوان کوئی نہین

ساکنانِ شہر خاموشان کی رحمت پر نثار
یون پڑے سنتے ہین جیسے یہان کوئی نہین

غم بھی محشر ہو گیا اب جز و تہذیب جدید
جا کے جس صحبت مین دیکھا شادمان کوئی نہین

عیسی و ناصح سے ممکن میری غمخواری نہین
عشق اک وجدانِ روحانی ہی بیماری نہین

جب سے دل بہلا رہا ہی گریہ بے اختیار
ہجر کی شب مین کوئی تکلیف بیداری نہین

حفظ رازِ عشق کی کوشش کہانتک کیجیے
دل پڑا روتا ہی اور آنسو مری جاری نہین

کس لیے گھبرا کے آنکھون سے ہٹالی آستین
ای مرے ہمدرد یہ آنسو ہے چنگاری نہین

آزما دیکھا ہر اک کو ہم نے شہر حسن مین
کوئی بھی پابند آئین وفاداری نہین

کیا تعجب عالمِ ہستی مین طوفان ہو بپا ۔ اک قیامت ہی ہماری گریۂ و زاری نہین

ہجر مین کیا جانئے دلبر مرے کیسا تنگئی ۔ جسنے دیکھا کہدیا اب وقت غمخواری نہین

خانۂ صیاد کی راس آگئی آب و ہوا ۔ شکر کرتا ہون کہ اندوہ گرفتاری نہین

رخ نہ سمجھے حضرت موسیٰ جواب دوست کا ۔ آدمی وہ کیا اگر اتنی بھی ہشیاری نہین



نہ تڑپین ہجر مین کچھ اختیار بھی تو نہین ۔ سکون تڑپ کے ہو یہ اعتبار بھی تو نہین

کسی سے کیا کہین جو ہجر مین گذرتی ہے ۔ مزا یہ ہی کہ کوئی غمگسار بھی تو نہین

مری ہنسی ہی شب وصل ناگوار فلک ۔ بلا سے چپ رہون یہ اختیار بھی تو نہین

عبث ہی مجھسے شب انتظار نازِ اجل ۔ کہ قبل صبح مین امیدوار بھی تو نہین

خوشی ہو جان گنوانے کی خاک ای محشر
گلی مین یار کی جائے مزار بھی تو نہین

یہ لطف دوست کی تیغ ادا سے ملتے ہین ۔ کہ زندگی مین گلے ہم قضا سے ملتے ہین

اسی کے دم سی ہی فرقت مین حسرتون کی حیات ۔ بڑے مزے دلِ غم آشنا سے ملتے ہین

مزے کو عشق مجازی کے کوئی کیا جانے ۔ یہ راہ وہ ہی کہ بندے خدا سے ملتے ہین

وصال دوست بقید حیات ناممکن ۔ بشر کو عیش جو ہین وہ فنا سے ملتے ہین

ہم انکو حشر مین بڑھ کر سلام تو کرلین ۔ یہ دیکھنا ہی یہان کس ادا سے ملتے ہین

جہان مین معرفت اشیا کی ضد سی ہے محشر
وفا شعار ہین ہم بے وفا سے ملتے ہین

شام ہجر آتے ہی آنکھین محو زاری ہوگئین ۔ خون دلکی دو تو ان نہرین ہین کہ جاری ہوگئین

وہ ادائین جو بڑھاتی تھین غرور حسن دوست
رفتہ رفتہ سب تمنائین ہماری ہو گئین

اب قیامت کا بھی رستہ دیکھتا ہون ہجر مین
در پہ میرے سب بلائین باری باری ہو گئین

سب بجا ہی اپنی قسمت پر اُسے جتنا ہو ناز
جس سے سیدھی ایک پل نظرین تمھاری ہو گئین

اب جو دل ٹھہرا بھی تو کیا فائدہ اے درد ہجر
راحتین جتنی تھین نذر بیقراری ہو گئین

محشر ابکی زاہدونکے سر بلا تھی فصل گل
رہن دستارین برائے بادہ خواری ہو گئین

یہ ممکن ہی نہین اہل وفا مرنے سے ڈر جائین
اگر قابو ہو اُنکا موت کے پہلے ہی مرجائین

مزاج یار کہتا ہی گرفتاران الفت سے
جئین وہ جنکو جینا ہو جنھین مرنا ہو مرجائین

مریضان غم الفت کی اب حالت یہ پہنچی ہی
زبان پر نام اگر جینے کا آجائے تو مرجائین

تری برگشتہ قسمت راہ چارہ کسطرف ڈھونڈھین
کہ ساتھ اُنکے فلک سا دشمن جان ہے جدھر جائین

خطر ہین سو طرح کی ہر قدم پہ کوئے قاتل ہین
گذرنے والے ایسی راہ سے جلدی گذر جائین

نہ دشت عشق کے لائق نہ بزم یار کے قابل
ہجوم آرزو کو لیکے اے محشر کدھر جائین

اک دل سے ہزار آفتین ہین
دل پاس نہو تو راحتین ہین

کہتا ہون تمھین مقدر اپنا
اپنے سے مجھے شکایتین ہین

دل بھی دیا داغ عاشقی بھی
کیا کیا تیری عنایتین ہین

اچھے رہے آپ وعدہ کر کے
ارمانون کی ہمپہ آفتین ہین

ظالم یہ ترے قدم کی برکت
تربت پہ مری قیامتین ہین

گو کوچۂ یار آسمان سے ہے
اُسپر بھی ہزار راحتین ہین

مرنے کو حیات سمجھو محشر
جینے مین بہت قباحتین ہین

اثر کی روح کہئے جسکو وہ افسانہ کہتے ہین
زبان حال سے حالِ دل دیوانہ کہتے ہین

اسی سے شمع بزم یار مین روتی ہی آتی ہی
کہ سب اس سرزمین کو مشہد پروانہ کہتے ہین

اثر سے سننے والون مین ہر اک آنت کا سناٹا
ہم اپنی خانہ ویرانی کا جب افسانہ کہتے ہین

یہانتک شامِ وعدہ کی ہی سعی خلوت آرائی
کہ اب اپنے تصور کو بھی ہم بیگانہ کہتے ہین

ہمارا ہی جگر اک عالم اندوہ و حسرت ہی
ہمارا ہی وہ دل ہی جسے سب ویرانہ کہتے ہین

ہجوم اتنا ہوا آخر تصدق ہونے والون کا
کہ انکی بزم کو سب محفل پروانہ کہتے ہین

شب فرقت غش آنے پر مجھے ہشیار کرنے کو
مری ہمدرد صبحِ حشر کا افسانہ کہتے ہین

مآلِ غم یہ خلوت مین کوئی تو رونیوالا ہو
جلا کر شمع سوزِ دل کا ہم افسانہ کہتے ہین

ہنسی بیساختہ آتی ہو جنکو دردمندون پر
مذاقِ عشق مین ایسون ہی کو دیوانہ کہتے ہین

فدا سو جان سے محشر ہو رسم محبت کے
شہادت گاہ دل کو محفل جانانہ کہتے ہین

بالین پہ کوئی مونس و غمخوار بھی نہین
یعنی امید صحت بیمار بھی نہین

اٹھنے کا حکم محفلِ جانان سے ہو چکا
اب میرے آشنا در و دیوار بھی نہین

ناکامیون کو اسکے کلیجے سے پوچھیے
قسمت مین جسکی لذتِ آزار بھی نہین

بیماری فراق کی مشکل نہ پوچھیے
اتنو زبان مین طاقت گفتار بھی نہین

دیر و حرم مین دیکھا ہی محشر کو بارہا
معصوم اگر نہین تو خطاکار بھی نہین

ہجوم گریہ سے یہان چشم مین لہو ہی نہین
وہان اجازت تشریح آرزو ہی نہین

سوال دید پہ وہ کہہ رہے ہین قصہ طور
ہمارے اُنکے بس اب کوئی گفتگو ہی نہین

جفائے چرخ ہو یا جور نازخوبان ہو
وہ کیا ڈرے کہ جسے کوئی آرزو ہی نہین

عبث ہی دیر و حرم مین دوا دوش اُسکی
جسے سلیقۂ اظہار آرزو ہی نہین

حیات رفتہ نہین دوست جسکو پا سکین
مگر بحد کمال اپنی جستجو ہی نہین

بہ دردست اجل اپنا خلعت ہستی
ہوا یہ چاک کہ گنجایش رفو ہی نہین

جہان شوق کبھی دل کے ساتھ تھا محشر
وہ جیسے مرگیا اب کوئی آرزو ہی نہین

ہم کہانی دوست سے کسکی کہین
اپنی بیتی یا کہ جگ بیتی کہین

دونون خواہان ہین وفا کی داد کے
اب جگہ کی یا کہ دل کی سی کہین

روز حشر اُنکا گریبان میرا ہاتھ
مجھ دیوانے کی جو پھبتی کہین

ایسی محفل مین خموشی ہی قبول
جسجگہ جو ہین اُنھین کی سی کہین

اپنا افسانہ ہے ہر اک رنگ مین
حال غم یا قصۂ شادی کہین

دل سے ہم سنتے ہین تم جو کچھ کہو
تم نہین سنتے ہو ہم کچھ بھی کہین

ہو رہی ہی سب سے پرسش روز حشر
آج دل مین ہے کہ کچھ ہم بھی کہین

رونے مین ہچکی تو رکتی ہی نہین
کیفیت کیونکر شب غم کی کہین

ایسے ہمدردون کو خوش رکھے خدا
جو کہ اے محشر مرے دل کی کہین

مبتلائے درد فرقت کو کبھی راحت نہین
دلکی خاطر موت کا پیغام ہی الفت نہین

ناگوار شوق ٹھہرا ہی قرار اہل درد
زخم ہی کی ہو خلش دلمین اگر حسرت نہین

کس زبان سے وہ کہے احوال لطف زندگی
درد فرقت سے کسی پہلو جسے راحت نہین

تھک گیا ہون اسقدر طی کر کے راہ زندگی
اپنے قدمون سے لحد تک جاؤن یہ ہمت نہین

اُس زمین کا بھی خدا حافظ جہا نمین دفن ہون
ہی اک تعمیر بربادی مری تربت نہین

کہدو اے شوق آنے والون سے رہی پامال جو
کوچۂ دلدار ہے یہ عالم وحشت نہین

اسکا دل اسکا جگر اور اُسکے تیور دیکھیے
غمزدون کے ولولے سنکر جسے عبرت نہین

منظر شہر خموشان پر نہ ہنسنا چاہیے
کور باطن ہی جو روشن دیدۂ عبرت نہین

ہوگئی تکلیف شرع شاعری محشر معاف
اب جنون کار دنیا سے ہمین فرصت نہین

ہجر کی شب کوئی غمخوار کہان سے لائین
چارہ سازِ دلِ بیمار کہان سے لائین

چارہ سازون کو اشارون ہی سے رخصت کردین
اتنی طاقت ترے بیمار کہان سے لائین

دشت وحشت مین ہی اک تازہ جنون کی شغلی
سر کے ٹکرانے کو دیوار کہان سے لائین

حسن جو پائے مساوات ہی اور عشق کا قول
اتنی ہم گرمی بازار کہان سے لائین

بے عیادت کی نہ صبر آئے انھین ای محشر
وہ برا وقت وہ آزار کہان سے لائین

کسکا دل زلف مین تباہ نہین
رات کے کام کی یہ راہ نہین

اشک عاشق کو کہتے ہین آنسو
دیکھنے والون کی نگاہ نہین

دیکھکر انکو ہنس دیا دم حشر
کوئی بھی مجھ سا دادخواہ نہین

بزم الفت مین سب برابر ہین
اتنا یاں گدا و شاہ نہین

جو نہین جانتے رموزِ وفا | اُنسے اور مجھسے رسم و راہ نہین

دیکھا انجام شمع وقت سحر
محشر اب تاب ضبط آہ نہین

سیکڑون ظلم جہان روز کئے جاتے ہین | پھر اُسی بزم مین ارمان لئے جاتے ہین

غرض مطلب پہ بُرا ان کے اتنا کرتے | اپنے ہاتھون سے مرے ہونٹ سئے جاتے ہین

ہم جو مر جائین تو عزت نہ ستم کی کھونا | دیکھو دیکھو تمھین ہشیار کئے جاتے ہین

کامیاب اُٹھ کے چلے تجھ پہ ہنسی ہی محشر
محفل دوست سے اک داغ لئے جاتے ہین

کچھ کہا تھا کبھی او غنچہ دہن یاد نہین | کیا تغافل ہے تجھے اپنا سخن یاد نہین

ہو گئی خدمت صیاد مین اتنی مدت | آشیان کیا ہے ہمین شکل چمن یاد نہین

کرنے پیوند زمین محبت وادی عشق | خوش نصیبی سے مجھے راہ وطن یاد نہین

بزم جانان مین پہونچنے کی ہوئی ایسی خوشی | جیسے مجھکو ستم چرخ کہن یاد نہین

چارہ گر کی یہ عنایت بھی بہت کافی ہے | کہہ دیا داروئے ایذاے کہن یاد نہین

حشر مین نزع کی ایذائین نہ پوچھے کوئی | کسطرح آئی تھی ماتھے پہ شکن یاد نہین

مدعا دیر طلب شوق کو تعجیل بہت | وہ مخاطب ہین تو انداز سخن یاد نہین

حشر مین مصلحت وقت اگر ہے تو یہ ہے | کہہ کے ہٹ جاؤ حکایات کہن یاد نہین

غم کا افسانہ وہ سنتے تو بگڑتے محشر
پوچھنے پر یہ کہا مشق سخن یاد نہین

یون تو دشمن شب وصل بھی دل آشنا نہین | لطف محبوب مجھے مانع فریاد نہین

ابتدا قصۂ فرقت کی ہے پیغام اجل
اسقدر یاد رہی اور آگے ہین یاد نہین

کوچۂ دوست مین مرنا ہے حیات ابدی
شکر کرتا ہون کہ مٹی مری برباد نہین

ظلم پر اُنکو یہ کہہ کہہ کے اُبھارا ہمنے
میری جان تم مین ادائے ستم ایجاد نہین

ہمصفیر و مری ہستی کی ہی اتنی مدت
دور گلزار مین جبتک کوئی صیاد نہین

جسکی محفل مین گئی ہم یہی کہکر اُٹھے
کہین دنیا مین علاج دل ناشاد نہین

آہ سوزان سے قفس کیا ہی چمن جل اُٹھا
پھر بھی تاثیر کا قائل دل صیاد نہین

اہل باطن کی فنا بھی ہی حیات ابدی
ہستی عشق وہ ہستی ہی جو برباد نہین

ہر نفس مین نگرانی قفس کی فکر ہین
مین اگر قید ہون صیاد بھی آزاد نہین

التیا ز نگہ دوست پہ صدقے محشر
مر گیا مین تو کوئی قابل بیداد نہین

ہمکو راہ شوق مین راحت کہین ملتی نہین
دوست ملجائے جہان وہ سرزمین ملتی نہین

اہل دلبر کنج مدفن مین کھلا آخر یہ راز
سرزمین عشق مین راحت کہین ملتی نہین

کون ہی ہمراز حسن دوست اے دل تو بتا
آئینے سے بھی نگاہ شرمگین ملتی نہین

عشق مین تیری سنون کیونکر کہون کیا حال دل
مجھکو مرنے کی بھی فرصت ہمنشین ملتی نہین

ناتمام اپنی نظر مین ہی خم ابرو کا عشق
جھکتے جھکتے پاؤن سے جبتک زمین ملتی نہین

تھین کبھی مشق تصور ہی سے محشر لذتین
ابتو وہ صورت بھی ڈھونڈھی سے کہین ملتی نہین

نہ سنگ راہ عدو نہ غبار خاطر ہین
خفا نہو جو گلی مین تمھاری حاضر ہین

اُنھین کے دل سے کوئی پوچھے لذت غم ہجر
اُنھین کا عشق کوئی شی ہی جو کہ صابر ہین

کوئی چھپیگا کہان تک ادا شناسون سے | نگاہ شوخ سے سب دل کے راز ظاہر ہین
انھین ہی عذر نزاکت یہان شکایت ضعف | غرض کہ ملنے سے قسمت کے ہاتھون قاصر ہین
قسم نہ ماننے کا اُن سے جب کیا شکوا | دیا جواب یہ جھنجھلا کے ہمتو کافر ہین
یہ قول ہی ترے کوچے مین مرنیوالونکا | چلے ہین خلد مین اور خلد کے مسافر ہین



سمجھا ہون یہ کہہ کے دل نوحہ گر کو مین | دم بھر ٹھہر تو جاؤن تلاش اثر کو مین
ہی امتحان عشق عجب سخت مرحلہ | تڑپا کے پہلے دیکھلون خود ہی جگر کو مین
ناگفتنی ہی وعدۂ دلبر کا گو کہ راز | جی چاہتا ہی دل سے کہون اس خبر کو مین
عادت بگڑ گئی تو ہوا اور بھی جنون | زانو پہ تیرے غش مین دہرونگا سر کو مین
پہونچا سلامتی سے جو بازار حسن مین | دل دونگا ڈھونڈھکر کسی بیدادگر کو مین
یونہین جو سوز ہجر مین بڑھتا گیا جنون | اک روز جل کے آگ لگا دونگا گھر کو مین

محشر وہ آنکھ بھر کے اگر دیکھ لے مجھے
سینے مین رکھلون دلکی جگہ پر نظر کو مین

دلکی اہل جنونکی سیر گلشن مین نہین | دم الجھتا ہی جو خار دشت دامن مین نہین
چار دن کی زیست کا اللہ اتنا بندوبست | دام ہستی ہی رگین انسان کی تن مین نہین
ہجر کی شب سو رہین سوتا ہی جنکو چین سے | یان دل بیتاب ابھی مصروف شیون مین نہین
خنجر قاتل کی دعوت کیا کرون ای سوز عشق | کوئی قطرہ خون کا رگہائے گردن مین نہین
چل رہی ہی کیسی دنیا مین ہوائے انقلاف | پھول جتنے ہین وہ سب ہمرنگ گلشن مین نہین
کیا جفائے چرخ کا زیر زمین بھی دخل ہے | چین ای محشر اسی باعث سے مدفن مین نہین

تم کہو گے چپ یہ رہتے ہی نہین — اسلیے ہم کچھ بھی کہتے ہی نہین

کون دے ٹوٹے ہوے دلکی خبر — اشک غم کچھ دن سے بہتے ہی نہین

کہہ لو تم جو کچھ تمھارے منھہ مین آئے — ہم تو کوئی بات کہتے ہی نہین

فصل گل مین ہونگے وہ طایر اسیر — جو خزان مین چاپ سہتے ہی نہین

صاف یہ ہر سننے والا چاہیے
بے کہے محشر تو رہتے ہی نہین

عرض مطلب کا ارادہ ہے سنو گے کہ نہین — آج مقبول دعا مفت ہے لوگے کہ نہین

چشم خونبار کے افسانے پہ آتی تھی ہنسی — اب مین آمادۂ فریاد ہون روگے کہ نہین

کیا کہون کشمکش شوق سر محفل دوست — مجھسے دربان ہے کہتا تھا اٹھوگے کہ نہین

نامرادون کی زبان منھہ مین نہین کیا لینے — کوئی پوچھا کرے کچھ ہم سے کہوگے کہ نہین

ہنسی مانا روش ناز ہے ملکر چھٹنا — یہ تو بتلادو کبھی چھٹ کے ملوگے کہ نہین

شکوۂ ہجر کو جب طول ہوا حد سے سوا — بولا وہ شوخ بس اب چپ بھی رہوگے کہ نہین

شیون دل پہ بگڑتے تھے وہ مرحوم ہوا — اب کسی دن مری دو باتین سنوگے کہ نہین

معدلت گاہ قیامت مین ہو کیون چپ محشر
تم بھی کچھ اچھی بری آج کہوگے کہ نہین

فصل گل مین سر پہ ہے گرمی بازار جنون — مر گیا شاید کوئی تازہ گرفتار جنون

آنکھ سے گرتی گئی رونق طلسم دہر کی — دن بدن بڑھتا گیا جتنا کہ آزار جنون

چارہ سازون کے دماغ و دل پہ صدقے جائیے — کہتے ہین کوئی نہین دارو سے بیمار جنون

کاوش فرقت سے کیا بتلاؤن کس عالم مین ہون — گھٹ رہی ہے زندگی بڑھتے ہین آزار جنون

کہہ دیئے جائین اگر اسرار حسن و عشق کے
اک خدائی جان و دل سے ہو گرفتار جنون

بیخودی مین کوئی دیوانہ سبھی کچھ کہہ گیا
پھر بھی رکھا انتہا کا حفظ اسرار جنون

کوچۂ جانان کا رخ دنیا سے منھ پھیرے ہوئے
یہ ہی معیار محبت یہ ہے معیار جنون

عالم ہستی سے کوسون دور لا یا کھینچکر
دیکھیے اب اور کیا دکھلائے آزار جنون

دیکھیے جسکو وہ آمادہ ستانے کے لیے
کیا خدائی بھر کے مجرم ہین گنہگار جنون

پہلے محشر تھا اور اب لقب ای ہمدم نہ پوچھ
مبتلائے عاشقی ہون اور بیمار جنون



دم تقریر نہ چھیڑ حسن و عشق کی کیون ہو
کسی کا [illegible] ایسی دل لگی کیون ہو

فراق دوست مین ایک ایک نفس اک دن برابر ہے
[illegible] اپنی زندگی کی خوشی کیون ہو

ندامت تا بہ ضبط اک دن شہید ناز ہونا ہے
تو پھر [illegible] ہاتھون خودکشی کیون ہو

وفا شیوہ ہمارا ظلم عادت اُس ستمگر کی
زبان پر [illegible] شکوہ باعث ناراضگی کیون ہو

جہان تک بس چلا شور فغان رک لینگے وہ تیرے
ذرا سی بات پر بدنام نام عاشقی کیون ہو

بھلا تم اور چرا او دل سے شوق کہنے کی اتنی باتین
اگر جس وقت پر چھپا جائے تو منھ پر ہنسی کیون ہو

نہ اُٹھنا ہی جمال حسن کے پردے کا اچھا ہے
مری محرومی قسمت فروغ نامکی کیون ہو

اثر تقریر مین کیونکر بھرے وہ عرض مطلب پر
جسے اسبات کا رونا کہ ناحق کی ہنسی کیون ہو

دل ناآشنا لیکر چلے ہو بزم جانان مین
کسی دشمن پہ محشر اعتبار دوستی کیون ہو

ہمتو خوش ہین بہرجان مبتلا جو کچھ بھی ہو
صاف کہدو جرم الفت کی سزا جو کچھ بھی ہو

ہمتو اک چشم عنایت ہی پہ صدقے ہو گئے
تیرے لطف بیکران کی انتہا جو کچھ بھی ہو

دیکھ تو لین اک نظر تیری ادائے دلشکن
جی اُٹھین ہم یا کہ آجائے قضا جو کچھ بھی ہو

کم حقیقت چشم جانا مین ہی تو کچھ بھی نہین
اہل دل کا گو کہ انداز وفا جو کچھ بھی ہو

چشم ظاہر مین رہی ناکام مقصد ہی کلیم
ہمنے مانا طور پر جا کر صدا جو کچھ بھی ہو

ظلم جانان ہی بہر تقدیر اک رمز فنا
ابتدا جو کچھ بھی ہو یا انتہا جو کچھ بھی ہو

ہی خیال روح پرور اہل باطن کے لئے
ماورا اسکے ترا رمز ادا جو کچھ بھی ہو

آپنے دنیا اُلٹ دینے کا رکھا نام حشر
بندہ پرور وہ بھی ہو اسکی سوا جو کچھ بھی ہو

حشر کا ہونا جو برحق ہی کہانتک انتظار
آج ہی جلوہ دکھا او خود نما جو کچھ بھی ہو

در حقیقت ہم سمجھتے تھے کہ ہی رمز فنا
ہستئ انسان کا محشر مدعا جو کچھ بھی ہو

زندگی بیکار ہی دل مین وفا جبتک نہو
دل نہین پتھر ہی وہ خوف خدا جبتک نہو

دو گھڑی کے بعد تکلیف عیادت ختم ہے
بیٹھے رہنا درد دل کی انتہا جبتک نہو

مطلب شکر و شکایت پر زبان کیونکر کھلے
تیری جانب سے ستم کی انتہا جبتک نہو



اپنی رفتار کا اعجاز دکھاتے جاؤ
ہر قدم ایک نیا فتنہ اُٹھاتے جاؤ

حشر انگیز ہے ہر چند تمھاری رفتار
جب مین جانون مری تقدیر جگاتے جاؤ

درد فرقت سے مین رو رو کی ہنساتا جاؤن
متصل تم مجھے ہنس ہنس کے رُلاتے جاؤ

سنکے حال دل بیتاب کہو کیا گذری
کچھ تو احوال دلی مجھکو سناتے جاؤ

ہجر مین موت کو کسطرح بلاتا ہے کوئی | تم اگر جاتے ہو ہمکو یہ بتاتے جاؤ

آئے ہو کوچۂ جانان مین اگر اے محشر
اپنی تربت کا نشان کیون نہ بناتے جاؤ

دورِ فلک مین اہلِ وفا کو خوشی نہو | ہوتا رہے جہان مین سب کچھ یہی نہو
طاقت رہا ہے دل ہی بیانِ غمِ فراق | اے ہنسکے سننے والو یہ کچھ دلگی نہو
یان ہر فغان مین دلکا لہو ہو رہا ہے خشک | وہ ہنسکے کہہ رہے ہین قیامت ہوئی نہو
بیٹھا ہون بیٹھنے دے مجھے ضبطِ شوق اگر | خوف اسکا ہے کہین سرِ محفل ہنسی نہو
فرقت مین اس خیال سے برسون جیا ہون مین | وہ غم ہی کیا کہ جسکا نتیجہ خوشی نہو
ہر اک نفس مین لاکھ طرح کا ہے خوف جان | یہ دردِ دل ہی چارہ گرو دلگی نہو
بیٹھا ہوا ہون منتظرِ وعدۂ حبیب | پروردگار صبحِ قیامت ابھی نہو
چشمِ کلیم دوست زلیخا کا قول ہے | شوق اور اسپہ صبر کوئی دلگی نہو
احباب شمع وچادرِ گل سے رکھین معاف | وہ قبر کیا جو چھائی ہوئی بیکسی نہو

محشر مذاق توبہ پرستی کو اب سلام
کیا لطف زندگی کا اگر میکشی نہو

ستم کا ماجرا ہم سے نہ پوچھو | جو ہونا تھا ہوا ہم سے نہ پوچھو
بناوٹ ہوگی شوقِ دلکی ثابت | ہمارا مدعا ہم سے نہ پوچھو
جو گذری عشق مین ناگفتنی ہے | خیالاتِ وفا ہم سے نہ پوچھو
حسابِ دوستان دردل مثل ہے | اٹھائی کیون جفا ہم سے نہ پوچھو
جوانی مین خبر ہے کسکو دل کی | نہ جانے کیا ہوا ہم سے نہ پوچھو

صنم کعبے مین کیون ہین اور کیا ہین — خدا کا واسطا ہم سے نہ پوچھو

خدا یاد آگیا ایک اک نفس مین — نتیجہ عشق کا ہم سے نہ پوچھو

دماغ و دلکو روحانی ہے تحریک — محبت کا مزا ہم سے نہ پوچھو

سر محفل ہر اک کو رشک ہوگا — تم اسرار وفا ہم سے نہ پوچھو



فدا برقِ نگہ کے آنکھ بھر کر دیکھتے جاؤ — جو دیکھا جائے حال قلب مضطر دیکھتے جاؤ

تمنائے قتیل ناز کو دیکھو نہ دیکھو تم — نزاکت سے رکا جاتا ہی خنجر دیکھتے جاؤ

ہماری گرد دامانِ ہوا سے اُڑتی آتی ہی — ذرا اے رہروانِ کوئے دلبر دیکھتے جاؤ

جمالِ دلربا ہر چند خرمن سوز ہستی ہی — مگر یہ مقتضائے شوق دم بھر دیکھتے جاؤ

سکوت احباب کا دم بھر مین آخر ہی چلے جانا — مرا احوال بالین پر ٹھہر کر دیکھتے جاؤ

عجب دلچسپ یہ نظارہ گہ مین اِک تماشا ہے — کہ کوئی دیکھتا ہی تمکو کیونکر دیکھتے جاؤ

چلے ہو ماہ کنعان خلوت شوق زلیخا مین — خدا کیواسطے لوح مقدر دیکھتے جاؤ

نشان رنگ فنا کی دن بدن بڑہتے ہی جاتے ہین
ذرا آئینۂ ہستی کو محشر دیکھتے جاؤ

آبرو سے ہو اگر اُلفت تو شیدائی نہو — عشق مین یہ بھی ہی رسوائی جو رسوائی نہو

کیون کرے دعوی وفا کا لے کوئی کیون نام عشق — ہجر کے غم مین اگر تاب شکیبائی نہو

خاک ہو جائے زمانے مین فروغ آئینہ — خوبرویون کو اگر شوق خود آرائی نہو

کیون نہ پیغام اجل ہو تیر ناز اُسکے لئے — زندگی بھر چوٹ جس دل نے کہین کھائی نہو

اُس سی پوچھا چاہیے محشر خوشی کیا چیز ہے — جسکے منھ پر مسکراہٹ بھی کبھی آئی نہو

عالم ہستی سے وان چلیئے جہان کوئی نہو
ساتھ مین مثل نفس ایذا رسان کوئی نہو

میرے قصے کے اثر سے سب ہوئی محو سکوت
مقتضا قسمت کا یہ ہے ہمزبان کوئی نہو

بزم ارمان کیجیئے برپا یہی کہتا ہی شوق
دل یہ کہتا ہی جہان تم ہو وہان کوئی نہو

اُف وہ بیماری دوا جسکی کہین ممکن نہین
ہائے وہ بیمار جسپر مہربان کوئی نہو

اپنی ایک ایک اشک مین پنہان ہین لاکھون دلکی راز
جسجگہ رونے کو ہم بیٹھین وہان کوئی نہو

تھوڑی راحت کے لیئے سر پہ ہو سب کا مظلمہ
نالہ جب کیجیئے کہ زیر آسمان کوئی نہو

محشر اپنی سا تکلف بھی حریف شوق ہی
پردہ دار جلوۂ حسن بتان کوئی نہو

سمجھ رہا ہے سفر مین یہ ہمنفس کس کو
سنائے جاتا ہی احوال دل جرس کس کو

ترقی ستم آسمان سے کیون ڈریئے
غم فراق مین جینے کی ہی ہوس کس کو

رہا تو کیا نہ رہا قبر کا نشان تو کیا
ہمیشہ پوچھتا ہے کوئی ہمنفس کس کو

مین طول قید سے مرتا ہون یہ بتا صیاد
سپرد کر دون اسیرون مین اب قفس کس کو



دم بھر تلافی غم فرقت ہی کیون نہو
خلوت مین دل سی ذکر محبت ہی کیون نہو

پوچھا مزاج ہنسکے مریضان عشق کا
اس دوستی سے رسم عداوت ہی کیون نہو

اظہار شوق دید سے باز آئینگے نہ ہم
ہر چند چشم دل کو خجالت ہی کیون نہو

دلکش ہی پھر بھی قصہ دیوانگان عشق
مانا کہ ایسے ذکر سے وحشت ہی کیون نہو

مرنے کے بعد منھ کا چھپانا جو ہے ضرور
بدلے کفن کے دامن عبرت ہی کیون نہو

بیکار بیٹھنے سے شب ہجر کیا حصول
بہتر ہی شغل ماتم حسرت ہی کیون نہو

محشر بہاؤ اشک شہیدان عشق پر
ہر اک نفس ثواب عبادت ہی کیون ہو

بتکدے جاتے ہو محشر آؤ دم لیتے چلو
آج واعظ کے لگے ہاتھون قدم لیتے چلو

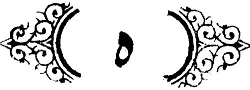
عاشقون سی کہہ رہی ہے ہمت ایذا پسند
دل پہ بار رنج فرقت تا عدم لیتے چلو

آندھیان دشت محبت کی قیامت خیز ہین
دل یہ کہتا ہی کہ تم بھی چشم نم لیتے چلو

لاش اگر اٹھی ہی میری دفن بھی ہو جائیگی
دوستو کیون اسقدر جلدی ہی دم لیتے چلو

ہی نظر بازونکا مجمع داشتہ آید بکار
حشر کے دن زخم پیکان ستم لیتے چلو

ترک رسم کہنہ اے محشر خلاف وضع ہے
چند تصویر بتان سوے حرم لیتے چلو



مرادونکا ہی گھر میرے لئے تعمیر میخانہ
بلا آتا ہون اکثر صبحدم زنجیر میخانہ

حقیقت اپنے دلکی کیا کہون کچھ کہہ نہین سکتا
وہ میکش ہون کہ پہلو مین ہی اک تصویر میخانہ

زبانمین پڑ گئے کانٹے کہانتک تشنگین آخر
مرے ساقی خدارا کھولدے زنجیر میخانہ

دماغ و دل کو بعد توبہ بھی اتنا تعلق ہی
کہ اکثر دیکھتا ہون خواب مین تصویر میخانہ

تصدق شوق سے کرتے ہین دلکو دور ساغر پر
بڑھاتے ہین بڑھانے والے یون توقیر میخانہ

وہان موسی کو غش آیا یہان بیہوش میکش ہین
جواب کوہ سینا ہو گئی تعمیر میخانہ

نہ چھوٹا سلسلہ جوش جنون کا میکشی مین بھی
رہی ہر وقت میرے ہاتھ مین زنجیر میخانہ

نگاہین اسکی جم سکتی ہین محشر چشم ساقی پر
کہ جسنے کھینچی ہو سو رنگ سی تصویر میخانہ

گو کہ انسان جوہر قابل ہے پتھر آئینہ — لن ترانی ہم سنین دیکھے وہ رُخ ہر آئینہ

چشم مہ گون سے کسیکی یہ ہوا نیرنگ حسن — بنگیا ہنگام زینت رشکِ ساغر آئینہ

جوہر الفت کا ربط باطنی بڑھنے تو دو — خود ہی کھجائیگا حالِ قلب مضطر آئینہ

اِن حسینون کی نگاہِ گرم کا اُف ری اثر — ہو گیا اک آبلہ آخر سراسر آئینہ

خلق مین لازم ہے ہر شے کیلئے حسنِ قبول — ہو گیا نامی بناتے ہی سکندر آئینہ

کیون نہ کٹ جائے حسینون ہی کی نظارے مین دن — صبح اُٹھکر دیکھتا ہی روئے دلبر آئینہ

اشک کیون آنکھون مین بھر لائے جو ٹوٹا دل مرا — ڈھونڈھ لینا اور کوئی اس سے بہتر آئینہ

شک تغیر کا نہ چھوڑیگا مریضِ ہجر کو — دیکھے ہی جاتا ہے شکل اپنی اُٹھا کر آئینہ

ہمنے تم مین ہر ادا دیکھی نئی صبح وصال — صاف کہہ دو تمنے کیا دیکھا اُٹھا کر آئینہ

تھا معما حسن کا پر حیف کچھ کھلتا نہین — دیکھتے ہین یہ حسین خلوت مین کیونکر آئینہ

دیکھنے بیٹھے تو ہو اُس خود نما کا تم سنگار
بن نہ جانا فرط حیرانی سے محشر آئینہ

ظاہر ہوئی جب مجھسے وفا اور زیادہ — ضد باندھ کے کی اُسنے جفا اور زیادہ

فرقت مین بڑھی جتنی پریشانی خاطر — گھٹتی گئی تاثیر دعا اور زیادہ

یہ ظلم کے افسانے کا ادنی سا اثر ہے — مشہور چھپانے سے ہوا اور زیادہ

کرتا ہون طلب دلکو مین جب عوتِ غم مین — کہتا ہے کہ دے تجھکو خدا اور زیادہ

کس طرح نہ ہم دردِ محبت کو کرین ضبط — ہر سانس مین بڑھتا ہے مزا اور زیادہ

اب ہجر کے بیمار کو قسمت پہ ہے نازش — کرنے لگی ہے ناز قضا اور زیادہ



مرا جینا غمِ فرقت مین اک رازِ محبت ہی
کہ جو جو سانس آتی ہے وہ اعجازِ محبت ہی

جفائے دوست کی ہمسے حقیقت پوچھ لے کوئی
وفا کی آزمایش کے لئے نازِ محبت ہی

تری ہر اک ادا مین دشمنی کے سیکڑون پہلو
مری ہر اک روش مین حسن اندازِ محبت ہی

فراق و وصل دونون مین حیات دلکی لالے مین
اگر بچ جائے قسمت سے تو اعجازِ محبت ہی

مری برقِ وفا سے طور کا دامن بھی جل اٹھا
جسے روحِ اثر کہیے وہ آوازِ محبت ہی

فراقِ دوست مین رونے کی تکلیفین سر آنکھون پر
مگر یہ کیا کرون آنسو جو غمّازِ محبت ہی

زیارت گاہ اربابِ فنا وہ سرزمین نکلی
جہان پر زیرِ گردون قبرِ جانبازِ محبت ہی

بناتا جاتا ہون دلکی لحد اور کہتا جاتا ہون
نہ جانے انتہا کیا ہو یہ آغازِ محبت ہی

سمجھ مین چارہ گر کی کچھ نہین آتا تمھین سنلو
مریضِ غم کی جو ہچکی ہی اک رازِ محبت ہی

پسِ مردن کسی سے ہم نہ بولین ہین نہ بولینگے
کہ خاموشی مین پنہان دفترِ رازِ محبت ہی

ہوئی بربادِ خاکِ دل ہوا مین جب تو وہ بولے
ابھی بگڑا ہی کیا ایسا یہ آغازِ محبت ہی

کوئی پوچھے جو شرحِ عشق جانان کہدو ای محشر
خدائی مین یہی دلسوز و دمسازِ محبت ہی

جفائے ناگہان ہمپر کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہی
مزاجِ دوست ای محشر کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہی

طلسماتِ تغیر نے بنایا ہمکو دیوانہ
کہ احوالِ دلِ مضطر کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہی

تلون نے کیا اک حشر امیدون کی دنیا مین
ہمارا وہ ستم پرور کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہی

جسے بیمار ڈالا چارہ گر بھی اُسکے بنتے ہو
زمانے کا گمان تمپر کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہی

قیامت ہین اُمنگین انتظار شام وعدہ مین
وفور شوق سے دن بھر کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہی

نکالی ہاتھ نے فصّاد کے رفتار محبوبی
طریق کاوش نشتر کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہی

کہانتک طول خط شوق وہ پڑھنے کو بیٹھین گے
تمنائے دل مضطر کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہی

خدا یاد آگیا آخر جفائے دست قاتل سے
دعا میری تہ خنجر کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہی

وہی ہم ہین وہی دل ہی مگر رنگ خیال اپنا
کسیکی بزم سے اُٹھکر کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہی

نہ غصّے کا پتہ پایا نہ محشر مہربانی کا
نگاہ چشم افسون گر کبھی کچھ ہی کبھی کچھ ہی

جنسے تھا لطف زندگی نہ رہے
وہ زمانہ وہ لوگ ہی نہ رہے

آمد موت پر فدا اسب کچھ
کیا رہا جبکہ آپ ہی نہ رہے

دیکھ لی ہمنے بس عدالت عشق
غم رہے دل مین اور خوشی نہ رہے

حد بتا دیجیے ستم کی ہمین
ساری دنیا مین کیا کوئی نہ رہے

جب مین جانون اجل کو پلٹا دو
بات بیمار ہجر کی نہ رہے

رہ کے دنیائے عشق مین محشر
شیخ و واعظ سے دوستی نہ رہے

مری صورت سے اور سیرت سے کیونکر جائے بیتابی
کہ مین شیدائے دل ہمین دل مرا شیدائے بیتابی

شب ہجر اک معما ہی جبھی جانین کہ بتلا دو
کہے دیتے ہین تمسے حال درد افزائے بیتابی

ہزارون کروٹین بدلا کیا ہی یاد جانا نمین
نہ سونا تھا نہ سویا رات بھر شیدائے بیتابی

بھلا ہو ہجر کی شب کا بھلا ہو یاد جانان کا
کہ راحت اور مرا دل نیند اور شیدائے بیتابی

سکون دلپہ ہو کیسن کاہش جان تنگی اٹھتی تھین
نہین معلوم کیا آفت بھری تھی جائے بیتابی

سکون دردیرہ موت آئی مجھکو نیند کے بدلے
بڑا آرام پایا بعد مدت جائے بیتابی

نہین معلوم کیا گذری جو محشر یہ دعا مانگی
خدا دشمن سے دشمن کو نہ دے ایذائے بیتابی

کسے ناخواندہ مہمان کہتی ہین پوچھو مری دل سے
نکلوا یا گیا اکثر یہ معشوقون کی محفل سے

ہمین ظاہر ہوا ہر وقت کی بیتابی دل سے
یہ بیماری وہ ہی جسمین کہ موت آتی ہی مشکل سے

ہنسی آتی ہے مجھکو چارہ سازونکی توجہ پر
سمجھ لینگے خدائی راز گویا نبض بسمل سے

مصیبت اپنی اہل محشر بھول جاتے ہین
وہ باتین بے تکلف چھڑ گئیں مقتول و قاتل سے

فلک کے دور مین کیا جانین کیسا انقلاب آئے
قرین مصلحت ہی دور رہنا اُن کی محفل سے

کیا موسیٰ نے وہ کار نمایان جو نہ ممکن تھا
اُبھارا نقش برق حسن کو بیتابی دل سے

غم فرقت کی تاثیر اس سی بڑھکر اور کیا ہوگی
کہ ہمنے اپنے دلکو خود ہی پہچانا ہی مشکل سے

سفینے کو خدا حافظ نہ کہئے پھر تو کیا کہئے
کہ موجین مثل پیغام اجل آتی ہین ساحل سے

نکالا قدرت جذبات حسن و عشق نے ملکر
مہ کنعان کو اپنے گھر سی اور لیلی کو محمل سے

وہ ساعت آگئی عالم دگرگون ہونیوالا ہی
حضور اُٹھ جائے منہ پھیر کر پہلوئے بسمل سے

وہ خوش تقدیر کیونکر بیٹھنے پائے کہین دم بھر
نہ پہچانا مزاج دوست جسنے رنگ محفل سے

حیات عشق ہین محشر خدا وہ دن نہ دکھلائے
کہ جانا اور پھر زندہ پلٹنا کوئے قاتل سے

ہمراہ مری روح کے ایذائے تپش ہی
جو سانس ہی وہ دل کیلئے تازہ خلش ہی

فرما رہے ہین کو چۂ دلبر مین نہ جانا
ای حضرت ناصح یہ بھلا کیسی روش ہی

حرکت کسی صورت سے رکی ہی نہ رکیگی
جبتک ترے ناوک کی مرے دل مین خلش ہی

دنیا کا ورق الٹا جو کروٹ کبھی بدلی
مشہور زمانہ ترے بسمل کی تپش ہے

مرنیکا کوئی ڈر ہی نہین بادہ کشی مین
محشر بھی عجب رنگ کا آزاد منش ہے

جلتا نہ رہ عشق سے دل بھی ہے جگر بھی
اک آگ برابر کی ادھر بھی ہے ادھر بھی

محبوب سے کیا فائدہ عرض تمنا
جبتک نہ زبان مین ہو خدا داد اثر بھی

پھوڑا ہوئی ہین پسلیان بتیابی دل سے
یون کروٹین لین ادھر بھی ہے ادھر بھی

ہم جانتے ہین ناز کی شوق نظارہ
یون دیکھ لیا انکو ہوئی کچھ نہ خبر بھی

یہ اہل وفا شوخی دلبر کے فدائی
پابند ادب جلنے ہین اتنے ہی نڈر بھی

یہ خم نگہ ناز وہ دیکھین کہ نہ دیکھین
کیا داد نہ دینگے مجھے ارباب نظر بھی

اب دیکھتے کیون ہو حرکت قلب کی محشر
کس منہ سے شب غم یہ کہا تھا کہین مر بھی

مدتین ہو گئین ہین چپ رہتے
کوئی سنتا تو ہم بھی کچھ کہتے

جل گیا خشک ہو کے دامن دل
اشک آنکھون سے اور کیا بہتے

بات کی اور منھ کو آیا جگر
اس سے بہتر یہی تھا چپ رہتے

دل کے ناسور کی یہ حد دیکھی
ہو گیا بند بہتے ہی بہتے

ہمکو جلدی نے موت کی مارا
اور جیتے تو اور غم سہتے

متغیر ہے عالم امکان
باقی ایام ہجر کیا رہتے

سبھی سنتے تمھاری اے محشر
کوئی کہنے کی بات اگر کہتے

ہم ایسے آشنائے درد بھی دنیا مین کم نکلے
کہ جنکا چارہ گر سے حال دل کہنے مین دم نکلے

کوئی بسمل کمال چارہ گر کا جب معرف ہو
کہ منہ سے اُف نہ نکلے دل سے پیکانِ ستم نکلے

بنانے بیٹھا ہون تصویر دل کی جی بہلنے کو
مگر یہ فکر ہی تیور سے شانِ ضبطِ غم نکلے

طوافِ کعبہ کا مقصود باطن محشر اب سمجھے
یہ سب اللہ والے عاشقِ حسنِ صنم نکلے

یہانتک ہمنے کی سعی اثر فرقت مین نالون سے
کہ خون آنے لگا پانی کے بدلے دل کے چھالون سے

پریشان خاطری کا اُنپہ عقدہ کسطرح کھلتا
جنھین دنیا مین دلچسپی نہین آشفتہ حالون سے

تلاشِ دوست مین جو جو مصیبت ہمپہ گذری ہی
مزا اُسکا کوئی پوچھے حرم کے جانے والون سے

بہت دشوار ہین آسان مسائل بھی محبت کی
شکست دل کے معنی پوچھئے نازک خیالون سے

وفور عشق مین ہم ساکن دنیائے حیرت مین
تعلق ہنسنے والون سے نہ مطلب رونے والون سے

نغانِ اہلِ دل ہی رہنمائے منزلِ عرفان
خدا یاد آگیا اہل جہان کو میرے نالون سے

دکھا دونگا تلاطم بحر غم کا ہنسنے والون کو
ذرا اے چارہ گر پانی نکلجانے دے چھالون سے

فلک کو دیکھکر بھر لینگے آہِ سرد بھی محشر
اگر مہلت ملیگی سر اُٹھانے کی ملالون سے

کھینچ کر آپ اپنی ہی تصویر دیکھا چاہیئے
غم نے کی کس کس جگہ تاثیر دیکھا چاہیئے

خیریت ہی امتحان نگاہ محبت سے بعید
جینے والون کا خط تقدیر دیکھا چاہیئے

حشر مین سنتے ہین وہ اُٹھین گے چہرے سے نقاب
چلکے سیر عالم تصویر دیکھا چاہیئے

آگئے دشمن بھی بالین پر فدائے عشق کی
آپکو ہو کس قدر تاخیر دیکھا چاہیئے

ظالم نے ہاتھ اُٹھایا اعجاز دلبری سے
خنجر گلے پہ رکھا جب ناز دلبری سے

تاریخ مرگ ارمان یاد آگئی کیونکر اُنکو
ہوش اُڑ گئے ہون جنکے آغاز دلبری سے

بیتابئ جگر بھی کچھ دیر دیکھ لینا
فرصت کبھی جو پانا تم ناز دلبری سے

زور شباب سے وہ بجلی بنے ہوے ہین
شوخی ٹپک رہی ہے انداز دلبری سے

آنکھون سے تا بہ شہرگ اور قلب سے جگر تک
پہونچا کہان کہان تو اک ناز دلبری سے

کھلجائین دونون آنکھین جل سوے طور واعظ
سرمہ ہوا ہی پتھر اعجاز دلبری سے

کس نے بتون کو اپنا بندہ بنا لیا ہے
کعبے مین کون آیا انداز دلبری سے

موسیٰ کی زندگی پر اُڑتے ہین ہوش محشر
جاتی ہے جان ورنہ آواز دلبری سے

جبتک کہ نہ مر جائینگے آرام نہ لین گے
زندہ ہین تو جینے کا کبھی نام نہ لینگے

قاصد نے کہی اچھی بُری کچھ نہ پلٹ کے
کمبخت سے اب کوئی کبھی کام نہ لینگے

پہونچین گے اگر خیر سے تا عرصۂ محشر
پھر آنے کا دنیا مین کبھی نام نہ لینگے

دل لیتے ہی بس عہد وفا حرف غلط تھا
پھر ہمسے کبھی آپ کوئی کام نہ لینگے

محشر وہ نہ لین نامہ و پیغام ہمارا
کیا دلکی دعا بھی سحر و شام نہ لینگے

وہ خفا بیٹھے ہین سن سن کے صدا فریاد کی
کوئی اتنا کہہ دے یہ تعریف ہے بیداد کی

صرف تاثیر نوا سنجی کیا دل کا لہو
اسطرح ہمنے قفس مین خدمت صیاد کی

کون کہتا حشر کے دن داستانِ حسن و عشق
پیش کی تصویر ہم نے خاطر ناشاد کی

حشر برپا ہو گیا خواب عدم سے سب اُٹھے
ای خدا کس پر کیس سفاک نے بیداد کی

اُف ری شوق ذبح گردن پر چلی جب تیغ ناز
دی صدا ہر قطرۂ خون نے مبارکباد کی

موت کیا شام شب فرقت کی گویا ایک پل
زندگی کیا ایک ساعت ہی تمھاری یاد کی

ہی اگر محشر غزل مین خواہش حسن قبول
چاہیئے تقلید تمکو میر سے اُستاد کی

مانا کہ عمر بھر تجھے ڈھونڈا کرے کوئی
قسمت نہو جو راہ پہ تو کیا کرے کوئی

جینا دفور عشق مین مشکل ہی اور محال
مرنا بھی ہو نہ سہل تو پھر کیا کرے کوئی

سارے جہان مین موت پکار آئی شام غم
چالکہ مریض عشق کو اچھا کرے کوئی

دراصل لطف زیست ہی ایذائے عشق مین
لیکن اگر خوشی سے گوارا کرے کوئی

یہ کہکے اُٹھ گئے مری بالین سی چارہ ساز
درد ایک ہو تو اسکا مداوا کرے کوئی

مانا بُرا نہین ہی خیال وفائے عہد
امید ٹوٹ جائے تو پھر کیا کرے کوئی

قیمت دل شکستہ کی ہی اک نگاہ ناز
لازم ہی دیکھ بھال کے سودا کرے کوئی

دیوانگان عشق پہ عبرت ضرور ہے
دل مین خدا سے ڈرکے تماشا کرے کوئی

ہر وقت شغل ہے اُنھین ایجاد ناز کا
فرصت کہان کہ عرض تمنا کرے کوئی



گھٹی جاتی ہی طاقت ہر نفس مین ضبط بسمل کی
شکست رنگ سے آئینہ حالت ہو گئی دل کی

سنوارے حلقہ ہائے گیسوئے جانان تصور مین
نکالین ہمنے کیا کیا صورتین آزادیٔ دل کی

کہا احوال سوز دل کا خاموشی کے پردے مین
زبان شمع ہی گویا ادب آموز محفل کی

کیا اتنا تصور نجد مین مجنون نے لیلی کا
جدھر جاتا تھا پرچھائین نظر آتی تھی محمل کی

دیار عشق کا ہر ذرہ طومار وفا ہوگا
ذرا برباد ہونے دیجیے مٹی مرے دل کی

نگاہ عام میں زندہ ہوں لیکن باطناً مردہ
خدا دشمن کو بھی ایذا نہ دے بیتابیِ دل کی

عدم کے رہروں کو خواب مرگ آجائے جلدی سے
کہانی چارہ ساز و چھیڑ دو دوریِ منزل کی

ہوا ہے خاتمہ بالخیر کس کی سخت جانی کا
پرستش ہو رہی ہے آجکل شمشیر قاتل کی

جمال حسن کے دیدار میں اللہ ری بیتابی
جواب برق کو وہ طور پر کروٹ ہے بسمل کی

نہ اُٹھے بیٹھ کر **محشر** زمین کوئے جاناں سے
چلو اچھا ہوا مٹی ٹھکانے لگ گئی دل کی

وسعت بیان کیا ہو تری جلوہ گاہ کی
قایم کہیں پہ حد نہیں ہوتی نگاہ کی

ہنگام درد ہجر نہ پوچھو کہاں ہو میں
دنیا ہی اور ہے مرے حال تباہ کی

دی جائے کیوں لکھے پہ نکیرین کے سزا
دل بھی تو ایک نقل ہے فرد گناہ کی

یہ نفخ صور و برہمی عالم وجود
ہنگامہ خیزیاں ہیں ترے دادخواہ کی

مدہوشی شراب محبت پہ میں فدا
دم بھر ہوئی نہ فکر ثواب و گناہ کی

محشر ہماری قبر اندھیری ہو کیا مجال
مٹی لئے ہیں ساتھ کسی جلوہ گاہ کی

مرنے والو جینے والوں کا تمھیں کچھ ہوش ہے
حال سن سن کر تمھارا جو ہے وہ خاموش ہے

سر بکف ساغر کھینچے آتے ہیں دور بزم سے
شیشۂ مے کی صدا بھی کس قدر پُرجوش ہے

جلوہ گاہ حسن تک جانا کوئی آساں نہیں
ایسی ہمت کے لئے اے دل مقدم ہوش ہے

فاتحہ پڑھکر نہ جانا میں تم ہنسے یا رو دیئے
آج کیوں مدفن شہید ناز کا گلپوش ہے

پہونچے شام شب غم یا نہ سحر تک پہونچے
درد میں ڈوبی ہوئی آہ اثر تک پہونچے

بیخودی راہبر منزل مقصود ہوئی
اپنے گھر سے جب اُٹھے یار کے گھر تک پہونچے

کھل گیا واقعۂ طور سے دنیا بھر کو
تم وہان ہو کہ نہ جس جا پہ نظر تک پہونچے

اہل حسن ایسی ہی وادی کے ہین رہنے والے
ڈھونڈھنے والونکو جنکی نہ خبر تک پہونچے



ڈرتا ہے شام ہجر نہ روز سیاہ سے
دیکھا ہے تمنے دلکو مرے کس نگاہ سے

منظور ہو جو کوئی نہ دیکھے نگاہ سے
دل مین ہمارے آیئے آنکھونکی راہ سے

اسرار شوق سینے مین نہان کئے ہوئے
موسیٰ پلٹ کے آرہے ہین جلوہ گاہ سے

بیماریٔ فراق کے افراط ضعف مین
کیا کیا نہ ہمنے کام نکالے نگاہ سے

مانو نہ مانو حسن ادا کہہ رہا ہی صاف
تم دل مین آنے والی ہو آنکھونکی راہ سے

کیا جانئے کہ پھر ہوا کیا حشر آہ کا
یہ علم ہی گذر گئی حد نگاہ سے

اتنی سی بات جسکی خدائی ہے منتظر
کیا باتین آج کرتے ہین وہ دادخواہ سے

کیون حال پوچھتے ہین وہ فرقت نصیب کا
جو دلکی آرزو ہی سمجھ لین نگاہ سے

اے شوق دید رکھلے ذرا عزت سوال
مثل کلیم مین نہ پھرون جلوہ گاہ سے

جلنا لکھا ہی دل کے مقدر مین ہر طرح
سوز فراق سے ہو کہ برق نگاہ سے

رضی رضائے دوست پہ ہین بندگان عشق
مطلب ثواب سے ہی نہ محشر گناہ سے

تم آتے پاس تو یون شرح آرزو کرتے
کہ نذر چشم کلیجے کا ہم لہو کرتے

کلیم صرف ارنی کہہ کے ہوگئے خاموش
ہزار رنگ سے مطلب کی گفتگو کرتے

وہ کہتے ہین کہ کوئی تو ضرور ہوگی غرض
کسیکو یون نہین دیکھا ہے دل لہو کرتے

تری زبان پہ فدا ترے وعدے کے صدقے
تمام رات کٹی دل سے گفتگو کرتے

رموز عشق ہین کیا گو مگو معاذ اللہ
کسیکو بھی نہ سنا صاف گفتگو کرتے

فلک کے دور مین کیا خوش نصیب ہین ہم بھی
تمام عمر ہوئی خون آرزو کرتے

سمیٹ لائے ہین کچھ خاک کوئے جانانکی
حواس آتے تو پھر دلکی جستجو کرتے

یہ دن نصیب کہان دور چرخ مین محشر
کہ دل مین آرزوے ساقی و سبو کرتے

کئے دیتا ہے جدا عشق کا آزار کسے
ڈھونڈھتا ہی سر بالین کوئی بیمار کسے

بزم مین واقعۂ طور بیان کرکے حضور
پوچھتے ہین کہ ہی اب حسرت دیدار کسے

درد مند غم فرقت مین ہی دم بھی باقی
چارہ گر بیٹھے ہوے کرتے ہین ہشیار کسے

حاصل زیست سمجھتا تھا کوئی مرنے کو
رونے کو آئے ہین غمخانے مین غمخوار کسے

کیا کہین اسکے سوا اور حقیقت دل کی
اک نگاہ غلط انداز ہے قیمت دل کی

وہ بھی دن تھے کہ اُمنگون پہ خوشی تھی کیا کیا
ہائے کس منھ سے کرین آج شکایت دل کی

تمھین سمجھے سہی اک قطرۂ خون ہی بس بس
اور کیا اسکے سوا ہوگی حقیقت دل کی

محفل دوست کو بس دور سے کر لیتے سلام
کیا خبر تھی کہ یہ ہو جائے گی حالت دل کی

ہنسی آتی ہی تمھین دیکھ کے بیتابی ہجر
رونا آتا ہی مجھے دیکھ کے صورت دل کی

مین تو مین تم بھی جو دیکھو تو نہ پہچان سکو
کیا سے کیا ہو گئی دو روز مین صورت دل کی

ہجر کی رات ہی کچھ اُٹھ نہ رہے ای گردون
آزمانی ہمین منظور ہے قدرت دل کی

آؤ پھر طور پہ اکبار چلین اے موسیٰ
اتنی سی بات مین کیا گھٹ گئی عزت دل کی

اتنا کہکر کسی مجبور کا بس رک گیا دم
جی بھی سکتا ہی وہ جسپر ہو عنایت دل کی

خلوتِ دوست سو یہ کہکے اٹھ آیا محشر
اہل دل کیا یونہین سنتے ہین مصیبت دل کی

دل یہ کہتا ہی اب آتا ہے اب آتا ہی کوئی
شام سے تا صبح بند آنکھین کئے بیٹھے رہے
جان نثارون پہ ہی ضبط غصہ بھی طرفہ ستم
اس سے کیا حاصل کہ تم دلمین لئے بیٹھے رہے
ہجر مین شور فغان ہی باعث افشائے راز
دل پہ رکھے ہاتھ اتنے کے لئے بیٹھے رہے
ایک ہم ہین اس ادا کو دیکھکر بیخود ہوئے
ایک تم ہو بادۂ گلگون پئے بیٹھے رہے

محشر ایسونکی دماغ و دل کی قدرت پر نثار
محفل دلدار مین جو مے پئے بیٹھے رہے

انتہائے عشق یہ ہے غم مزا دینے لگے
ہر جفائے ناروا پر دل دعا دینے لگے
اور بھی بگڑا مریضانِ محبت کا مزاج
جلدی جلدی چارہ گر جو دوا دینے لگے
حسن کی دنیا کے لوگون مین سیاست دیکھئے
بے خطا پایا جنھین اُنکو سزا دینے لگے
اہل دل کی آہ سے پردے حریمِ حُسن کے
اسطرح پر آئے جنبش مین ہوا دینے لگے
اہل دل کی گفتگو مین چاہیئے اتنا اثر
سن لے تیغ بھی تو اُف اُن کی صدا دینے لگے
آسرے کے ساتھ ٹوٹا دل بھی وقت عرضِ حال
وہ جواب اسطرح ایک اک بات کا دینے لگے
بس یہاں دشتِ نوا بھی اثر کی حد ہوئی
ہمصفیر آواز پہ میری صدا دینے لگے
جان اس آزار سے بچنا خلاف عقل ہی
چارہ گر ہمکو جو بے سمجھے دوا دینے لگے

دلبری بھی عشق مین ہی کیا ہی احسان عظیم
محشر اپنی جان تم جسکا صلا دینے لگے

گذر محال سر کوے یار راہ مین ہے | قدم قدم پہ نشانِ مزار راہ مین ہے
شہیدِ ناز کی لاش اُٹھی ساتھ ہین سب | حضور ہی کا فقط انتظار راہ مین ہے
چلا ہی کون یہ گلگشت کو چمن کی طرف | قدم قدم پہ تصدق بہار راہ مین ہے
اُٹھا کے اندھیان آہون سی جان دی کسنے | سواد ملکِ عدم تک غبار راہ مین ہے
میانِ منزلِ عشق اسکی ہے خبر کس کو | کہ کون رہزنِ صبر و قرار راہ مین ہے

ملی نہ منزلِ الفت کی انتہا محشر
ازل سے جو ہی غریب الدیار راہ مین ہے

دے چکا جوشِ جنون جب اذنِ بربادی مجھے | ہو گئی دنیا و مافیہا سے آزادی مجھے
جا کے صحرا سے جنون مین پا گئی سوا آزادیان | کیا ہی راس آیا ہی شغلِ خانہ بربادی مجھے
سر کٹا آیا ہون مین صدقہ نگاہِ ناز کا | ہان ذرا دکھلا دے تو شانِ جلادی مجھے
اسقدر رونا پڑا ہی آخر آنکھین بہ گئین | اب نہ دکھلا خدایا صورتِ شادی مجھے

چپ ہون محشر گو کہ دلبر لبگئی دنیاے غم
شرم اسکی ہی کہے کوئی نہ فریادی مجھے

جسمے اک عالم کو اظہارِ غرض کا جوش ہے | صدقے اُس بیکس کی حسرت پر کہ جو خاموش ہی
حشر تک بزم تصور کی نہو یا رب سحر | آج کسکا سر ہمارے زینتِ آغوش ہی
فاتحہ پڑھکر نہ جانے تم ہنسے یا رو دیے | آج کیون مدفن شہیدِ ناز کا گلپوش ہی
یون دکھاتے پھرتے ہین تازہ جوانی کی بہار | آجکل شام و سحر زلف زیبِ دوش ہی



ہر اک جملہ زبان پر میری بیتابانہ آتا ہی | کسی سے جبکہ ذکرِ سوزشِ پروانہ آتا ہی

مری شوریدگی وجہ تماشا ہے زمانے کو
جدھر جاتا ہوں سب کہتے ہین وہ دیوانہ آتا ہے

دلیلِ خانہ بربادی ہے یہ اندازِ وحشت مین
جہان مین ہر جگہ مجھکو نظر ویرانہ آتا ہے

وقارِ اہلِ عشق اتنا ہی کافی ہے محبت مین
کہ شعلہ سروقد اُٹھتا ہے جب پروانہ آتا ہے

سراپا چشم بنکر محفلِ دلبر مین آئینہ
پئے نظارۂ اندازِ معشوقانہ آتا ہے

جہان روتے کسیکو دیکھتا ہے کوئی دنیا مین
مری مردہ دلی کا یاد اُسے افسانہ آتا ہے

ہنسی بے اختیار آتی ہے ہر اک شعبدہ گر کو
زبانِ غیر پر جب عشق کا افسانہ آتا ہے

سنبھل بیٹھو ذرا اے سننے والو میرے قصے کے
قیامت ہوگی ذکرِ فرقتِ جانانہ آتا ہے

خدا معلوم کافی ہو نہ ہو میدان قیامت کا
لئے اک عالمِ وحشت ترا دیوانہ آتا ہے

قدم رکھنا نہین آسان تجلی گاہِ الفت مین
اجل کی رہبری سے شمع تک پروانہ آتا ہے

ہر اک ذرہ ہے قبرستان کا محشرؔ عالمِ دیگر
بظاہر ہمکو غفلت سے نظر ویرانہ آتا ہے

پاؤن مین صحت ہو موافق جو اگر تقدیر بھی
خاک سے بدتر ہے ورنہ چارہ گر اکسیر بھی

صاف تو یہ ہے مکرنے والے سے کچھ بس نہین
کیا ملا وعدے کی اُنسے گو کرلی تحریر بھی

جب تم آنا حشر مین اپنی صفائی کے لئے
احتیاطاً ساتھ رکھنا خون بھری شمشیر بھی

ہان یہی نازک مزاجی ہے تو پھر کیا پوچھنا
ہاتھ اُٹھائے لیتے ہین جلنے سر بے تقصیر بھی

جلگیا جب طور برقِ حسن سے سمجھے یہ ہم
کیا بُری شے ہے زیادہ گرمئ تقریر بھی

اک تصور دو طرف ہے کام کیونکر بن سکے
دیکھتے ہین زخمِ دل بھی کھینچتے ہین تیر بھی

ہمکو محشرؔ امتیازِ دوست دشمن کیون نہو
ہے دوانا بھی دل مین پوشیدہ کسیکا تیر بھی

آنسوؤں کے ساتھ آنکھیں کھو چکے
ایک دل کو دو طرح سے رو چکے

دم الٹتا ہے تمہارے ضبط سے
لو ہنسو جی کھولکر ہم رو چکے

جب شب ہجر آگیا تیرا خیال
دل پکار اٹھا اٹھو بس سو چکے

مر گئے ارمان تو بولا دل مرا
جو ہمیں روتے ہم اونکو رو چکے

ختم ہے ہر اک مصیبت بعد حشر
اے خدا یہ دن بھی جلدی ہو چکے

ہے تلون کا اثر راحت مین بھی
نیند ابھی آئی ابھی وہ سو چکے

صبح حشر آئی ہے اے محشر اٹھو
پہلوئے غفلت مین برسون سو چکے

مر مٹون پر چرخ کی بیداد ہے
یہ دہان قبر سے فریاد ہے

کہہ رہے ہین عندلیبان قفس
قید ہین نالہ مگر آزاد ہے

یہ تماشا دیکھنے آئے ہین ہم
کون بزم دوست مین دلشاد ہے

حشر مین کیون مانع شکوہ ہو تم
جو ہے وہ اپنی جگہ آزاد ہے

وہ شب وعدہ ہین خواب ناز مین
اس طرف فریاد پر فریاد ہے

داد لینگے تجھسے غم کی اے فلک
شام فرقت ہم ہین اور فریاد ہے

حشر کا دن آیا اب کیا پوچھنا
ہاتھ ہے اور دامن جلاد ہے

پھر نہین معلوم محشر کیا ہوا
بس نقاب اُس رخ سے اٹھنا یاد ہے

دل بھی مانگو مرا اور آپ ہی شرماؤ بھی
واقعی تم بڑے ہشیار ہو بس جاؤ بھی

کوچۂ یار مین یا مر گئے یا وصل ہوا
کچھ تامل نہ کرو حضرت دل آؤ بھی

جو حسین ہین اُنھین پابندیٔ ایمان کیسی
وعدۂ وصل کی تم جھوٹی قسم کھاؤ بھی

رند و زاہد سے الگ رکھو طریقہ اپنا
محفل دہر سے محشر بس اُٹھو آؤ بھی

ہم اُنکے ظلم پہ چپ ہین گلا نہین کرتے
مگر ستم ہے وہ خوف خدا نہین کرتے

ہر اک امید ہماری ہے تجھسے وابستہ
کسی سے تیرے سوا التجا نہین کرتے

وہ کہہ رہے ہین مریضان ہجر سے ہنسکر
علاج خوبیٔ تقدیر کا نہین کرتے

تجھی سے کہتی ہین ہاتھون ملکے خون مرا
تنائے شوخیٔ رنگ حنا نہین کرتے

اسی سے ہم ستم ایجاد تم کو کہتے ہین
جو ہو چکی ہے کبھی وہ جفا نہین کرتے

فغان سے اپنی غرض ہے بیان حالت دل
شکایت ستم دلربا نہین کرتے

جواب خط نہ لکھین وہ مگر یہی لکھین
کہ ہم کسی کو کبھی خط لکھا نہین کرتے

مریض درد محبت کا اب خدا حافظ
وہ وقت ہے کہ اعزا دوا نہین کرتے

زبان شمع ہے اپنی زبان اے محشر
بیان سوز غم جانگزا نہین کرتے

مر گئے ہم مگر یہ خو نہ گئی
تمیہ مرنے کی آرزو نہ گئی

کبھی اون کو گلے لگایا تھا
آج تک پیرہن سے بو نہ گئی

حشر تک بھی ہے تیرے یون پہ لب
تیری اب تک ستم کی خو نہ گئی

گئے ہوش وھوا اس وصل کی صبح
پھر ملو تم یہ آرزو نہ گئی

زور دست جنون کا کم نہ ہوا
ہمکو بھی عادت رفو نہ گئی

اب تصور مین ڈھونڈھتا ہون اُسے
تھک گئے پاؤن جستجو نہ گئی

نہ کیونکر روؤں مین تقدیر ہی کچھ اور کہتی ہے
دم وعدہ تری ظالم ہنسی کچھ اور کہتی ہے

خوشی اور غصہ دونوں ہین بہم تیرے تلون مین
نظر کچھ اور کہتی ہے ہنسی کچھ اور کہتی ہے

اوڑا کر ہوش میرے دلکو بھی سینے سے لیتا جا
ارے بے دید چشم مست ابھی کچھ اور کہتی ہے

فراقِ دوست مین صبر اور کچھ کہتا ہے آنکھوں سے
مگر آفت یہ ہے دل کی لگی کچھ اور کہتی ہے

مریض ہجر لطفِ چارہ گر سے مطمئن کیون ہو
رہِ شوقِ مضطر کی وقتِ جانکنی کچھ اور کہتی ہے

دعائین مانگتے ہین دوست میری اچھے ہونے کی
مگر تکلیف دل کے درد کی کچھ اور کہتی ہے

خداوندا بخیر انجام کرنا شام وعدہ کا
دلِ پر شوق کی بیحد خوشی کچھ اور کہتی ہے

بظاہر پارسائی کا بڑا دعویٰ ہے محشر کو
مگر اندرون سے انکی دوستی کچھ اور کہتی ہے

پایا یہ لطف حسرتِ وصلِ حبیب سے
تڑپے ہین تیر قلب و جگر پر قریب سے

حافظ خدا ہے ہجر مین اُسکی حیات کا
نفرت ہے جس مریض کو نام طبیب سے

ارباب دل سے دردِ محبت کا قول ہے
مر جایئے رجوع نہ کیجے طبیب سے

اللہ رے تعلقِ خاطر شبِ فراق
آئی ہے روح جسم مین نام حبیب سے

جینا وبال ہو گیا مشکل ہوئی ہے موت
باز آئے صحبتِ دلِ فرقت نصیب سے

رفتارِ ناز حشر کا ہنگامہ کر گئی
گذرا ہے کون میری لحد کے قریب سے

دورِ فلک مین جیتے ہین کسطرح اہلِ دل
پوچھینگے ہم کبھی کسی آفت نصیب سے

سمجھائے دیتے ہین تجھے او بانیِ ستم
ڈرنا ضرور چاہیئے آہِ غریب سے

آخر صدا کا نام ہی فریاد ہو گیا
پوچھو مذاقِ دردِ دل عندلیب سے

بیتاب ہون یہ میری یہ دشمن بھی کہتے ہین
محشر تجھے خدا ہی ملائے حبیب سے

بڑھا کر دل نے الفت اک حسین سے
عداوت باندھ لی آخر ہمین سے

اگر ہم بات پر آئین تو رُلا دین
تمھین بھی قصۂ قلب حزین سے

نہ چھیڑو میرے دل سے قصۂ وصل
ہنسی اچھی نہین اندوہگین سے

چلین عاشق علاج سوز دل کو
حنا پہ چھٹتی ہے دستِ نازنین سے

سوالِ وصل پر چپ ہو کے اُسنے
کہی دل کی نگاہِ شرمگین سے

جواب اشک و سیماب اپنا دل ہے
کہ گر کر پھر نہین اُٹھتا زمین سے

دلِ نازک کی اللہ ری مسرت
وہ ٹھکراتے ہین پائے نازنین سے

جہان شک تھا ترے نقشِ قدم کا
اُٹھا محشر نہ مر کر اُس زمین سے

جانتے ہین کہ محبت کا مآل اچھا ہے
تیرے عشاق کا ہر حال مین حال اچھا ہے

جان و ایمان کی طلب ورادا غصے کی
چشم بد دور یہ انداز سوال اچھا ہے

ہمنے جلکر صفتِ شمع نہ دیکھا کچھ بھی
لوگ کہتے ہین کہ ایذا کا مآل اچھا ہے

دل سے جاتی رہی ایذائے غریب الوطنی
ہمنے جب سن لیا احباب کا حال اچھا ہے

زندہ چھوڑے گی نہ بیمار کو ہرگز یہ خوشی
دفعۃً آپنے کیون کہدیا حال اچھا ہے

سر بزانوئے غم دلدار ہین بیٹھو محشر
کہ یہ آئینۂ نیرنگِ خیال اچھا ہے

ہلگئی ساری خدائی آہ کی تاثیر سے
دل مرا زخمی ہوا الفت مین ایسے تیر سے

پہلے اُسکے ہاتھ مین اسطرح کی شوخی نہ تھی
یہ اوڑایا رنگ مانی نے تری تصویر سے

ہجر کی شب ہر گھڑی تھی اسقدر سوہانِ روح
چاہتا تھا دم نکل جائے کسی تدبیر سے

ہر ادا اُس نے دکھائی اپنے محوِ حسن کو / مدعا یہ تھا کہ مر جائے کسی تدبیر سے

اُسکے منھ پر نور دونا کیون نہو بعدِ فنا / آپ جسکو قتل کر ڈالین نگہ کے تیر سے

ابتدائے عشق مین سمجھے تھے ارمان جنکو ہم / نبگئے سب دردِ آخر خوبی تقدیر سے

مٹگیا محشر غمِ تنہائی و داغِ فراق
ایسی دلچسپی ہوئی اس شوخ کی تصویر سے

چلے وہ تیر نہ جن سے کہین پناہ ملے / خطا یہ تھی کہ کہا تھا ذرا نگاہ ملے

ہجوم یاس جو دم بھر کو دل سے ہٹ جائے / تو لب تک آنے کی حرفِ دعا کو راہ ملے

یہ جستجو لئے پھرتی ہے حشر مین مجھکو / کوئی تو دوست دمِ پرسشِ گناہ ملے

حواس اُڑ گئے جب دیکھی برہمی کی ادا / نہ جانے کیا ہو جو اُس شوخ سے نگاہ ملے

وہ ناتوان ہون نکلجائے روح آنکھون سے / مسیح سے بھی اچانک اگر نگاہ ملے

مین اپنے تار نظر کی بنا رہا ہون نقاب / یہ مدعا ہے مجھی سے تری نگاہ ملے

دل اُنکا دُکھے گا محشر یہ کب گوارا ہے
خدا کرے کہ اثر سے نہ میری آہ ملے

چشم پر نم ہاتھ دلبر رنگِ رخ تغیر ہے / آپکے بیمار کی تصویر کیا تصویر ہے

موت عاشق کیلئے آسان مگر مشکل ہے صبر / دلکو ضبطِ آہ بھی گویا قضا کا تیر ہے

کچھ سمجھکر عکس کی صورت وہ دلمین آئے ہین / جانتے ہین آئینہ رونق وہ تصویر ہے

حال دل پر جسقدر تمسے ہنسا جائے ہنسو / خیر دیکھا جائیگا آج آہ بے تاثیر ہے

چارہ گر کی کوشش بیجا نے مارا ہے ہمین / یہ اُسیکے ہاتھ سے نکلیگا جس کا تیر ہے

سر جھکائے حشر مین کیون آتا ہے محشر کوئی / کسکی بے جرمی قیامت مین گریبان گیر ہے

حسن کے جلوے مین کیا حیرت فزا تاثیر ہے
محفل جانان مین جسکو دیکھیے تصویر ہے

آپ نے بھی کچھ سنا افسانہ گو نے کیا کہا
ساری محفل رو اُٹھی وہ پر اثر تقریر ہے

جذب کوئے دوست کے معنے مجھے بتلائے کون
شوق دامنگیر ہے یا موت دامنگیر ہے

دے چکے درد محبت مین مسیحا بھی جواب
اب یہی آئے کہ جسکے ہاتھ مین اکسیر ہے

میرے غمخانے کی آبادی نہ پوچھ اے ہمنشین
ایک مین ہون اک کسی محبوب کی تصویر ہے

کھینچ لینا سینے سے اک سانس ہین مشکل نہین
پاس صرف اسکا کیا ظالم کہ تیرا تیر ہے

اے شب غم اُسپہ تیرے طول سے گذری کیا
شام کے پہلے ہی جسکا رنگ رُخ تغیر ہے

بعد صحت مدتون مین بھی حواس آئین تو خیر
یہ نہ پوچھے کوئی درد دل کی کیا تاثیر ہے

دوستو آؤ کہ محشر کو دکھائین ہم تمھین
محفل جانان مین جتنی جاگتی تصویر ہے

شباب آتے ہی دیکھے کوئی ادا اُن کی
کہ اور رہو گئی کچھ چشم فتنہ زا اُن کی

جہان مین جسے سنیئے وہ جان دیتا ہے
کسے بچائے کسے مرنے دے ادا اُن کی

لحاظ حضرت ناصح مین اور کیا کرتا
وہ جو کہا کیے بیٹھا سُنا کیا اُن کی

اُسے بجز دل رمز آشنا سمجھتا کون
ادا اشارون مین جو کر گئی ادا اُن کی

یہ جذب ہے کشش حسن اسکو کہتے ہین
نگاہ ملتی ہی دل لے گئی ادا اُن کی

رگون سے کھینچ کے دم آنکھون مین آ گیا محشر
اب اور دیکھین دکھاتی ہے کیا جفا اُن کی

یہ دل مین کہتے ہین تصویر جانان دیکھنے والے
ارے کچھ منھ سے بول اُٹھ بنکے حیران دیکھنے والے

میان حشر اپنی آفتون کو بھولے جاتے ہین
مجھے اور یار کو دست و گریبان دیکھنے والے

کوئی اتنا دکھا دے تو گرفتاران الفت کو
سحر کرتے ہین کیونکر شام ہجران دیکھنے والے

سمجھ لین دل مین اپنے آپ ہی اندازہ ایذا کا
نہ پوچھین حال مجھسے غم نہان دیکھنے والے

قریب صبح نیرنگ فلک بھی دیکھنا ہوگا
رہین ہشیار رنگ بزم جانان دیکھنے والے

امید و یاس کا دیکھو تماشا اپنے کوچے مین
کہ کیسے چپ کھڑے ہین منتظر دربان دیکھنے والے

نہ آنکھین بند ہوتی ہین نہ ہے دیدار کا یارا
بڑی مشکل مین ہین تمکو مری جان دیکھنے والے

مذاق بے محل ہے وحشیو تمپین یہ بھی ہوگی
ہنسی روکے رہین چاک گریبان دیکھنے والے

چلو محشر غم فرقت کا کسنے ماجرا پوچھین
جو زندہ بچ گئے ہین شام ہجران دیکھنے والے

آگیا غش دیکھکر اس شوخ کی محفل مجھے
پھر گئی تقدیر پہونچا کر سر منزل مجھے

سانس لینا بھی ہجوم شوق مین دشوار تھا
لیگیا یون اس گلی مین اضطراب دل مجھے

چپکا بیٹھا دیکھتا تھا جلوۂ تمکین ناز
دفعتہً شوخی نے تیری کردیا بسمل مجھے

کیا ہی راس آیا ہے میرا بے تکلف بیٹھنا
خود اٹھانے کو اٹھا وہ رونق محفل مجھے

ہر ادا مین تیری سو جلوے ہین رشک برق طور
یہ نہین معلوم کسنے کردیا غافل مجھے

لاکھون طعنے دے رہے ہین پھر بھی پر زلف کی
کیا پریشان کر رہا ہے اضطراب دل مجھے

صبح شام ہجر محشر انتظار مرگ ہے
ایک مشکل کٹ گئی باقی ہے اک مشکل مجھے

خوش نہوا انکا اگر حسن شباب آنے کو ہے
موت تیری او دل خانہ خراب آنے کو ہے

اور ہی صورت پہ ہے کچھ دن سے عالم کی روش
یا قیامت یا ترا عہد شباب آنے کو ہے

ہجر مین نالے مرے مثل صدائے صور ہین
ہوشیار اے اہل دنیا انقلاب آنے کو ہے

کوئی حد بھی آخر اخفائے رموز عشق کی
نام تیرا لب پہ وقتِ اضطراب آنے کو ہے

ڈر کے مارے حشر مین دامانِ قاتل چھٹ گیا
جبکہ تیور سے ہوا ظاہر عتاب آنے کو ہے

گدگدانے کی انھین محشر سزا پاؤگے تم
جسقدر آئی ہنسی اتنا عتاب آنے کو ہے

اُس ستم پیشہ کو حسرت رہ گئی تعزیر کی
ہمنے خود ہی جان دیدی جب کوئی تقصیر کی

پر خطر ہے کس قیامت کا درِ دشت جنون
ہر قدم پر بیٹھی جاتی ہے صدا زنجیر کی

صبحدم آئینے کو دکھلا دی بیداری کی شکل
بات رکھ لی تمنے میرے نالۂ شبگیر کی

اپنے اپنے جذب پر قلب و جگر مین بحث ہے
ہمکو ہوگی مفت بدنامی شکست تیر کی

لیجئے اے حضرتِ دل قاصد آیا نامراد
آرزو ہی آرزو تھی آپ کو تحریر کی

آپکے ہاتھوں سے ایذا مین بھی بڑھ جاتا ہے لطف
جانستان ورنہ خلش ہوتی ہے نوک تیر کی

انتہائے یاس اسیکا نام ہے اے نازِ دوست
بیرخی بھی اُٹھ گئی جو تھی مری تقدیر کی

شام وعدہ پھر آرایش ادھر زلفین کھلین
ہم ادھر سلجھانے بیٹھے ہین گرہ تقدیر کی

عشق مین محشر بنی اچھی بُری کوئی نہ بات
زندگی کچھ بڑھ گئی مرنے کی جب تدبیر کی

طواف دل کا ابھی کرتی ہے دعا میری
مزا دکھاؤنگا سن لیگا جب خدا میری

لگا کے ہاتھ ستمگر نے راہ لی اپنی
مین پوچھتا رہا آخر کوئی خطا میری

جلا لیا مجھے آیا جو دیکھنے دمِ نزع
نگاہِ یار سے شرمندہ ہے قضا میری

کیا ہے وعدۂ وصل اُسنے آگئے قسمت ہے
جو اپنا کام تھا وہ کرچکی دعا میری

خدا کرے کہ نہ دیکھے نگاہِ غیر کبھی
وہ بیرخی تری ظالم وہ التجا میری

جو زندگی ہی تو انجام دیکھنا محشرؔ
اُنھین ستم ہو مبارک مجھے وفا میری

سو بلائین ساتھ لیکر شام فرقت آئیگی
اسطرح آئیگی جسدن دلکی شامت آئیگی

جاتے جاتے جائیگا غصہ مزاجِ یار سے
آتے آتے کام میرے مری منت آئیگی

ای دلِ پُرشوق کبتک جستجوی وصل دوست
ہو رہیگا کچھ نہ کچھ جب نیک ساعت آئیگی

شام وصل آ کر یہ مژدہ دے گئی مجھکو اجل
ہم بھی ہمراہ آئینگے جب صبح فرقت آئیگی

سمجھین گے بیار غم گویا کہ زندہ ہو گئے
جسدن آنکھین کھلین انکی انمین طاقت آئیگی

ہمسے پردہ تابکجا ای جلوۂ رفتار دوست
دیکھ ہی لینگے تجھے جسدن قیامت آئیگی

اُس ستمگر سے عبث ہی شکوۂ بیداد آج
چپ رہو محشرؔ کبھی آخر قیامت آئیگی

مجبوب جانتا ہون مین دلکو وہ ناز ہے
اور کیون نہو کہ اسمین نہان تیرا راز ہے

افتادین مان لیگئی ہون جب اصولِ عشق
کس منھ سے پھر کہین کہ فلک فتنہ ساز ہے

لاتا ہی کوئے دوست مین مجھکو ہزار بار
سچ پوچھیے تو دل بھی عجب حیلہ ساز ہے

واعظ سے اتنا سنتے ہی کیا خوش ہوی مین رند
جبتک کھلی ہی آنکھ در توبہ باز ہے

ہم مر گئے مگر نہ ملا اسکا کچھ پتا
گیسوئے دوست یا شب فرقت دراز ہے

ٹھوکر سے گرد کردو مسیحا کا معجزہ
جب جانین تمکو زور جوانی پہ ناز ہے

محشرؔ وداع صبر کا ہنگام آگیا
وہ شوخ آج کھینچے ہوئے تیغ ناز ہے

آئینے مین دیکھکر اپنا شباب آتے ہوئے
ڈال لی منھ پر نقاب حسن شرماتے ہوئے

ہجر مین اس ہاتھ کو جامہ دری سی کام ہے
یاد کر لینا ادائے بیرخی فرقت مین تم
پوچھتے ہین نزع مین احباب کیون حالت مری
خوشدلی کی محفل جانا مین حد کاہی کو تھی
اس نگہہ کو دلمین رکھ لیجیے اگر قابو چلے

صبح وصلت جسمین تھا دامن ترا جاتے ہوئے
اُٹھ گئے وہ میرے پہلو سے یہ فرماتے ہوئے
ٹوکنا اچھا نہین ہوتا کہین جاتے ہوئے
پھول ملجانے پہ دیکھے نہ کمھلاتے ہوئے
جسنے خلوتمین تمھین دیکھا ہو شرماتے ہوئے

دیر تک روکا انھین محشر یہ کہکر صبح وصل
اس طرف پھر دیکھ لیجیے اک نظر جاتے ہوئے

کس منھ سے کہون کیا طپش قلب و جگر ہے
سُن سُنکے ہنسے دیتے ہین بیدرد جہان کے
باتین تری تصویر سے بھی ہونے لگین گی
آئینہ ہوئے جاتے ہین ہر ظلم کے جوہر
جو پائے رہ دشت ہین سب سمّ گل مین

ہر آبلہ سینے مین مرے درد کا گھر ہے
اب مین نہ کہونگا کہ مرے درد جگر ہے
تقریر ہماری ابھی خواہان اثر ہے
جس روز سے اپنی رخ قاتل پہ نظر ہے
ہم پوچھتے پھرتے ہین دریار کدھر ہے

محشر ستم نازمشتان کو ہو ترقی
جو اہل وفا ہین انھین کس بات کا ڈر ہے

شب غم بہت روئے جب رونے والے
فدا ہو گئے ہجر مین رونے والے
وفا حاصل زندگی جانتے ہین
قیامت تھا انداز تسکین کسیکا
شب ہجر ہمدرد کسکو بنائین

اُٹھے آنکھین ملتے ہوئے سونے والے
سلامت رہو تم خفا ہونے والے
جفا و نہ تیری فدا ہونے والے
کہ بے ساختہ ہنس پڑے رونے والے
ہمین ہنسنے والے ہمین رونے والے

نہ ہوگا کوئی مائل رحم محشر
خدا جانے کیا سمجھے ہین رونے والے

دل زلف پرشکن سے جائے کدھر نکل کے / بچھے ہوئے ہین پھندے ہر گام پر اجل کے
ہم ہون کہ دل ہمارا شمعین ہون یا پتنگے / جو تھا سحر کو اُٹھا محفل سے تیری جل کے
ذکر قیامت اُنسے چھیڑا ابھی تھا کہ اُٹھے / رفتار ناز دیکھی ہمنے یہ چال چل کے
نازک ادا نے میرے نازک دلون کی خاطر / بنوائے فرض کرکے ناوک بھی ہل کے ہل کے
دل مانگنے کا ہمنے اچھا جواب پایا / بس اب نہ کھانا ظالم ہاتھون سے پھول ملکے
کیا لطف دیر ہا ہے مے پیکے تیرا اُٹھنا / نشہ کی بیخودی مین گرنا سنبھل سنبھل کے

معشوق قدردان ہو محشر نہ ہے مقدر
آؤ اُسی گلی مین بستی بسائین چل کے

لاکھ اُٹھین پردے سر بزم نزاکت اونکی / چہچا کب بیٹھنے دیتی ہے شرارت اونکی
دیکھیئے نام کرے کون وفاداری مین / دیدہ و دل کو برابر ہے محبت اونکی
صبح ہونے کا تصور نہ اجل کا کچھ ڈر / دھن لگی ہے ہمین شام شب فرقت اونکی

کسقدر جلد کٹی ہجر کی رات اے محشر
چھڑ گئی بیٹھ کے جب دل سے حکایت اونکی

سب سے چھپنا اگر ہے خو تیری / کیا کرے کوئی جستجو تیری
پھر کسی پر ہو کیون نگاہ کرم / ستم عام اگر ہے خو تیری
اثر اتحاد باطن دیکھ / ہے گل زخم دل مین بو تیری
راحتین کردین نذر شوق وصال / ہم ہین اب اور جستجو تیری

جتنی ایذائین ہجر مین جھیلین ۔ سب کی شاہد ہے آرزو تیری
وعدہ کیا چیز اور وفا کیسی ۔ صاف کہتی ہے گفتگو تیری
تیر سینے سے کس طرح کھینچون ۔ لپٹی جاتی ہے آرزو تیری

چپ ہی کیون کچھ جواب دی محشر
پوچھتے ہین وہ آرزو تیری

کہدے کوئی مکین عدم کے سفر مین ہی ۔ کیون سب پکارے جائین ارے کوئی گھر مین ہی
ہان اک نظر ادھر بھی جدائی کا واسطہ ۔ لایا خدا وہ روز کہ خنجر کمر مین ہی
قبضہ ہی اپنا وادیٔ ایمن سے طور تک ۔ روشن ہی جس سی دل وہی جلوہ نظر مین ہی
ای چارہ ساز اتنی ہی مدت ہی زیست کی ۔ جتبک کہ درد عشق ہمارے جگر مین ہی
اللہ رے اضطراب ترے انتظار مین ۔ اک پاؤن باہر ایک مرا پاؤن گھر مین ہی
یون اٹھکے بزم ناز سے جاتا ہون کامیاب ۔ ایک اک ادا حضور کی میری نظر مین ہی
دل مر گیا بھلا ہو ترا اے شب فراق ۔ اب کیا کہین کہ کون امید سحر مین ہی
کردونگا ضبط غم پہ تصدق فراق مین ۔ سرمایہ جسقدر کہ مری چشم تر مین ہی
پھر اشتیاق ذبح کو ہم بھی کرین سلام ۔ کہدو فقط دکھانے کو خنجر کمر مین ہی

محشر یہ دیکھو رفعت معیار انجمن
ہر رکن آج بزم جناب جگر[له] مین ہے

ہر غم تازہ پہ ٹھنڈی سانس بھرتے جائینگے ۔ زندگی کے مرحلے یونہین گذرتے جائینگے
آنکھون تک آئے ہوے آنسو پلٹنے دیجیے ۔ رفتہ رفتہ دل کے سب ناسور بھرتے جائینگے
آسمان سی پوچھ کر راہ وفائے دوست مین ۔ ہر قدم پر سانس لے لے کر ٹھہرتے جائینگے

له جناب مرزا امداد مرزا محمد عباس علی خان صاحب مرحوم

خلوت جاناں مین پہونچا دی ذرا ای شوقِ دل
ڈرتے بھی جائینگے اور باتین بھی کرتے جائینگے

سنتے ہین ہر سلسلے کی انتہا بھی ہی ضرور
مرنے والے کیا یونہین ذرات مرتے جائینگے

حشر مین وہ جب یہ ہین یا مین یہ ممکن ہی نہین
شکوے بڑھتے جائینگے جتنا مکرتے جائینگے



دل جگر پر جسقدر تیر اُنکے چلتے جائینگے
اتنے ہی حرفِ دعا منھ سے نکلتے جائینگے

دو نو پہلو ای شبِ غم انتو بھوڑا ہو گئے
ہم کہان تک کروٹین آخر بدلتے جائینگے

انتظارِ دوست مین ای اضطرابِ شوقِ دل
دیکھتے جائینگے در کو اور ٹہلتے جائینگے

تلون کی ایک ایک رگ مین گو کہ سو سو خار ہین
پھر بھی راہ شوق ایسی ہے کہ چلتے جائینگے

عمکدے مین خیریت دلکی منانی چاہیے
خود بخود بیمار فرقت کے سنبھلتے جائینگے

اُنکے تیور دیکھتے جائینگے وقتِ عرض حال
جا بجا تقریر کے پہلو بدلتے جائینگے

بیقراری کم ہو راہ وصل مین ممکن نہین
شوق بڑھتا جائیگا جتنا کہ چلتے جائینگے

صبح کا تارا یونہین دیکھینگے محشر شام ہجر
روتے بھی جائینگے اور آنکھین بھی ملتے جائینگے

ہی یہ کافی پئے توسیع خیالات مجھے
کہ رہے دوست کی امید ملاقات مجھے

خلل انداز خیالاتِ وفا ہوتا ہے
اچھی لگتی نہین ناصح کی کوئی بات مجھے

دم مین دم آئے تو صبح شب فرقت یہ کہون
یا رب ایسی نہ دکھانا کوئی پھر رات مجھے

پند ناصح مری کام آئیگی کیا حشر کے دن
عشق او حسن کے کافی ہین خیالات مجھے

ہاتھ کھنچتا ہی سوئے جیب و گریبان محشر
دیکھون دکھلاتی ہی کیا گردشِ حالات مجھے

انتہائے عشق یہ ہی غم مزا دینے لگے
ہر جفائے ناروا پر دل دعا دینے لگے

جرم اخلاقی کا آشنا ہوتا جاتا ہے رواج
آشنا نا آشنا بنکر دغا دینے لگے

جان اس آزار سے بچنا خلاف عقل ہی
چارہ گر ہمکو جو بے سمجھے دوا دینے لگے

حسن کی دنیا کے لوگون کی سیاست دیکھئے
بے خطا پایا جنھین انکو سزا دینے لگے

اہل غم کی گفتگو مین چاہیئے اتنا اثر
سن کے پتھر بھی تو اُف اُف کی صدا دینے لگے

آسرے کے ساتھ ٹوٹا دل بھی وقت عرض حال
وہ جواب اسطرح ایک ایک بات کا دینے لگے

یہ نہ پوچھا ہجر مین نالون سے دل پر کیا بنی
سامنا ہوتے ہی الزام وفا دینے لگے

عشق مین آتا ہی غش سب کو مگر غش ہی وہی
دوست جسمین اپنے دامن کی ہوا دینے لگے

دلبری بھی عشق مین ہی کیا ہی احسان عظیم
محشر اپنی جان تم جسکا صلا دینے لگے

زندگی اپنی پس مرگ وہ کیا یاد کرے
جسپہ تم ایسا جفا کار نہ بیداد کرے

کوے قاتل مین یہ ہم روز پکار آتے ہین
قید ہستی سے کوئی ہے کہ جو آزاد کرے

اب ہنساتی ہی مجھے کھلکی زخم جگر
آسمان روز کہانتک ستم ایجاد کرے

تا حد شوق رگ جان مین لہو بھر جائے
اور ابھی صبر ذرا خنجر جلاد کرے

چارہ گر نزع مین کیون چھیڑ رہے ہین مجھکو
نہین معلوم ابھی کیا کیا دل ناشاد کرے

شکوہٴ اہل جہان سے ہوا جینا دشوار
پھر کہان جاکے الٰہی کوئی فریاد کرے

ہو رہا ہی کوئی برہم مددا ی ہمت عشق
وہ ستم ہون جنھین محشر مرا دل یاد کرے

اشتیاق مرگ مین نکلے تھے ہم گھر چھوڑ کے
اب کہان ہمسو طین مقدر یا[illegible] در چھوڑ کے

یہ بتاتا جا مجھے او بیمروت سُن تو لے
کسطرح جیتا ہی کوئی تجھکو دم بھر چھوڑ کے

خیر اے گردون تری یہ بھی خوشی کر دینگے ہم
عمر بھر رو یا کرینگے کوئے دلبر چھوڑ کے

رہرونکی ٹھوکرون سے دیکھین کیا انجام ہو
جاتے ہین دلکو میان کوئے دلبر چھوڑ کے

میرا قصہ سُننے بیٹھے ہین بھری محفل مین وہ
کہہ رہا ہون حال خوبی مقدر چھوڑ کے

حشر تک دربان کے سر پہ رہا یہ مظلمہ
ٹھوکرین کھائین زمانے کی ترا در چھوڑ کے

نتیجہ وحشت کی محشر آبرو ریزی ہوئی
مل رہے ہو ہاتھ کیون دامانِ محشر چھوڑ کے

لٹا خوشی کا گلستان بہار آتے ہی
پلٹ گیا مرے گھر وہ نگار آتے ہی

ہمارے سامنے لاکھ آندھیان اُٹھین غم کی
حضور آپکے دل مین غبار آتے ہی

وہ طایران چمن رنگ گل سے کیا واقف
اسیر جو ہوئے فصل بہار آتے ہی

کچھ اور فکر مین بالین سے روکر دوست اُٹھی
لبو نپہ کھینچ کے مری جان زار آتے ہی

خدا نہ دے وہ خوشی جسکا یہ نتیجہ ہو
اجل بھی آئے شب وصل یار آتے ہی

بغیر پوچھے ہوئے حال ہجر کہنے لگا
میان حشر کوئی جان نثار آتے ہی

پس فنا بھی فلک کو وہی ہی ضد مجھسے
ہوا سنک گئی شمع مزار آتے ہی

فراق مین ہی عجب شے امید ہمدردی
کہ جی اُٹھا مین کوئی غمگسار آتے ہی

یہ سر ہی اور در و دیوار صبح تک محشر
بڑھا جنون شب انتظار آتے ہی

مریض ہجر کا یارب یہی اک حوصلا نکلے
مسیحا سے نگہ مل رے تو جان مبتلا نکلے

شب فرقت نہ گذرے گی نہ مجھکو موت آئیگی
ہجوم نالہ مہلت دے تو ہان کوئی دعا نکلے

تمام ایذا مین شام ہجر کی منظور ہین لیکن
خداوندا دلِ بیتاب سے نالہ رسا نکلے

گریبان گیر قاتل ہو کے ہم آئے قیامت مین
مگر اب فکر یہ ہی کوئی اپنی ہی خطا نکلے

لیا تھا دل تو کیون رہنے دیا پیکان کو سینے مین
تمھین اٹھنے نہ دونگا پاس سے جب تک مدعا نکلے

لہو بھی بند کر دو تیر اگر کھینچا ہے سینے سے
دہان زخم سے فریاد کے بدلے دعا نکلے

جو رندِ لاابالی ہو اسے مسجد سے کیا مطلب
کہان جاتے تھے محشر کسطرف بھولے سے آ نکلے

ممکن ہی شام ہجر سحر کی دعا کرے
جسکی کوئی سنے ہی نہ آخر وہ کیا کرے

قسمت مین جو لکھا ہے دکھا دیجیے حضور
یہ لن ترانیان کوئی کب تک سنا کرے

پردیس مین جینے کے ہین ہزارون مصیبتین
کبتک امید مرگ مین کوئی جیا کرے

دیوانگانِ عشق کو مطلب کسی سے کیا
رو لے کوئی کہ حال پہ انکے ہنسا کرے

تیری خوشی پہ اسکا خدا جانے کیا ہو حال
جو اپنی جان جور و ستم پر فدا کرے

چھوڑا مریض عشق نے قسمت پہ اپنا حال
ہون سیکڑون مرض تو کوئی کیا دوا کرے

کہتا ہی ناز دوست ہم اسکی ابھی سنین
کوئی جو التجا کی طرح التجا کرے

وہ خوش تو ہوتے ہین مری ایذا کا سنکے حال
اچھا ہے روز درد جگر مین اٹھا کرے

محشر جہان کا خون ہی اظہار درد مین
ایسا نہ ہو کہ نالہ قیامت بپا کرے

کس منہ سے کہون عشق مین کیا لطف نہان ہی
سچ پوچھو تو کہنے کو مرے منہ مین زبان ہی

خاطر سے تری چپ ہمہ تن خاموش ہون ورنہ
اک آہ مین سو قسم کی تاثیر نہان ہی

تاثیر کو بھی تیری اجازت کی ضرورت
اب آپسے کچھ اور مرا طرزِ فغان ہی

یہ درد سری کون کرے ہجر مین ہمدم
سمجھائے تجھے درد کی تکلیف کہان ہی

سینے مین کہین خاک بھی دلکی نہ ملے گی
کچھ دن جو سلامت اثر سوز نہان ہی

محشر نہین پامال ہوئی خود بھی قیامت
عالم تری رفتار کا مشہور جہان ہی

وہ عیادت کے لئے آئے مسیحائی ہوئی
ٹھوکرین کھاتی ہوئی پلٹی اجل آئی ہوئی

اے جفائے چرخ اُسے تاحشر امانت جاننا
جو لحد میرے ستمگر کی ہو ٹھکرائی ہوئی

حشر مین انکار خون پر ہوش تو رکھے بجا
جرم ثابت کرتی ہی آواز تھرائی ہوئی

کوے جانان مین ٹھہر نا رشک کے ہاتھون بخیر
دشمن جان بنگیا جس سے شناسائی ہوئی

جانے والے کوچۂ دلبر کے رکتے ہین کہین
بات سنتی ہی نہین ناصح کی سمجھائی ہوئی

مجمع احباب فرقت مین ہی بدتر موت سے
جان مین جان آگئی جسوقت تنہائی ہوئی

جبتک ہوائے عشق ہی سر مین بھری ہوئی
بھڑکے گی اور آگ جگر مین بھری ہوئی

اک روز اسکو اشک ندامت سے دھوئینگے
جو مے ہے اپنے دامن تر مین بھری ہوئی

اب سننے والے پوچھتے ہی جاتے ہین حال دل
کیون پہلے بات کی تھی اثر مین بھری ہوئی

قطرہ ہی جسکے سامنے دریائے اشک غم
اس قہر کی ہی آگ جگر مین بھری ہوئی

کیا کام اہل عشق کو انجام کار سے
کرتے ہین اتبو آہ اثر مین بھری ہوئی

محشر تمھین بتاؤ کہ یہ کس کی زلف کی
بو ہی دماغ باد سحر مین بھری ہوئی

ایذائے بیقراری فرقت نہ پوچھئے
سب پوچھئے حضور یہ حالت نہ پوچھئے

نازک مزاج آپ ہین نازک ہے حال بھی
انجام کار درد محبت نہ پوچھئے

ہم ہونگے اور آپکا دامن خطا معاف
بندہ نواز حال قیامت نہ پوچھئے

رونا غم فراق کا ہنسنا وصال مین
عاشق سے دونون باتونکی لذت نہ پوچھئے

تھے چشم راہزن کیطرح ذرے خاک کے
بیچارگی وادی غربت نہ پوچھئے

ایسا نہو بتاؤن تو شرمندہ ہون حضور
سینے مین دل ہے کسکی امانت نہ پوچھئے

دل اور زبان دونون سے آپسمین ساز تھا
وجہ بیان طول شکایت نہ پوچھئے

اکثر جو دیکھے خواب مین تصویر موت کی
ایسی مریض عشق کی حالت نہ پوچھئے

نام وصال پر مرا چہرہ نہ دیکھئے
اندازہ خیال مسرت نہ پوچھئے

دل کانپتا ہے شعلہ صفت اس خیال سے
سوز و گداز آتش فرقت نہ پوچھئے

ہار نگاہ شوق سے رنگ رخ اُڑ گیا
ہمسے حضور اپنی نزاکت نہ پوچھئے

جینے کی کچھ خوشی ہے نہ مرنیکا غم کوئی
راز و نیاز اہل محبت نہ پوچھئے

محشر جو مست بادۂ جوشِ شباب ہو
اُسکا مزاج اُسکی طبیعت نہ پوچھئے

شب فرقت کی وہی صبح بھی کر دیتا ہے
جو فغانِ دل عاشق مین اثر دیتا ہے

اف ری شدت تری اے درد جو لیتا ہون سانس
سینے سے ہائے کی آواز جگر دیتا ہے

تیرے وعدیکا تصور ترے آنے کا خیال
اور کچھ دن مجھے جینے کی خبر دیتا ہے

دم سے اُس شخص کے زندہ ہے فن چارہ گری
جو دوائے مرض درد جگر دیتا ہے

ہے حریفِ غمِ دنیا تو ادہر کا رُخ کر
عالم بے خبری مجھکو خبر دیتا ہے

چارہ گر سے کوئی کہدے کہ اب اب رحم کرے
سانس لینے مین لہو زخم جگر دیتا ہے

غش سے آنکھیں کبھی بیمار کی کھل جاتی ہین
کہہ کے ہمدرد سے اتنا نکل آئے آنسو

جب ہوا یار کا دامان نظر دیتا ہی
اب تو آرام مجھے درد جگر دیتا ہی

جل گئے سوزش غم سے جگر و دل محشر
آج نالہ مرا کچھ بوئے اثر دیتا ہی

دل نے سیکھا ہی ہر اک بزم مین کہنا اپنی
ہمکو ہمدردی ناصح پہ ہنسی آتی ہے
عشق مین ضبط فغان بھی ہی بڑا کام ایدل
تھا در گوش احبا کبھی ہر لفظ اپنا

کوئی کچھ ہی کہے اسکو کہے جانا اپنی
جگر اپنا ہی دل اپنا ہی تمنا اپنی
ارے کمبخت کہین جان نہ دینا اپنی
آج وہ دن ہی کوئی بھی نہین سنتا اپنی

سوئے گلشن جاتے ہین دلبر ہمارے ساتھ ہی
بندہ پرور اتنو عذر قتل سے رکھیے معاف
ہوشیار اے شہر خاموشان کر لو گو ہوشیار
ہو رہی ہی آئینہ بندی میان بزم دوست
عشق کی دیوانگی سے رنج تنہائی مٹا
روکنا دل کا محبت مین ہی کچھ جذبات خاص
جب کھڑا ہون عرصہ محشر مین وقت باز پرس
سانس لینا ہو گیا دشوار اللہ ری کھٹک

آج اک ہنگامہ محشر ہمارے ساتھ ہی
لیجیے یہ تیغ یہ خنجر ہمارے ساتھ ہی
دفن ہوتے ہین دل مضطر ہمارے ساتھ ہی
کوئی شے شیشے سے نازک تر ہمارے ساتھ ہی
جسطرف جاتے ہین دنیا بھر ہمارے ساتھ ہی
یہ نہ پوچھ آجتک کیونکر ہمارے ساتھ ہی
ہو کہان سے ابتدا دفتر ہمارے ساتھ ہی
یہ رگ دل ہی کہ اک نشتر ہمارے ساتھ ہی

جانے دیتا ہی نہین دربان بزم دوست مین
کوئی تو مڑ کر کہے محشر ہمارے ساتھ ہی

مجھے رلوا رہی ہی یہ عنایت چشم گریان کی
کہ نکلے اشک خون تصویر بنکر زخم پنہان کی

کرامت دیکھئے زور جنون فتنہ سامانکی
مری قبضہ مین دنیا ہی خیالات پریشان کی

وہ برہم ہوگئے سنکے کہانی زلف پیچانکی
پریشان ہی ملی تعبیر بھی خواب پریشان کی

ہنسا بیمار عشق اور اُٹھ گیا دنیا سے یہ کہکر
حقیقت اتنی تھی ای چارہ سازو درد پنہان کی

ابھی نکلا ہی دم ابتک نگاہین جانب در تھین
خبر کیا جلد لی تمنے مریض درد ہجران کی

بڑھو ای روکنے والو تمھاری قوتین دیکھین
کسی شوریدہ سر نے راہ کی کوہ و بیابان کی

غرور حسن و تمکین ادا سے کام لیجیے گا
دکھانی ہی مجھے پیری حقیقت جذب پنہان کی

یہ ہے قسمت کہ قید تن سے روح آزاد ہوتی ہی
چلا مین آئے دربانون خبر لو اپنے زندان کی

نہ ٹوٹا عہد ضبط بیقراری جلد موت آئی
خدا نے بات رکھ لی تیلائے درد ہجران کی

ارے او نارسا تقدیر پھر چلنا ہی بہتر ہے
نظر پہچانتا ہون محفل دلبر کے دربان کی

معاف ای بندہ پرور رہنے دیجیے یاد کرنیکو
کہ پیغام اجل ہین ہچکیان بیمار ہجران کی

سواد مرکز ہستی سے جتنا ہٹتے جاتے ہین
گھٹی جاتی ہی منزل رہروان کوئے جانان کی

کمال بخیہ گر زور جنون پر خندہ زن ہوگا
الٰہی آبرو رکھنا مرے چاک گریبان کی

رموز باطنی ہین زور باطن صرف ہو محشر
زیارت چشم دل سے چاہیے قبر شہیدان کی

جو کہ امید بقا رکھے وہ دیوانہ ہی
ٹوٹنے ہی کو بنا عمر کا پیمانہ ہی

اہل عالم کا یہ انداز جداگانہ ہی
بات جو کام کی سمجھائے وہ دیوانہ ہی

مختصر شرح قیامت کوئی ہمسے پوچھے
بیچ سے چھوٹا ہوا عشق کا افسانہ ہی

دیکھ لین جلوۂ دلدار تو سب کچھ دیکھا
ورنہ عالم نگہ یاس مین ویرانہ ہی

مر گیا منتظر دوست سنا کر سب کو — اُنکے انداز تغافل کا یہ افسانہ ہی
سوز ہستی سے غرض دی کوئی یا کہہ ہنسی — عشق مین شمع کے ڈوبا ہوا پروانہ ہی
خلوتِ دوست مین آخر وہی پہونچیگا بخیر — جو یہ سمجھا کہ نفس بھی کوئی بیگانہ ہی
پہونچی جب شہر خموشان مین تو یہ راز کھلا — منزلون دور ابھی کوچۂ جانانہ ہی
ہمہ تن ہو کے لہو کوچۂ قاتل سے چلا — کیا ہی رنگین مری عشق کا افسانہ ہی

اختلافات دلائل سے ہوئی فتنہ گری
ورنہ جو کعبہ ہی محشر وہی بتخانہ ہی

اُنکے پہلو سے ہم جو روکے اُٹھے — بولی تقدیر خوش تو ہوکے اُٹھے
زلف برہم نثار مستیٔ چشم — اس ادا سے وہ آج سوکے اُٹھے
اپنے پہلو مین کیون بٹھاتے ہو — اس سے حاصل ہی کیا جو روکے اُٹھے
غمزدے تیرے جسجگہ بیٹھے — آنسوؤن سے زمین بھگوکے اُٹھے
ہی ہر اک سے خفا نگاہ ستم — چشم بد دور یون وہ سوکے اُٹھے
شام وعدہ کی صبح کیا کہیے — روکے اُٹھے کہ شاد ہوکے اُٹھے
تھے جو خواب اجل کے متوالے — حشر کی صبح وہ بھی سوکے اُٹھے
یہی اُس شوخ کی ادا کو ہی ضد — جو اُٹھے پاس سے وہ روکے اُٹھے
اُٹھے دیر و حرم سے حضرت دل — کیا ملیگا جو بات کھوکے اُٹھے
تیرے مستون کو ہوش یون آیا — جیسے کوئی جوان سوکے اُٹھے

دلکو محشر دعائین دے کے چلے
خوب دنیا سے شاد ہوکے اُٹھے

نہ تاب ضبط نہ دل کو قرار باقی ہی ‏— رگون مین کسلیئے پھر جان زار باقی ہی

دفور شوق مین بیٹھا ہون حال دل کہتے ‏— کوئی سنے نہ سنے اختیار باقی ہی

مریض عشق بنا ہی طلسم ہستی و بود ‏— کہ جان جاتی ہے اور جان زار باقی ہی

فنا کا مسئلہ ہو جائے گا نظر انداز ‏— اگر یہ طول شب انتظار باقی ہی

مین جانتا ہون خود اپنی حیات کی مدت ‏— جہانتک آرزوے وصل یار باقی ہی

کلیم طور سے آتے ہین پوچھ لین چلکر ‏— کہ اب بھی کیا ہوس دید یار باقی ہی

جما ہی آئی شب وعدہ اُنکو اے **محشر**
اب آ گئے کسکا تھین انتظار باقی ہی

غم مین گھرے ہوئے تھے امید خوشی نہ تھی ‏— کچھ اور بھی تھا ہمپہ مصیبت یہی نہ تھی

جو کام ہمسے ہو گیا اعجاز عشق تھا ‏— فرقت مین ورنہ ضبط کوئی دلگی نہ تھی

دل خوش ہوا نہ چند نفس کو جو عمر بھر ‏— انجام مین کھلا کہ تمھاری خوشی نہ تھی

اہل نظر کی ناز تبسم سے جان لی ‏— ای میری جان یہ کیا تھا اگر دشمنی نہ تھی

اظہار شوق ہو سکا اُن سے نہ عمر بھر ‏— پہچاننا مزاج کوئی دلگی نہ تھی

قسمت دکھائیگی کبھی کیا تازہ انقلاب ‏— ایسی تو غمکدے مین مرے بیکسی نہ تھی

محسود آسمان تھے نہ ممنون اہل حسن ‏— جب تک جئے ہین کوئی امید ہی نہ تھی

وہ قتل کرتے ناز تبسم ہی سے ہمین ‏— لکھی ہوئی نصیب مین یہ بھی خوشی نہ تھی

محشر برا کیا جو کیا دل پہ اعتبار
سمجھے تھے دوستی جسے وہ دوستی نہ تھی

پوچھے تو کوئی ہم سے آئین وفاداری ‏— عشاق کا مذہب ہے تلقین وفاداری

سو غم ہون شب فرقت نالون سی تعلق کیا
ہمسے نہ کبھی ہو گی توہین وفاداری

شہ رگ پہ رہا خنجر تیوری پہ نہ بل آیا
یون کون رہا محو تمکین وفاداری

سب حسن کے عالم مین اپنی ہی ہوی بندے
پھیلا چکے جی بھر کے جب بین وفاداری

سو ظلم ہوئے لیکن جنبش نہ ہوئی لب کو
پنہان ہی رہی شرح آئین وفاداری

نا فہمون کے کہنے سے خاموش نہ ہو محشر
کیا جرم ہی اک یہ بھی تحسین وفاداری

وہ شوخ آئینہ رکھکر سامنے زینت پہ مائل ہی
مدد اے شوق نظارہ ہماری پاس بھی دل ہی

چلے آتے ہین جھونکے نیند کی گو وقت مشکل ہی
بہت ٹھنڈی ہوا ہے دامن شمشیر قاتل ہی

نہ کھولے دست و پا قاتل نے بعد ذبح اس ضد سے
سمجھتا تھا تڑپنا باعث آرام بسمل ہی

حنا ہاتھون مین ملکر میری میت کے نہ ساتھ آؤ
نہین تو سب کہینگے مرنیوالے کا یہ قاتل ہی

خدا رکھے ترا اک کو نہ نکلے حشر تک پیکان
یہ کیا کم ہی ترے سینے پہ محشر دست قاتل ہی

موسیٰ بخیریت جو پھری کوہ طور سے
لوگ آرہے ہین دیکھنے کو دور دور سے

اظہار شوق اپنی زبان سے ہی ننگ عشق
تم خود ہی پوچھ بیٹھو دل ناصبور سے

مدت کے انقلاب پہ بھی اتنا ہے اثر
نیند آتی ہی جو آئے ہوا کوہ طور سے

فرقت مین یاد دوست کا لطف اس سے پوچھیے
کام آ پڑا ہو جسکو دل ناصبور سے

اسکی حیات قابل عبرت ضرور ہے
عبرت نہ ہوتی ہو جسے کہنہ قبور سے

کس لطف سے کٹی ہی شب انتظار دوست
کیا کیا ہوئی ہی بحث دل ناصبور سے

جذبات عشق اور کہین لیگئے مجھے
مطلب نہ غمکدے سے نہ بزم سرور سے

نظارۂ جمال کی تاثیر دیکھئے | مدہوش آرہا ہی کوئی کوہ طور سے

ایمان و جان کا محشر اسی مین ضرر نہین
لازم یہ ہی کہ سلام بتون کو ہو دور سے

وصلت محبوب مرنے پہ اگر مشروط ہے
موت سے انسان ڈرے پھر بھی تو وہ مخبوط ہے

جانتا ہون صبح تک یہ دور رہنے کا نہین
سیکڑون غم ہین شب فرقت مین ال مضبوط ہے

تیرے دیوانے کی باتون پہ ہنسی کیونکر نہ آئے
بات جو منھ سے نکلتی ہے وہ نامربوط ہے

جذب حسن و عشق کی ادنا کرامت دیکھئے
جان دینے سے کسی پہ زندگی مشروط ہے

خوش ہوا مین مشق گریہ کا جو یہ دیکھا کمال
اشک غم آلود مین خون جگر مخلوط ہے

اُن سے تحریر غم فرقت کا یہ پایا جواب
لکھدیا ہنسکر کہ جو فقرہ ہے نامربوط ہے

عشق کا یہ رمز سمجھے ہین نہ سمجھین گے کبھی
اہل دل کی زندگی کیون ہجر مین مشروط ہے

یہ تماشا اور بھی اُنکو ہوا وجہ غرور
وقت زینت آئینے کا دل بڑا مضبوط ہے

محشر اہل حسن سے یہ سنکے کیا دیجے جواب
عشق کی دنیا مین جسکو دیکھئے مخبوط ہے

کھلے تو باعث تعزیر کیا ہے
حضور آخر مری تقصیر کیا ہے

حریم حسن مین جانا ادب سے
ارے اے دل تری توقیر کیا ہے

سمجھتا ہون خدائی ہاتھ آئی
مرے پاس آپ کی تصویر کیا ہے

شب وعدہ قیامت ہے یہ اُلجھن
نہ جانے خواہش تقدیر کیا ہے

خوشی سے بڑھ رہا ہی چلو ن خون
کلیجے مین کسی کا تیر کیا ہے

خدا ہی دے مریض غم کو صحت
دوا کیا چیز ہے تاثیر کیا ہے

بڑے وہ اور بڑی بات اُنکی محشر
مین کیا ہون اور مری توقیر کیا ہے

غم فرقت مین کیا ہو خواہش تقدیر دیکھینگے
بس اب اے خامشی کچھ دن تری تاثیر دیکھینگے

جفائے دوست کے اسرار کیون غیرون پہ ظاہر ہون
قیامت ہوگی چارہ گر جو زخم تیر دیکھینگے

چمن مین پھول ہین پھولونمین نگہت رنگ مین خوبی
جسے دیکھینگے تیرے حسن کی تصویر دیکھینگے

مری پیشینگوئی سنکے موسیٰ طور پر جائین
عوض جلوے کے شکل خواہش تقدیر دیکھینگے

جواب خط خلاف امید کے ہو کچھ نہین پروا
تمنائے دلی یہ ہے تری تحریر دیکھینگے

نظر چوکی پہ ہے اور جذبہ دل کام مین لینے
کدھر جائے کمان سے چھوٹکے تیرا تیر دیکھینگے

خدا حافظ ہے اے محشر دماغ و دل کا بعد اسکے
کلیم اللہ فقط تنویر ہی تنویر دیکھینگے

کیا کچھ ذکر فرقت کہکے نیرنگی زمانے کی
اُٹھائی آتے ہی اس شوخ نے تمہید جانے کی

سراپا دل بنا ہون شوق ایذائے جراحت مین
جگہ کیا ڈھونڈھتا ہے ناوک قاتل نشانے کی

ہمین یکسان ہے بزم غم ہو یا شادی کی محفل ہو
مثال شمع عادت ہو گئی آنسو بہانے کی

شباب آتے ہی جب دیکھو انھین ہے شغل آئینہ
ادائین سیکھتے مین بے تکلف دلمین آنے کی

مریضان محبت کی حیات و موت یکسان ہے
اُٹھا دی ایک درد دل نے آسائش زمانے کی

مریض غم نے صحت پاتے ہی پھر یہ دعا مانگی
الٰہی جلد طاقت دلمین آئے ناز اُٹھانے کی

شبستان عدم کے سونیوالو سن لو تم اُٹھکر
قیامت مختصر تمہید ہے میرے فسانے کی

سوال دید محشر صورت موسیٰ گنہ کیا ہے
مگر لازم یہ ہے دیکھے ہوے حالت زمانے کی

بخطر شوق ملال عشق نہانی کرے
جو فرشتے سے نہو وہ طبع انسانی کرے

کچھ نہین بیماریٔ غم کی ترقی کا ملال
دم نکلنے مین اگر اللہ آسانی کرے

چارہ گر تا حدِ امکان کام اپنا کر چکے
اب خدا ہی کچھ علاج دردِ نہانی کرے

ہوگئی برہم مزاجی بھی شریکِ نازِ دوست
کیا سمجھکر کوئی اظہار پریشانی کرے

یہ جواب نامۂ دلدار آیا ہجر مین
بیٹھکر رو لیجئے گا غم جو طغیانی کرے

اٹھ گئی قسمت سے تاثیر دوا میرے لئے
کون تکلیف علاجِ دردِ نہانی کرے

تین حرف نون مین ہی شرح ماجرائے وصل و ہجر
روبروئے دوست کیون تقریر طولانی کرے

محشر شوریدہ سر بھی اٹھ گیا مجنون کے بعد
آمدہ وحشت بند رسم چاک دامانی کرے

ترقیٔ ستمِ نارسا کو کیا کہئے
حضور آپکے طرز جفا کو کیا کہئے

وہ حال پوچھتے ہین یہ کسی خیال مین مست
خموشیٔ دلِ بے مدعا کو کیا کہئے

خود اپنی عمر کی بیگانہ وار گہ ہو روش
زبان سے پھر کسی نا آشنا کو کیا کہئے

یہ کیا کہ جان پہ بن جائے اور اُف نہ کرے
تری جفا کو اور اپنی وفا کو کیا کہئے

شکستِ رشتۂ امید سے بحال ہوا
فراق مین دلِ غم آشنا کو کیا کہئے

نوید آمد دلبر نے جان لی محشر
خلافِ وقت نزول قضا کو کیا کہئے

اشارہ کرتے ہی تسکین ہوگئی بیقرارونکی
تری چشم عنایت جان ہی امیدوارونکی

ہر اک غم دھو گیا دل سے اگر دم بھر کو جا بیٹھے
قیامت تک رہے آباد محفل بادہ خوارونکی

وہی اچھا ہے پوچھا جس کسیکو تیری رحمت نے
نہ جنت بادہ خوارونکی نہ ہے پرہیزگارونکی

قیامت اک عذاب تازہ ہی خلوت پسندونکو
اذیت دیگی اہلِ قبر کو صحبت ہزارونکی

مناسب حال کے جو کوئی شے ہو لطف دیتی ہی
کرے غم فاتحہ خوانی لحد پہ بیقرارونکی

زمانہ اسکا عاشق دم مرنا بھی ضروری ہی
جگہ تنگ نہا تنگ کوئے جاناں مین مزارونکی

مقدر کو دعائین دیکے اُٹھے بزم جاناں سے
کسی نے بات بھی پوچھی نہ جب امیدوارونکی

یہ کس انداز سے تلوار کھینچی اُس ستمگر نے
فدا ہونے ہوئین اُٹھ اُٹھ کے نظرین جان نثارونکی

دل بیمار کے مٹتے ارمان پا گئے فرصت
کشاکش سے ہوئی **محشر** رہائی غمگسارونکی

یہی دنیا مین قدر تھی دل کی
نہ سنی تم نے ایک بھی دل کی

آپ پہلو سے میرے اُٹھ کے چلے
لیجئے موت آگئی دل کی

صورتِ شمع رُخ ہے زرد مرا
نہین بجھتی کبھی لگی دل کی

ضبط فریاد مین کٹی شب ہجر
شکر ہے بات رہ گئی دل کی

کیون رلاتا ہے چھیڑ کر ناصح
دیکھ اچھی نہین ہنسی دل کی

مست ہین نشۂ جوانی سے
کیا خبر ہو انھین کسی دل کی

بڑھتا جاتا ہی طول گیسوے دوست
اُلجھی جاتی ہے زندگی دل کی

وہ زمانہ اب آگیا **محشر**
ہی ہر اک بزم مین ہنسی دل کی

دیتا ہی بزمِ دوست مین دل یہ صدا مجھے
او خانمان خراب یہین چھوڑ جا مجھے

موسیٰ کو طور کعبہ مبارک خلیل کو
راس آگئی کوئے دوست کی آب و ہوا مجھے

ناکامیونپہ ہنستے ہین عالم کے بامراد
رسوائے دہر کرتی ہی میری دعا مجھے

جور بتان ہوا ستم چرخ چپ ہون مین
روز ازل ملا ہے دل بے صدا مجھے

مرنا بھی میرا اہل جہان کے خلاف ہے
الزام دے رہے ہین سب اہل وفا مجھے

پھر دیکھئے گا آئینے مین بر ہمی زلف
بھر لینے دیجئے کوئی آہ رسا مجھے

شایق ہون رفتگان عدم سے وصال کا
سمجھو چراغ تربت اہل فنا مجھے

تصویر شوق بنگیا تھا سر سے پاؤن تک
دیکھا کیا وہ شوخ دم التجا مجھے

موسیٰ تو کوہ طور سے آگے نہ بڑھ سکی
جذب دلی کہان سے کہان لیگیا مجھے

اُسوقت قدر آئینہ محشر ضرور ہو
دکھلائے یار سا جو کوئی دوسرا مجھے

ضرر پہونچا نہ کچھ میری فغان سے
موافق ہے زمانہ آسمان سے

ہوئی بلبل اسیر دام صیاد
نہ راس آیا نکلنا آشیان سے

ترے کوچے سے ہم ہین اسقدر دور
کہ جیسے نیند چشم پاسبان سے

ہزارون کو سنے پڑتے ہین دن رات
مین توبہ کرتا ہون اپنی فغان سے

جو آنکھین ہجر مین جاگی ہون برسون
شب وصل اُنمین نیند آئے کہان سے

تصدق بیکسی ہر اک قدم پر
نکالا جاتا ہون اُن کے مکان سے

سنبھالے کون ہمکو اے غم ہجر
بڑی قوت تھی قلب ناتوان سے

قیامت ہو اب اُٹھنے کا ارادہ
پچھڑے بیٹھے ہین محشر کاروان سے

برا ہو موت کا اُف تک زبان پہ لا نہ سکے
اٹھا تھا درد کہان یہ بھی ہم بتا نہ سکے

ہوا کو بھی در جانان پہ حکم دربانی
غرض یہ ہے کہ کسی عاشق کی بو آ نہ سکے

غم فراق مین ہم ناتوان ہوے ایسے
گرا جو آنکھ سے آنسو اُسے اُٹھا نہ سکے

یہ فکر تھی مجھے تدبیر وصل سے پہلے
کہ عین وقت پہ تقدیر کچھ بنا نہ سکے

ہجوم دوست کی محفل کا ہم نے دیکھ لیا
قریب شمع پتنگے بھی اُڑ کے جا نہ سکے

اثر پذیر جفا دل ہو شوق سے لیلو
ہوس رہے نہ تمھین یہ کہ ہم ستا نہ سکے

اب اس سے بڑھ کے اثر کیا ہو قصۂ غم کا
وہ ہمسے سن نہ سکے ہم اُنھین سنا نہ سکے

زبان کیون ہمین ایسی عطا ہوئی یارب
کہ جس سے بگڑے ہوے یار کو منا نہ سکے

جنون عشق مین سر پھوڑا عمر بھر محشر
مگر نوشتۂ تقدیر کو مٹا نہ سکے

سکوت اوبت ناز آفرین یہ خو کیا ہے
کبھی تو پوچھ کسی سے کہ آرزو کیا ہے

نگاہ ناز کا صدقہ ہزار زخم ملے
اب اور لے دل بیتاب جستجو کیا ہے

ہماری جان بھی لیکر کبھی نہ کام آئی
خدا ہی جانے حسینو تمھاری خو کیا ہے

علاج جوش جنون چاہیئے احبا کو
یہ بند و بست پے سوزن رفو کیا ہے

تمھاری بزم سے ہم خود ہی اُٹھے جاتے ہین
یہ چپکے چپکے نگہبان سے گفتگو کیا ہے

نزاکتون کا نہ دل مین خیال کر قاتل
کہ تیری تیغ کے آگے رگ گلو کیا ہے

کسیکی چشم کرم نے جلا لیا محشر
بس اب نہ پوچھے کوئی دلکی آرزو کیا ہے

شب وعدہ یون علاج دل بیقرار کرتے
کبھی اشکبار ہوتے کبھی انتظار کرتے

جنھین ہوگئی ہے حاصل نگہ ادا شناسی
دم گفتگو وہ کیونکر ترا اعتبار کرتے

شب وصل دلمین اپنے نہ سماتین آرزوئین
تری بدگمانیون کا ہم اگر شمار کرتے

عوض جواب شکوہ سنین انکی باتین کیا کیا
بہت اچھے رہتے محشر جو چپ اختیار کرتے

حشر مین ہم سے اگر ملکے وہ برہم نہ رہے
اس قیامت کی خوشی ہو کہ کوئی غم نہ رہے

تم اگر چاہو تو بدلے نہ کبھی رنگ جہان
تم اگر چاہو تو عالم کا یہ عالم نہ رہے

کھولدین ہاتھ مرے بند کفن سے احباب
کہ لحد مین بھی مجھے حسرت ماتم نہ رہے

اسطرح چاہیئے اخفائے رموز الفت
چشم دل فرط غم ہجر سے پر نم نہ رہے

فرقت یار مین کیا جبر کیا اے محشر
نام تو رہ گیا دنیا مین اگر ہم نہ رہے

بعد مردن بھی نہ پنہان حال رندانہ رہے
قبر اگر اپنی قریب باب میخانہ رہے

سب اٹھائے جا رہے ہین آج بزم یار سے
خوف یہ ہے اپنو نمین ملکر نہ بیگانہ رہے

بزم عالم ہے منور تیری شمع حسن سے
کسجگہ جان اپنی لیکر مجھسا پروانہ رہے

حسن بڑھ جاتا ہے شیشہ کا شراب صاف سے
شوق سے دلمین نگاہ مست جانانہ رہے

اسطرح دیکھے اگر دیکھے کوئی رنگ جہان
باطناً ہشیار ہو ظاہر مین دیوانہ رہے

مرگئے ہین یہ وصیت کرکے دیوانے ترے
قبر مین بھی منہ ہمارا سوئے ویرانہ رہے

تسخیر دوست کو یہی تدبیر چاہیئے
تھوڑی بہت زبان مین تاثیر چاہیئے

نکلے دہان زخم سے آواز آفرین
اتنی جفا مین آپکو تاخیر چاہیئے

دل لیگئے یہ کہتے ہوئے ہم حضور دوست
کیا کوئی تمکو خانۂ تصویر چاہیئے

مانا اگر مکان نہ سہی قبر ہی سہی
انسان کے واسطے کوئی تعمیر چاہیئے

کیا چلتی ہی بہار مین حداد کی دوکان
ہو ہو وہ کہہ رہا ہے کہ زنجیر چاہیئے



میہمان دم بھر کی خاطر دم تن بسمل مین ہے
حوصلہ وہ بھی نہ رکھ قاتل جو تیری دل مین ہی

ہاتھ پر خنجر نگاہین میرے چہرے کی طرف
یہ نہین معلوم ہوتا کیا دل قاتل مین ہی

مجھکو دربان نے ستم ڈھاکر نکالا اس طرح
ہر زبان پر ذکر میرا یار کی محفل مین ہی

بعد آزادی تری الفت نے قیدی کر لیا
حسرت پرواز لے صیاد کس مشکل مین ہی

شوق سے مر مر کے طے کرتا ہی راہ عشق دوست
راہرو کی ساری جان اٹکی ہوئی منزل مین ہی



جس نے کاٹی ہو رات فرقت کی
اسکو دن ہی اندھیری تربت کی

سوگوار اپنی زندگی کے ہین ہم
زندگی سوگوار حسرت کی

عشق دلبستگی کو کہتے ہین
کیا ضرورت ہی اچھی صورت کی

عرض مطلب یہ خامشی نے تری
بات رکھ لی ہماری قسمت کی

زندگی کی ہو پھر ہوس جنکو
وہ کرین آرزو قیامت کی

خون بہا ملگیا ہمین قاتل
جان اب چھوڑ دے ندامت کی

محتشم اٹھو گذر گئی شب وصل
آو اب دیکھو شام فرقت کی

دونون کے نکلین ارمان کچھ ایسی راہ نکلے
آئے ادھر سے اوک یان منھ سے آہ نکلے

ڈرتا ہون دل ہی دل مین عالم کی برہمی سے
کسطرح منھ سے ذکر حال تباہ نکلے

نہ پوچھتے ہین حالت یان بہ رہی ہین آنسو
اندلئے زخم دل کے لاکھون گواہ نکلے

کیون آج کی شب عرش برین کانپ رہا ہے
ارمان بھرا دل کوئی مصروف دعا ہے

پھر وعدۂ دلدار ہوا وجہ تسلی
پھر آکے مقدر سے مجھے کام پڑا ہے

خوش ہو دل غمدوست تجھی جس سے ہے الفت
صد شکر اُسے عادت ایجاد جفا ہے

زندہ رہون گو ہجر کی شب مرکے بسر ہو
کیا چارۂ کار اسمین یہی حکم قضا ہے

آنکھ آئینے کی دیکھی جھپکتی نہین محشر
یون محو تجلّیٔ رخ یار ہوا ہے

زمین وگردون نے ملکے پیمانہ اُٹھے لیکن قدم نہ اُٹھے
بڑھا یہ جذب فنا کہ آخر کسیکے کوچے سے ہم نہ اُٹھے

ہزار معنی ہین ایک چپ مین سمجھنے والے سمجھ لین خود ہی
حقیقت اُس دل کی کیا بتاؤن کہ جس سے تیرے ستم نہ اُٹھے

وہ دل نہ پاؤن کہ درد ہجر انمین ضبط شیون پہ ہو نہ قادر
وہ نفس مجھکو ملے نہ یارب کہ جس سے فرقت کا غم نہ اُٹھے

فغانِ عالم شناس نکلے تو لیکے روح روان کو نکلے
خدا نکردہ وہ ساعت آئے کہ مجھسے تیرا ستم نہ اُٹھے

اسیر جذب زمین ہوا ہون فلک کی گردش کا خوف ہی کیا
کہ ہاتھ جینے سے اپنا اُٹھے گلی سے اُنکی قدم نہ اُٹھے

وفا کے جذبات نے دکھادی اثر کی جو کچھ کہ انتہا تھی
قیامت آئی جہان اُلٹا مکین کوے صنم نہ اُٹھے

جو دیکھنا تھی وہ چشم دل سے حقیقت امر دیکھ ڈالی

نظر کو روکین جناب واعظ کہ سوے سقف حرم نہ اُٹھے
نگاہ ملتے ہی روح دیکر مین ربط باطن رہا نہ باقی
ادائے جانان سے مین خجل ہون کہ لطف جور وستم نہ اُٹھے
فسانہ افتاد عاشقی کا ہے چشم عبرت کو اک مرقع
کچھ ایسے تھک کر کہین پہ بیٹھے کہ مثل نقش قدم نہ اُٹھے
ہزار فاقہ نہین صبر کیجے بندھے ہون تیغ ستم پہ محشر
وہ ناتوانی ہے عین طاقت کسی کا بار کرم نہ اُٹھے

چھپے محبوب یا آئے قضا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
بس برہم مزاجی مسکرا دیجے تو شکوہ کیا
غم فرقت مین بعد وصل کیا حاصل ہے رونے سے
طلسم حسن و عشق اہل نظر دم بھر اگر دیکھین
امیدین دل ہے اور جان حزین دلبر کو آئینہ
خدنگ ناز کھا کر دل جگر پر اُف نہین کرتا
خیال عشق و فکر دنیوی ضدین باہم ہین
حیات و موت ایسی دے خدایا اہل باطن کو
شب وصلت کر سا مانون مین اللہ رے جنون میرا
سمجھ لینے دو تم اسرار ناز حسن کے ہمکو
مرادین دامن دل مین لیے ہون نامرادی بھی
صنم کو کیا تعلق قدرت وحدانِ باطن سے

مری تقدیر کا لکھا ہوا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
شریک جور پنہانی ادا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
وفا کہتی ہے دل کا مدعا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
قیامت بھر جانِ مبتلا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
قیامت ہے اگر دم بھر خفا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
غرض اتنی ہے مشہور وفا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
کہان ممکن کہ اپنا مدعا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
کہ اک لاحل معما عشق کا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
کہ سو سو مرتبہ دل سے کہا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
تو پھر کہنا کہ اب میرا کہا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
یہ کیونکر کہہ سکون وقت دعا وہ بھی ہوا اور یہ بھی
محال عقل ہے محشر خدا وہ بھی ہوا اور یہ بھی

اجل نصیب ہو اہل جہان سے چھٹ جائے / مگر نہ کوئی کسی کاروان سے چھٹ جائے

کہا نہ یہ اسکو جگہ دوگے اے حرم والو / کوئی غریب جو کوئے بتان سے چھٹ جائے

جماہیان انھیں آئی ہین سنتے ہی سنتے / مین سوچتا ہون کہ قصہ کہان سے چھٹ جائے

کدھر وہ جائے ستارے ہی چلکے بتلا دین / اندھیری رات مین جو کاروان سے چھٹ جائے

بدل قبول قفس ہی مین پھر تو مر رہنا / تعلق اپنا اگر آشیان سے چھٹ جائے

وصال دوست کی محشر پہلی منزل ہے
کہ جان الفت اہل جہان سے چھٹ جائے

فسانے ہین چھیڑ دو اس شوخ سے شکایت کے / کسی جگہ یہ نہ پہلو چھٹے محبت کے

جلا یا انکو جو کشتے تھے درد فرقت کے / تمھارے چلتے ہوے ٹھوکرین ہین قیامت کے

نگاہ شوق ملی اور دل شوریدہ / مرے سر آنکھون پہ احسان تری عنایت کے

ستم سے اہل وفا کے مزا بھی نہ بچے / بنے ہوئے ہین نشانہ نگاہ عبرت کے

ہر ایک سانس مین تھی لذت فنا گویا / یہ مختصر ہین اثر واقعات غربت کے

فنا کو زیست بقا کو فنا سمجھتے ہین / کھلے نہ راز کبھی عاشقون کی ملت کے

ادائے ناز کی تصویر مین ہون رخ دونون / ستم کرو مگر انداز ہون محبت کے

ہنسی ہنسی مین اڑاتے ہو جاؤ بھر پایا / اب آج سے کبھی شاکی نہ ہونگے قسمت کے

نگہ پہ غصہ ہے تیوری پہ انکی اہل محشر
گناہ ہو گئے شکوے خود اپنی قسمت کے

لطف جو خلوت مین پایا وہ کہان محفل مین ہے / اک خدائی دل مین ہے وہ کیا ہمارے دل مین ہے

پھر کوئی شاید نکلوا یا گیا میری طرح / آج یہ ہنگامہ کیسا یار کی محفل مین ہے

بعد مدت ہوگئیں آنکھیں شناسائے ادا
ہم بتا سکتے ہیں اب جو کچھ تمھارے دل میں ہے

زندگی دشمن سے وابستہ ہوئی اللہ رے عشق
روح میری یا کہ یہ خنجر کف قاتل میں ہے

چھیڑتے کیوں ہو بنے ہی بنے دو حالات ہجر
بے تکلف ورنہ کہہ گذرونگا جو کچھ دل میں ہے

ہمنے مانا کوئے جاناں رشک جنت ہی سہی
پھر بھی جسکو جاکے دیکھا آن کی مشکل میں ہے

ڈر رہا ہوں حشر میں کچھ اور ہنگامہ نہو
ورنہ او ظالم بتا دوں جو کہ تیرے دل میں ہے

قدرتی جذبات کو دربان روکے کیا مجال
ہم ہیں گھر میں روح لیکن یار کی محفل میں ہے

کیوں نہ کھنچ آیا دل یعقوب بھی انکو ساتھ
کارواں برباد سیر کاروان منزل میں ہے

قطرۂ بحر محبت ہر جگہ یکساں رہا
جو تموج بیچ دھارے میں ہی ساحل میں ہے

بیخودی شوق کے جذبات کتنے ہی بڑھیں
لب تک آنے کی نہیں محشر جو حسرت دل میں ہے

کھلتا ہی نہیں یہ کیا ہوا ہے
ہر وقت مجھے سکوت سا ہے

آسان نہیں کسی پہ مرنا
ہر وقت قضا کا سامنا ہے

اڑ جائیگا رنگ زیست آخر
انسان مرقع فنا ہے

کیونکر جیئے گا مریض الفت
جو درد اٹھا وہ لادوا ہے

باز آئے حیات ہجر سے ہم
آخر کوئی غم کی انتہا ہے

ہنسنے کا مزا نہ لطف غم کا
کیا کیجئے دل ہی مر گیا ہے

قربان حیات عشق محشر
ہر سانس نتیجۂ وفا ہے

کہہ دینگے صبر ترے ظلم پہ فغاں نہ سہی
ملیگی داد ہمیں حشر میں یہاں نہ سہی

کوئی تو ہو دل شیدا کا چھیڑنے والا
جفائے عشق سہی جور آسمان نہ سہی

خوشی یہ ہے کہ برآئے امید مرگ کہین
جوار کعبہ سہی کوچۂ بتان نہ سہی

ستم مین بھی ہین مزے ہو اگر محبت سے
اجارہ کیا نہ ہوئے آپ مہربان نہ سہی

وفور شوق مری رہبری کو کیا کم ہے
طریق عشق مین ہمراہ کاروان نہ سہی

میان بزم نہ بیٹھین گے خیر جاتے ہین
تمھین اگر نہین منظور میری جان نہ سہی



رخصت ہوئی جو روح طبیعت سنبھل گئی
اک پھانس تھی کہ دل سے ہمارے نکل گئی

رونے کا لطف میرے کلیجے سے پوچھیے
دو چار آنسوؤن مین طبیعت سنبھل گئی

احسان غیر برق تجلی اُٹھائے کیا
یہ شمع خود ہی محفل عالم مین جل گئی

اُتنا زمانہ عشق کا تھا حاصل حیات
جس وقت روتے روتے طبیعت سنبھل گئی

فصل بہار لیگئی سرمایۂ چمن
اک ایک پتی پتی کی صورت بدل گئی

اللہ رے شباب مین ناز غرور حسن
آئینہ دیکھنا تھا کہ چتون بدل گئی

پوچھو نہ کچھ مریض محبت کی خیریت
مشکل سے دن کٹے گا اگر رات ٹل گئی



نہ رو اے شمع تیری آرزو جب دل سے نکلیگی
کہ سر سے پاؤن تک جلکر کسی محفل سے نکلیگی

سنبھل کر رحم کرنا راز الفت کا نہ کھل جائے
نکالو گے جو تیر اپنا فغان بھی دل سے نکلیگی

حیات عاشقی مین روح گویا وہ تمنا ہے
رضائے دوست پا کر جو ہمارے دل سے نکلیگی

نہ کہہ ویران غافل وسعت گور غریبان کو
قیامت خیز اک دن بھیڑ اسی منزل سے نکلیگی

نہ دے تکلیف عرض مدعائے شوق رہنے دے
حضور دوست اتنا بات بھی مشکل سے نکلیگی

متاع دنیوی کا کوئی حصہ دل سے نکلے تو
تری بھی آرزو غافل کفِ سائل سے نکلیگی

نہ نکلا تیر سینے سے برا ہو جذب باطن کا
ارے یہ بات اب کیونکر دل مائل سے نکلیگی

مریض ہجر کو گھیرے ہین سب تم کیون نہین چلتے
سمجھ لو روح آسانی سے یا مشکل سے نکلیگی

کسی صورت سے ہو لیکن جواب آیا تو موسیٰ کو
اثر دے جائیگی جو بات محشر دل سے نکلیگی

اور کیا امید رکھین خیر اتنا ہی سہی
دیکھ لو بیمار غم کو وہ تماشا ہی سہی

ہجر مین کچھ شغل بیکاری کا ہونا چاہیئے
اپنے ہاتھون بیٹھکر خون تمنا ہی سہی

شغل سے اپنے نہ باز آئے ادائے حسن دوست
ہم ترے ممنون ہونگے نا بجا ہی سہی

اپنی مرضی کا سکھایا کیون نہ انداز سخن
شاکر کو شکوہ سمجھتے ہو تو شکوا ہی سہی

چاہیئے تھا لن ترانی کا یہ موسیٰ کو جواب
تم اگر پردے مین خوش ہو جاؤ پردا ہی سہی

وعدہ جانان یہ خوش ہون وہ وفا ہو یا نہو
خیر سے کچھ روز جینے کا سہارا ہی سہی

اہل باطن محفل ناصح سے یہ کہکر اٹھے
عشق اگر اک قسم سودا ہی تو سودا ہی سہی

آنکھ کھولی بعد مدت کے مریض عشق نے
چارہ گر کو عید ہے گو وہ سنبھالا ہی سہی

سن تو لیجے خود اثر کہدیگا کیا ہی کیا نہین
جو کہون مین وہ شکایت نا بجا ہی سہی

قوت روحانیت سے خود بخود کھل جائیگا
لفظ حسن و عشق اے محشر معما ہی سہی

جلوہ دلدار یون ہم عمر بھر دیکھا کیے
چشم دل سے دیدہ اہل نظر دیکھا کیے

ہجر مین احسان چشم غیر اٹھ سکتا نہین
اپنی بیتابی کو ہم خود عمر بھر دیکھا کیے

دل بھی بہلاتے کسی صورت سے بیمار فراق
ہر نفس انداز لطف چارہ گر دیکھا کیے

انکے دل سے پوچھیئے سوز وفا کی کیفیت	جو کہ پروانون کا جلنا عمر بھر دیکھا کئے
کیا قیامت وہ گھڑی تھی حال دل کہنے کے بعد	دیر تک منھ انکا مشتاق اثر دیکھا کئے
کیا خبر تھی پڑ رہی ہے ہمپہ کس کس کی نظر	انکو بزم ناز مین ہم بے خبر دیکھا کئے
چشم نظارہ کمال عشق کی محتاج ہے	دیکھ ہی لین گے انھین اکدن اگر دیکھا کئے
کہتی تھی امید اب آتا ہے اب آتا ہے کوئی	شوق کے پابند سوئے رہگذر دیکھا کئے
بیخودی کی چال مین پنہان ہین دانائی کے راز	سیر عالم کی ترے شوریدہ سر دیکھا کئے

انکی چشم دلربا ای **محشر** ہے رونیکا مقام
جو کہ ہنس ہنس کر مرا زخم جگر دیکھا کئے

اپنی حالت مین مبتلا ہے کوئی	کسقدر شاد ہو رہا ہے کوئی
کس سے پوچھین بتائے کون آخر	ہمسے کس بات پر خفا ہے کوئی
دیکھو آنسو نکل نہ آئین کہین	ہنسنے کی آخر انتہا ہے کوئی
پھر وان قابو مین دل نہین رہتا	ان نگاہون سے دیکھتا ہے کوئی
ارے ہشیار مست نظارہ	دیکھنا تیرا دیکھتا ہے کوئی
یون شہید وفا کا دم نکلا	جیسے بستر پہ سو رہا ہے کوئی

بیٹھے ہو کیون میان کوئے صنم
محشر اٹھو بھی کیا خدا ہے کوئی



پارہ ہاے دل

ہمین یہ ضد غم فرقت مین آہین نام کر جائین
اُنھین یہ شوق کچھ بھی ہو مگر زلفین سنور جائین

حنا ملی گئی تلوو نمین تو ہنسی نہ رکی
ہزار ضبط کیا تمسے گدگدی نہ رکی

سنتے نہین ہو تم مرے دلکی نہین سہی
بار گران ہے یہ بھی تو یہ بھی نہین سہی

اے فلک میری شب ہجر جو کٹ جائیگی
کیا یہ تقدیر تری ہی کہ اُلٹ جائیگی

دل میرا شب ہجر سنبھلنا تھا نہ سنبھلا
اتنا سا بھی ارمان نکلنا تھا نہ نکلا

چل سکی کچھ بھی نہ غمخوار کی بیٹھے بیٹھے
رات گذری ترے بیمار کی بیٹھے بیٹھے

کیا کیا ایک ایک نذر حوادث جو تمنا کی
خدا معلوم ہمسے اور کیا خواہش ہے دنیا کی

تھم گئے کوچہ جانا نمین ہم آگے نہ بڑھے
پاؤن پکڑے یہ زمین نے قدم آگے نہ بڑھے

وفا و بیوفائی کا فسانہ اور ہی کچھ ہے
اب انسان اور ہی کچھ ہین زمانہ اور ہی کچھ ہے

غم زدہ شکل پہ تاثیر وفا دیکھ تو لو　　دیکھنے والو مرا حال ذرا دیکھ تو لو

حق ہو یا ناحق مری مد مقابل کیون کہین　　تمکو جو کہنا ہو کہہ لو اہل محفل کیون کہین

فلک ہو دشمن جان یا زمین عدو ہو جائے　　نہ ہوگا کچھ بھی اگر مہربان تو ہو جائے

نقشہ کوئی دیکھے تو مرے دیدہ نم کا　　دھندلا سا ستارہ ہے یہ شام شب غم کا

مرض فرقت کے خاتمے پہ خوشی ہے تمکو بڑی خوشی ہے　　عجب زمانے کا دور آیا ملال گویا کہ دل لگی ہے

دل لیکے یہ تیور ہین تمھین مان گئے ہم　　اب اور جو ہے قصد وہ پہچان گئے ہم

موت کے آنے مین کیا کیا مین تکلف کرتا　　تو جو دم بھر مری بالین پہ توقف کرتا

دعا کرتے ہین ہم تاثیر بھر دینا خداوندا　　کہ تو ہی حال دل کا جاننے والا خداوندا

پیش نظر کہ پردہ دل مین نہان رہو　　اے مری جان شاد رہو تم جہان رہو

بندہ پرور حسن دیکھے بیٹھے ہین ہم آپکا　　اے معاذ اللہ وہ جلوہ اور وہ عالم آپکا

لیا تھا دل مگر لینا نہ جانا ہمارا آپنے کہنا نہ مانا

آئینے اور شانے کو ہمدم بنا چکے اُٹھے حضور گیسوئے برہم بنا چکے

ہجر مین حوصلے سے رو نہ سکا مِلنے جو کچھ کیا وہ ہو نہ سکا

پیکان کی شکل سے نگہ آشنا ملی کمبخت دل کو اپنے کئے کی سزا ملی

غم فرقت مین دل جو بھر آیا روتے روتے خدا نظر آیا

گردون کے ستم تیری جفا سے نہین ڈرتا ڈرتا ہون مین اُس سی جو خدا سے نہین ڈرتا

میان حشر کوئی بات اُنسے ہوجائے خدا کرے کہ ملاقات اُنسے ہوجائے

کسیکے پاس سے یون کوئی بیقرار اُٹھا ہزار مرتبہ بیٹھا ہزار بار اُٹھا

ہم اپنے سوز محبت سے آپ جلنے لگے کہ ایک اک بن مو سے دھوین نکلنے لگے

اُٹھے کے مرتبہ کے بار تیری ناتوان بیٹھے چلے جب اُٹھکے پہلو سی یہان بیٹھے وہان بیٹھے

اٹھو یون دل کا داغ جلتا ہے جیسے اندھا چراغ جلتا ہے

اُٹھا ہون کو چہٗ دلدار سے کدھر جاؤن قبول کرے اگر اے زمین تو مر جاؤن

لبون پر اشک آنسو بہ رہے ہین ہم اُنسے دلکی حالت کہہ رہے ہین

کھول کر آنکھ راہ چل کچھ بھی اگر فہیم ہے زیست کا ایک ایک پل مرحلہ عظیم ہے

اُٹھے ہین کسی بزم سے اچھا ہو جو مر جائین کبتک کھڑے سوچا کرین جائین تو کدھر جائین

میانِ میخانہ شیخ صنانہ جانے آدمین کیا سمجھکے اگر آہی گئے تو بیٹھین ذراسی پی لین دوا سمجھکے

تلاش دوست مین یون چاہئے مین کو بکو پھرتا کہ جیسے جوش سودا سے رگون مین ہے لہو پھرتا

مین اُسکے حال پہ وہ میرے حال پر رو یا تمام رات نہ سویا ہو مین نہ دل سویا

عشق مین دنکو کیا رات کبھی رات کا دن کوئی نکلا نہ مگر تیری ملاقات کا دن

حضرت دل ہمسے اپنا مدعا کہنے کو ہین تم بتا سکتے ہو کچھ آخر یہ کیا کہنے کو ہین

بل ابرو نپہ اور نگہ پُر جفا خفا اُٹھا ہی کبھی نیند سے کوئی خفا خفا

شام سے وعدے کی شب سو گئی سونیوالے رولین جی کھول کے تقدیر کو رونیوالے

ہمنے تیرے ستم پہ صبر کیا جو کسی سے نہو وہ جبر کیا

جلد آیا دل عشق مین برباد ہو پھر خدا معلوم کیا افتاد ہو

کیا ملا ہمکو ہجر مین روکے آدمی سیکھتا ہے کچھ کھو کے

ٹھہر کے وقت ملاقات میری سنتے جاؤ خدا کے واسطے اک بات میری سنتے جاؤ

دیکھئے کیا غم فرقت مجھے دکھلاتا ہے ابتو ہر سانس مین دل ہر کہ کھنچا آتا ہے

منتظر بیٹھا ہون مین عمر رواں کے فوت کا آمد و رفت نفس اک سلسلہ ہی موت کا

دکھائی دیگی نہ صورت تو نور دیکھین گے کسی طرح سے تمھین ہم ضرور دیکھین گے

جانے بھی دو جو مری جان حزین جاتی ہے تم تو جی کھول کے ہنس لو جو ہنسی آتی ہے

دل عشق بتان مین مبتلا ہی ہر سانس قضا کا سامنا ہی

دل جگر تجھپہ فدا ہو گئے باری باری آئی اب نگہ ناز ہماری باری

نشۂ مے کیون نہ ترے سر چڑھے پھول وہی ہی جو میسر چڑھے

جب قصد کیا ہنسنے کا آنسو نکل آئے جائیگا نہ یہ روگ بغیر از اجل آئے

اگر مر جاؤن تم ہرگز نہ رونا برا ہے مرا ہونا نہ ہونا

روح نکلی فراق دلبر سے اک بلا تھی کہ ٹل گئی سر سے

ہمنے مانا حشر مین تم سبکے دیوانے گئے سچ کہو کیا ہوگا اے محشر جو پہچانے گئے

ضعف کے ہاتھون زمین کے ہو گئے جسجگہ بیٹھے وہین کے ہو گئے

آئے ہو عیادت کو تو جان لئے جاؤ بیمار محبت کا کچھ کام کئے جاؤ

ہر قدم سوز جہتین ہون دل اگر مسرور ہی جذب خالص ہو تو کوئی دوست کتنی دور ہی

عارض روشن سے زلف اُنکی سرک کر رہگئی — رات کو آنکھوں مین بجلی سی چمک کر رہگئی

*

وہ غم فرقت وہ وصلت کی خوشی جاتی رہی — دل کے مرجانے سے محشر دلگی جاتی رہی

*

یہ بھی سمجھ مین آگئی وہ بھی سمجھ گئے — چتون سے کیفیت تری دلکی سمجھ گئے

*

موقوف رو نہ ہجر نہ فرقت کی رات پر — آنسو نکل رہے ہین مری بات بات پر

*

کیا ہی خون لطف خاص سے جوش تمنا کا — کہانتک روئے رونا کسیکے ناشکیبا کا

*

مقابل تیر ناز دلربا کے دل نہ لیجانا — جو لیجانا بھی اے محشر سر محفل نہ لیجانا

*

جو نقش مٹ گئے اُنکو اُبھارتے جاؤ — لحد کے سوئے ہوؤنکو پکارتے جاؤ

*

مال مفلس کا نہ کوئی ناپ ہے نہ تول ہے — دل کی قیمت کچھ نہ پوچھو کوڑیون کے مول ہے

*

مریض عشق کو درد جگر اب یون ستاتا ہے — نہ لیٹے چین آتا ہے نہ بیٹھے چین آتا ہے

*

سامنے اُنکے چپ رہا نہ گیا — سب کہا پھر بھی کچھ کہا نہ گیا

تم بگڑے ہو امید قضا ہی نہیں کوئی　　اس درد کی عالم میں دوا ہی نہیں کوئی

❊

تھا مگر آمادہ یون وہ ظلم پر پہلے نہ تھا　　شکوہ تقدیر اتنا زود اثر پہلے نہ تھا

❊

بیٹھا تھا مین دم بھر ترا کاشانہ سمجھ کے　　دربان نے اٹھوا دیا دیوانہ سمجھ کے

❊

وہ آگ بھڑکے دھوان کوہ طور سے نکلے　　فغان جو میرے دل ناصبور سے نکلے

❊

طلب مین دل کی اس جانب سے آفت کا تقاضا ہے　　جو کہیے کچھ تو کہتے ہین محبت کا تقاضا ہے

❊

سوز غم سے یون لگی آگ آستین جلنے لگی　　چشم نم کا جو گرا آنسو زمین جلنے لگی

❊

بات بھی پوچھی نہ جائیگی جہان جائینگے ہم　　بزم جانان سے اگر اُٹھے کہان جائینگے ہم

❊

کبھی گرتا ہے کبھی اُٹھ کے سنبھلتا ہے کوئی　　صبح کو یون تری محفل سے نکلتا ہے کوئی

❊

آکے دنیا کی طرف ربط کمن سے چھٹ گیا　　کیون نہ مرجاؤن کہ اپنی انجمن سے چھٹ گیا

❊

کعبۂ اسلام مین بیٹھین کہ مسکن دیر ہو　　دوست کو یون بھی نہ پائین ہم تو اچھی سیر ہو

رحم مجھپر تمھین منظور نہین جور سہی
بارِ خاطر ہوا گر یہ بھی تو کچھ اور سہی

⁂

دارِ فنا مین آکے گذر نیسے کیون ڈرین
مرنے ہی کو بنے ہین تو مرنیسے کیون ڈرین

⁂

بات جو تم نہ سنو اسکا نہ کہنا اچھا
ایسے کہنے سے تو خاموش ہی رہنا اچھا

⁂

رونا آتا ہے ہمین اب نہ ہنسی آتی ہے
سانس لیتے ہین اگر دم پہ بنی جاتی ہے

⁂

ہم جو ناصح کا پاس کرتے ہین
صاف یہ ہے خدا سے ڈرتے ہین

⁂

ہجر مین روئے پھر بھی رو نہ سکے
ہم جو چاہین کبھی وہ ہو نہ سکے

⁂

نہ پہونچے عشق کی منزل پہ تا حیات چلے
تمام دن چلے محشر تمام رات چلے

⁂

فراق دوست مین جبتک جئین گے
شب و روز اپنا خون دل پئین گے

⁂

وحشت عشق مین مجنون سے مکان چھوٹ گیا
ایسے دیوانے ہوے ہم کہ جہان چھوٹ گیا

⁂

دم نکلجائے نہ اے دل دم فریاد سنبھل
دیکھ کیا کرتا ہے او رکشتۂ بیداد سنبھل

بیمار وفا غش مین ہے دامن کی ہوا دو — سمجھو نہ اگر دوسری زلف سنگھا دو



ہمارا حوصلہ لطف جفا سے اور بڑھتا ہے — کہ طول زندگی ذکر قضا سے اور بڑھتا ہے



بگڑو نہ تو پوچھین ہمین اک بات مین شک ہے — تم ظلم مین یکتا ہو مری جان کہ فلک ہے



ہمین جو اذن سیر دیر دیگا — خدا اسکو جزائے خیر دیگا



کہتی ہے انکی چتون ہر وقت ہمسے ڈرنا — طرز غضب سے ڈرنا شان کرم سے ڈرنا



مانا ہر ایک بات مری جھوٹ ہی سہی — بہتر ہے خیر تم جو کہو بس وہی سہی



کسی کی بزم سے یون بھر کے آہ سرد اُٹھے — کہ چوٹ کھائے ہوئے دلمین جیسے درد اُٹھے



خطا کی ہم اگر محفل مین آئے — کہو جو کچھ تمھارے دل مین آئے



وہ اپنے جذب روحانی سے پورا کام لیتے ہین — کسی گرتے ہوئے کو دیکھکر جو تھام لیتے ہین



کلیم اللہ کی صورت طور پر بھی چلو تم بھی — کہ نظارہ بھی ہو اور سیکھو انداز تکلم بھی

دل پہ شوق سے تیری نہ محبت چھوٹی — اتنی سی جان پہ کیا کیا نہ قیامت ٹوٹی

حالت بیمار فرقت کیا کہوں کیا ہوتی رہی — تم سر بالین جو تھے صدقے قضا ہوتی رہی

زندگانی ہے دل جو زندا ہے — ایک ہی دم کا سب ظہورا ہے

تمکو قسم ہے چھوڑ نہ دینا جھنا کوئی — مرجائینگے تو یاد کروگے کہ تھا کوئی

کیا کہیں کس سے کہیں جیسے پڑا ہے پالا — لیگیا دل کو چرا کر کوئی آپس والا

فریب حسن سے عالم تمہارا اور ہی کچھ ہے — ادا کچھ اور کہتی ہے اشارا اور ہی کچھ ہے

خدا رکھے ترقی دی ہے جینے سوز فرقت کو — وہی رونے بھی اب تو خشک دل سیماب خصلت کو

ارے ہشیار رہو غافل کہاں تک غفلت جوانی کی — گذر جاتی ہے یک ایک لمحہ حالت زندگانی کی

میاں فصل گل ہے یار دلمین ہوک اٹھتی ہے — میری فریاد پر گلشن مین کوئل کوک اٹھتی ہے

مثل مینا رونکے تھا یا عالم مستی مین تھا — کوئی شیشے مینا بھی کبھی معمور دستی مین تھا

دل پر نظر اُنکی ہی تو ہم کس لئے روئین　　لٹتا ہی جو گنجینۂ غم کس لئے روئین

شدت درد جگر مین دم نکل ہی جائیگا　　جی سنبھلنے والا ہوگا تو سنبھل ہی جائیگا

کسی بیمار فرقت کی مصیبت اور بڑہتی ہی　　ادھر شام آئی اک تازہ قیامت اور بڑہتی ہی

نظر سے حالت باطن سمجھ لی اہل محفل نے　　مجھے بیٹھے بٹھائے کردیا رُسوا مرے دل نے

اُنکی جانب سے جو اظہار تاسف ہوتا　　کون تھا پھر جسے مرنے مین تکلف ہوتا

بیان حال کے جملے اثر دکھلا تو جاتے ہین　　وہ جب سنتے ہین دل سی کچھ نہ کچھ شرما تو جاتے ہین

ہمنے تو جی پہ کھیل کے ہجر کا ماجرا کہا　　کہہ چکے جب تو بولے وہ پھر سی کہو کہ کیا کہا

تم بگڑے ہو امید قضا ہی نہین کوئی　　اس درد کی عالم مین دوا ہی نہین کوئی

